مظہر العجائب

فی

بیان العقائد

از قلم:-

خادم العلماء (مولوی) رحیم بخش حنفی قادری گلاچوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مظہر العجائب

فی

بیان العقائد

اس کتاب میں عقائد کے وہ مسائل ہیں. جن سے مسلمانوں کا خبردار ہونا نہایت ضروری ہے. اور جن مسائل پر ہر مسلمان کے ایمان کا دارومدار ہے. لہٰذا گذارش ہے. کہ کتاب ہذا کو پڑھنے سے قبل دیباچہ اور مقدمہ پڑھ لینا چاہیئے. تاکہ نفس مضمون کماحقہٗ ذہن نشین ہو جائے

مصنفہ

خادم العلماء مولوی رحیم بخش حنفی قادری کلاچوی مقام کلاچی

ضلع ڈیرہ اسماعیل خان حال- لورالائی کوئٹہ ڈویژن

۳ر جمادی الاول سنہ ۱۳۸۰ھ (کلیم آرٹ پریس قدیر آباد ملتان شہر) کلیم رقم قیمت/ ۳ تین روپے

تقاریظ

زمانہ حال میں اس کتاب کا ہر مسلمان عاشق حضور پر نور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہونا اشد ضروری ہے۔

علماء کرام اہل سنت وجماعت پاکستان

حضرت مولانا امام اہل سنت وجماعت استاد العلماء مفتی اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف پاکستان لاہور۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

فقیر نے کتاب مستطاب "مظہر العجائب فی بیان العقائد" کے چیدہ چیدہ مضامین کا مطالعہ کیا۔ بلاشبہ یہ کتاب فی زمانہ عوام بلکہ خواص کے لئے بیحد مفید و نافع ہے اس کتاب کا ہر سنی صحیح العقیدہ عاشق رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ہونا ضروری ہے۔ اس پر آشوب زمانہ میں انہی عقائد حقہ پر قائم رہنا بفحوائے القائم علی الدین کالقابض علی الجمر کے مترادف ہے ہر چہار جانب سے اعدائے دین عقائد حقہ پر قسم قسم کے اعتراض کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں سرگرم نظر آتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہٗ کی ذات وصفات پر بیجا و ناسزا حملے کرتے اور حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اعلےٰ و ارفع گھٹانے اور عوام کو راہ مستقیم سے ہٹانے کے لئے سر توڑ کوششیں کرتے ہیں۔

ایمان و اسلام پر ناپاک حملے کر کے جادہ استقامت سے منحرف کرنے میں مصروف ہیں۔ نہایت ضروری تھا کہ سلیس زبان میں عام فہم اسلوب میں کوئی کتاب لکھی جاتی جس میں فی زمانہ متنازعہ فیہا مسائل کو مدلل طریقے پر بیان کیا جاتا الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ اس ضرورت کو مولانا مولوی رحیم بخش صاحب حنفی، قادری، کلاچوی مدظلہ تعالیٰ نے پورا کر کے وقت کے تقاضے کے موافق یہ کتاب تالیف کی اس کتاب میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب عطائی اور مختار من اللہ اور حاکم علی الاطلاق اور متصرف فی الکائنات اور حاضر و ناظر ہونا اور انبیاء و اولیاء کرام سے عندالحاجت واستعانت و استمداد اور ان سے استغاثہ کرنا قرآن و حدیث و اقوال علماء بخوبی دلائل و براہین سے ثابت کیا ہے عوام کے لئے یہ زبردست ہتھیار ہے۔ اس کے پڑھنے اور سمجھنے کے بعد ہر منصف غیر متعصب حق کے قبول کرنے میں مجبور ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں وہابیہ دیوبندیہ عقائد فاسدہ و اقوالِ کاسدہ کو بھی بحوالہ کتاب بیان کیا گیا ہے۔ کتاب ۲۹۶ صفحات پر مشتمل ہے مولےٰ تعالیٰ مصنف کے علم و عمل میں برکت دے اور بیش از بیش خدمت اسلام کی توفیق عطا فرماوے اور اس کتاب سے مسلمانوں کو بہرہ ور ہونے کی سعادت نصیب کرے اور مصنف کے لئے اس کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ مولانا صاحب موصوف نے یہ کتاب خالصاً لوجہ نفع عوام کے لئے تالیف فرمائی ہے ان کا ارادہ حصول منفعت دنیوی نہیں۔ وہ خود ماشاء اللہ

تاجر ہیں۔ ان کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ مسلمان پڑھیں۔ اور ایمان کے ڈاکوؤں سے اپنا متاع ایمان محفوظ کریں۔ فقیر صمیم قلب سے دعا کرتا ہے کہ مولا تعالیٰ اس کتاب کو زیور قبول سے سرفراز فرمائے اور عوام وخواص کو پڑھنے اور اس کے مطابق اعتقاد رکھنے کی توفیق دے۔ وَآخر دعوٰنا اَنِ الحمد للہ ربّ العالمین (انتی بلفظہ)

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد عفی عنہٗ ناظم ومفتی دارالعلوم مرکزی انجمن حزب الاحناف لاہور پاکستان۔ رجسٹرڈ فون ۶۲۲۹۴
اندرون دہلی دروازہ

علاوہ ازیں

۱۔ غزالی دوراں حضرت مولینا استاد العلماء شیخ الحدیث جامع شریعت وطریقت علامہ سید احمد سعید صاحب کاظمی مہتمم مدرسہ انوار العلوم ملتان

۲۔ استاد العلماء جامع شریعت حضرت مولینا مفتی محمد حسین مدظلہٗ تعالیٰ مہتمم دارالعلوم جامع نعیمیہ لاہور۔

۳۔ حکیم الامت مولینا الحاج المفتی احمد یار خان صاحب نعیمی اشرفی بدایونی مدظلہٗ تعالیٰ، مدرس مدرسہ انجمن خدام الصوفیہ گجرات

۴۔ جناب مولینا الحاج ابوالنور محمد بشیر مدظلہ تعالیٰ، کوٹلی لوہاران ضلع سیالکوٹ

۵۔ امام اہل سنت حضرت مولینا جناب حامد علی خان صاحب نقشبندی

مجددی مہتمم مدرسہ اسلامیہ خیر المعاد چوڑی سرائے ملتان شہر

۶۔ حضرت مولینا جناب غلام مہر علی گولڑوی مہتمم مدرسہ نور المدارس منڈی چشتیاں شریف

۷۔ جناب مولینا پیر سید اکبر شاہ صاحب، قادری، کرمانی شیر گڑھی سجادہ نشین شاہ ابو المعالی صاحب لاہور

۸۔ حضرت مولینا استاد العلماء و جامع شریعت امام اہل سنت جناب غلام جہانیاں مدظلہ العالی، مہتمم مدرسہ معینیہ ڈیرہ غازی خان وغیرہ کی علیحدہ علیحدہ اسی مضمون کی تحریر مولف مولوی رحیم بخش کے پاس محفوظ ہے انشاء اللہ دوسرے ایڈیشن میں شائع کی جائے گی

٥

ملنے کا پتہ

(۱) مولوی رحیم بخش بمقام خاص لورالائی

(۲) ڈاکٹر طاہر قادری۔ توغی روڈ کوئٹہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ ھَادِی الۡقُلُوۡبِ اَفۡضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ الۡمُطَّلِعِ عَلَی الۡغُیُوۡبِ مَنۡ کَانَ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیۡنَ الۡمَآءِ وَالطِّیۡنِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیۡنَ وَاَصۡحَابِہِ الطَّاھِرِیۡنَ اِلٰی یَوۡمِ الدِّیۡنِ

دیباچہ

اللہ عزّ و جل فرماتا ہے۔ اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰہَ یَنۡصُرۡکُمۡ یعنی اگر مدد کرو گے تم اللہ کے دین کی مدد کریگا وہ تمہاری ۔ دین اسلام کے بے شمار دشمن گذر چکے ہیں۔ اور اس وقت بھی موجود ہیں۔ جنہوں نے ہر طرح کا فتنہ و فساد اور اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ اور اب بھی جاری ہے۔ مگر اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔ اور نہ کچھ ان کے ہاتھ آیا۔ سوائے رُسوائی اور شرمندگی کے۔ کیونکہ دین اسلام کا محافظ خود اللہ عزّ و جل ہے۔ اس وقت اسلام کا جملہ دشمنوں سے خطرناک دشمن، اور تمام گمراہوں سے خطرناک گمراہ، اور تمام فتنوں سے خطرناک فتنہ منکرین وغیرہ کا فتنہ ہے۔ کیونکہ اِن لوگوں کا دعویٰ اسلام کا ہے۔ اور اسلام کے بہانے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ حدیث بخاری میں ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ تم میں سے ایک ایسی قوم پیدا ہوگی۔ جو تمہاری نماز اور روزے اور تمہارے اعمال کو اپنی نمازوں اور روزوں اور اعمال کے مقابلہ میں حقیر سمجھے گی۔ قرآن پڑھیگی جو ان کے گلے سے نیچے نہ اُترے گا۔ مگر دین سے وہ ایسی نکل جائے گی۔

جیسے تیر شکار سے۔ لہذا یہی لوگ ہیں۔ کہ نمازیں پڑھ پڑھ کر مسلمانوں کو دکھاتے ہیں۔ اور قرآن شریف پڑھ پڑھ کر غلط بیان کرکے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور بے علم مسلمان ان کے ظاہر کو دیکھکر سخت دھوکہ کھاجاتے ہیں۔ اس کی خبر محبوب علیہ السلام نے پہلے ہی دے دی تھی۔ اور ہر طرح اس فتنے سے مسلمانوں کو آگاہ فرمادیا تھا۔ چنانچہ حدیث بخاری میں ہے۔ کہ ایک دن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی اے اللہ ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت دے۔ اے اللہ ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت دے۔ حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا یارسول اللہ دعا فرمائیں کہ ہمارے نجد میں بھی برکت دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار شام اور یمن کیلئے دعا فرمائی۔ نجد کا نام نہ لیا۔ لوگوں کے بار بار عرض کرنے پر آخر ہیں یہ فرمایا۔ میں اس ازلی محروم خطہ کیلئے دعا کس طرح فرماؤں۔ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہونگے۔ اور وہاں شیطانی گروہ پیدا ہوگا۔ اس حدیث پاک کے مطابق نجد سے محمد بن عبدالوہاب نکلا اور اس کے ماننے والے ہندوستان وغیرہ میں بہت سے لوگ پیدا ہوگئے ہیں۔ لہذا ہر مسلمان کو اس فرقہ سے بچنا اور ایک دوسرے کو خبردار کرنا بہت ضروری ہے۔ اور خاص کر علماء اہلسنت کو چاہیئے۔ کہ اس خطرناک زمانہ میں اس قسم کے عقائد کی زیادہ سے زیادہ کتابیں تحریر فرماکر شائع کریں تاکہ مسلمان ان منافقین کے شر سے محفوظ رہیں۔

جناب حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قادری برکاتی رضوی بیلوی رحمۃ اللہ علیہ اور جناب مولانا مفتی احمد یار خانصاحب نعیمی مدظلہ وغیرہ اہلسنت نے نہایت اچھی کتابیں شائع فرمائی ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو ان تمام بے دینوں کے شر سے ہر طرح خبردار فرمادیا ہے۔ اگر مسلمان ان کی کتابیں پڑھیں اور اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کریں۔ تو انشاء اللہ تعالیٰ منکرین دیوبندیہ وغیرہ کے مکر و فریب دھوکا سے محفوظ رہیں گے۔ جب میں نے انکی پرلطف اور پراثر کتابیں پڑھیں۔ تو اللہ تعالیٰ

اور اس کے محبوب کی مہربانی سے میں نے اس کتاب کو تحریر کرنا شروع کیا۔ اِس اُمید پر کہ بروزِ قیامت محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے نعت خوانوں اور نام لیواؤں میں شمار کیا جاؤں۔

خادم العلماء مولوی رحیم بخش

مقدمہ

جاننا چاہیئے۔ کہ اس کتاب میں اوّل سے آخر تک محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علمِ غیب ثابت کیا گیا ہے۔ علمِ ظاہر اور علمِ غیب تمام علوم، جب سے دنیا بنی ہے اور جب تک رہے گی۔ ہر ذرہ ذرہ و قطرہ قطرہ اور وہ پانچ غیب جو آیہ کریمہ میں مذکور ہیں۔ اور وہ علوم جن تک کسی مخلوق کے عقل و حواس کی رسائی نہیں۔ اللہ عزوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ تمام مخلوقات سے پہلے اللہ عزوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کی روح مبارک پیدا فرمائی۔ اور نبوت اُس روح مبارک کو عطا فرمائی اور نبوت کے معنی ہیں علمِ غیب کو جاننا۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ نصرت کی کُنجیاں، نفع کی کُنجیاں، نبوت کی کُنجیاں، دوزخ کی کنجیاں، جنّت کی کنجیاں، غرضیکہ ہر شئے کی کنجیاں اللہ عزوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا ہے۔ آسمان اور زمین میں ایسی کوئی مخلوق باقی نہیں رہی۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قبضے میں نہ آئی ہو۔ اور حضور علیہ السلام کو یہ اختیار بھی عطا فرمایا گیا ہے۔ کہ جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔ اور حضور آقائے نامدار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے تمام حالات سے ہر وقت خبردار حاضر و ناظر اور ہماری جانوں اور مالوں کے مالک و مختار ہیں۔ اور یہ بھی

ثابت کیا گیا ہے۔ کہ انبیاء و اولیاء کو دور و نزدیک سے پکارنا حیات اور وفات کے بعد ان سے مدد مانگنا جائز ہے۔ اور بے شک اولیاء کرام دنیا و آخرت، قبر و حشر میں اپنے متوسلوں اور مریدوں کے شفیع و مددگار ہیں۔ اور وفات کے بعد بھی اس دنیا میں تصرف فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت کیا گیا ہے۔ کہ مسلمانوں کو کسی کامل پیر سے بیعت کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔ اور ہر وہ مسائل جن کے متعلق منکرین، وغیرہ اور مسلمانوں کے درمیان سخت مخالفت ہے۔ تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ منکرین، وغیرہ نے مسلمانوں کو ہر کارِ ثواب اور کارِ خیر بلکہ کافر اور مشرک کہا ہے۔ انہوں نے توحید کے معنی ہی۔ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں سے دشمنی اور انکی توہین کرنا سمجھے ہیں۔ ان کی کتابوں کی تحریر اس کتاب میں موجود ہے۔ ان کی باتوں کا رد اور ہمارے دعویٰ کا ثبوت قرآن شریف و احادیث اور بزرگانِ دین، محدثین و مفسرین کے اقوال سے پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب چار بابوں پر تقسیم کی گئی ہے۔ پہلا باب اللہ عزوجل کی ذات و صفات اور محبوب علیہ السلام کی نبوت کو جاننے کا بیان، دوسرا باب ثبوتِ علمِ غیب محبوب علیہ السلام کا بیان، تیسرا باب وہابیوں کی عبادتوں کا بیان۔ چوتھا باب بیعت کا بیان۔ لہٰذا اس کتاب کو اگر کم علم والا مسلمان، صرف اردو پڑھا ہوا بھی پڑھے، اور سوچنے سمجھنے کی کوشش کرے۔ تو وہ ان منکروں، وغیرہ کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اور اگر کوئی منکر، وغیرہ اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھے، اچھی طرح سوچنے، سمجھنے کی کوشش کرے۔ اور انصاف کرے۔ تو ہم دعویٰ سے کہتے ہیں۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی باطل کو چھوڑ کر حق کو قبول کرلے گا۔ سچا سنی مسلمان ہو کر جہنم ابدی سے نجات پائیگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

مظہر العجائب فی بیان العقائد

پہلا باب :- اللہ عزوجل کی ذات و صفات اور حضور علیہ السلام کو جاننے کا بیان۔

پہلا حکم ایمان لانے کا ہے جو شخص ایمان نہ لایا تو اس کے سب اعمال بیکار ہیں
ایمان صحیح عقیدہ کو کہتے ہیں جس کا عقیدہ ٹھیک نہیں تو وہ ایمان نہیں لایا۔ صرف زبان سے پڑھ لیا " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ "۔

جو ذات و صفات جل جلالہٗ سے بے خبر ہو، یا رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و نبوت کے متعلق احکام سے بے خبر ہو تو وہ مومن نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ عزوجل کی ذات و صفات کو جاننا اور ماننا اور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور نبوت کے متعلق احکام کو جاننا اور ماننا اس کا نام ایمان ہے۔ ایمان امن کو کہتے ہیں۔ یعنی مومن صحیح عقیدہ رکھ کر اپنے کو بڑے عذاب اور تکلیف سے امن دے دیتا ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ اللہ پاک ایک ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں، نہ احکام میں، نہ اسماء میں واجب الوجود ہے۔ یعنی اس کا وجود ضروری ہے۔ اور عدم محال قدیم ہے۔ یعنی ہمیشہ سے باقی ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔ اس کا مستحق ہے۔ کہ اسکی عبادت و پرستش کی جائے۔ اس کی ذات کا ادراک عقلاً محال: کہ جو چیز سمجھ میں آتی ہے۔ عقل اس کو محیط ہوتی ہے۔ اور اسکو کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ البتہ اس کے افعال کے ذریعہ اجمالاً اس کی صفات، پھر اُن صفات کے ذریعہ سے معرفت ذات حاصل ہوتی ہے۔ جس طرح اس کی ذاتِ قدیم ازلی ابدی ہے۔ صفات بھی ازلی ابدی ہیں۔

اس کی صفات نہ مخلوق ہیں. نہ زیرِ قدرت داخل ذات وصفات کے سوا سب چیزیں حادث ہیں. یعنی پہلے نہ تھیں. پھر موجود ہوئیں۔

وہ ہر ممکن پر قادر ہے: جو چیز محال ہے. اللہ تعالیٰ عزّوجل اس سے پاک ہے کہ اس کی قدرت اُسے شامل ہو. محال اسے کہتے ہیں. جو موجود نہ ہو سکے۔ جب مقدور ہوگا تو موجود ہو سکے گا. پھر محال نہ رہا۔ اسے یوں سمجھیں کہ دوسرا خدا محال ہے. یعنی نہیں ہو سکتا. تو یہ اگر زیرِ قدرت ہو تو موجود ہو سکے گا۔ تو محال نہ رہا. اُس کو محال نہ ماننا واحدانیت کا انکار ہے. وہ ہر کمال وخوبی کا جامع ہے۔ اور ہر اس چیز جس میں عیب ونقصان ہے. پاک ہے. یعنی عیب ونقصان کا اس میں ہونا محال ہے. اور محال پر قدرت ماننا اللہ کی الوہیت کا ہی انکار ہے. حیات. قدرت. سُننا. دیکھنا کلام، علم، ارادہ، اس کے صفاتِ ذاتیہ ہیں۔

مگر کان، آنکھ، زبان سے اس کا سُننا، دیکھنا، کلام کرنا نہیں. یہ سب اجسام ہیں اور اجسام سے اللہ تعالیٰ عزّوجل پاک ہے. ہر پست سے پست یعنی آہستہ آواز کو سنتا ہے. ہر باریک سے باریک کو دیکھتا ہے. ہر موجود کو دیکھتا اور سُنتا ہے. اللہ تعالیٰ عزّوجل جہت ومکان وزمان وحرکت سکون وشکل وصورت وجمیع حوادث سے پاک ہے. اس کا کلام آواز سے پاک ہے. یہ قرآن عظیم جس کو ہم اپنی زبان سے تلاوت کرتے ہیں. مصاحف میں لکھتے ہیں. اسی کا کلام بلا صوت ہے. اور یہ ہمارا پڑھنا لکھنا اور یہ آواز حادث ہے. قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کا خود ثبوت ہے اور اس میں کمی بیشی کا ہونا محال ہے۔

آیت ۱: وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ یعنی اگر تم کو اس کتاب میں جو ہم نے اپنے خاص بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری

کوئی شک ہو تو اسکی مثل کوئی ایک چھوٹی سی سورۃ بنالاؤ۔ اور اللہ کے سوا اپنے سب حمائتیوں کو بلالو۔ اگر تم سچے ہو۔

آیت ۲ = اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ یعنی بے شک ہم نے قرآن اُتارا اور بے شک ہم اس کے نگہبان ہیں ؂

لہذا اس میں حرف یا لفظ کی کمی بیشی محال ہے۔ تو اگر کوئی کہے اس میں کچھ پارے یا آئتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا۔ یا بڑھا دیا، یا بدل دیا۔ قطعاً کافر ہے۔ اس نے اس آیت کا صریحاً انکار کیا۔ نبوّت، نبی ہونے کے لیئے اس پر وحی ہونا ضروری ہے۔ خواہ فرشتہ کی معرفت ہو۔ یا بلاواسطہ، وحی نبوتِ انبیاء کے لئے خاص ہے۔ نبی کو جو چیز خواب میں بتائی جائے وہ بھی وحی ہے۔ اس کے جھوٹے ہونے کا احتمال نہیں۔ انبیاء کرام سے صدورِ گناہ شرعاً محال ہے۔ انبیاء کرام شرک و کفر اور ہر ایسے امر سے جو خلق کے لئے باعثِ نفرت ہو۔ جیسے کذب و خیانت و جہل وغیرہ بالاجماع معصوم ہیں۔ اور کبائر سے بھی مطلقاً معصوم تعمداً صغائر سے بھی معصوم ہیں۔

فخرِ امام، حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں۔ النبوۃ عبارۃ عمّا یختص بہ النبی و یُفارق بہ غیرہٗ وھو یختص بانواع من الخواص احدھا انہ یعرف حقائق الامور المتعلقۃ باللہِ تعالیٰ وصفاتہٖ وملٰئکتہٖ والدار الاخرۃ عِلماً مخالفاً لِعلم غیرہٖ بکثرتِ المعلومات وزیادۃِ الکشفِ والتحقیقِ ثانیھا ان لہٗ فی نفسہٖ صفۃ بھا تتم الافعالِ الخارقۃِ للعادۃ کما ان لنا صفۃ تتم بھا الحرکاتِ المقرونۃِ بارادتنا وھی القدرۃ ثالثھا انّ لہ صفۃ بھا یبصر الملٰئکۃ ویشاھدھم کما ان للبصیرِ صفۃ بھا یُفارق الاعمٰی رابعھا ان لہ صفۃ بما یدرک ماسیکون فی الغیب = یعنی

نبوت وہ چیز ہے۔ جو نبی کے ساتھ خاص ہے۔ اور نبی اس کے سبب اوروں سے ممتاز ہے۔ اور وہ کئی قسم کے خاصے ہیں۔ جن سے نبی مختص ہوتا ہے۔ ایک یہ کہ جو امر اللہ تعالیٰ عزوجل کی ذات و صفات اور ملائکہ و آخرت سے متعلق ہیں۔ نبی ان کے حقائق کا ایسا علم رکھتا ہے۔ کہ اوروں کے علم زیادات، معلومات، فیزونی، تحقیق وانکشاف میں ان سے نسبت نہیں رکھتے۔ دوم یہ کہ نبی کے لئے اس کی ذات میں ایک وصف ہوتا ہے۔ جس سے افعال خلافِ عادت (جنہیں معجزہ کہتے ہیں) انصرام پاتے ہیں جس طرح ہمارے لئے ایک وصف ہے۔ کہ اس سے ہماری حرکاتِ ارادیہ پوری ہوتی ہیں۔ جسے قدرت کہتے ہیں۔

سوئم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے۔ جس سے ملائکہ کو دیکھتا ہے۔ جس طرح انکھیادے کے پاس ایک صفت ہوتی ہے۔ جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے۔

چہارم یہ کہ نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے۔ جس سے آئندہ غیب کی باتیں جان لیتا ہے۔ نقلہ عنہُ العلامۃ الزرکانی فی شرح المواہب =

علم غیب دو قسم ہے۔ علم غیب ذاتی محیط خاص اللہ تعالیٰ عزوجل کیلئے ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی صفاتِ قدیم ہے۔ یعنی اسکو کسی سے عطا نہیں ہوا۔ اور انبیاء ..... علیہ السلام کو علمِ غیب غیر محیط اللہ تعالیٰ سے عطا ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا علمِ غیب ذاتی محیط، اور انبیاء علیہ السلام کا عطیہ... غیر محیط۔ علمِ غیب کے معنی ہیں چھپی ہوئی چیز، اصطلاح میں غیب وہ چیز کہلاتی ہے۔ جو کہ ظاہری اور باطنی حواس اور عقل سے چھپی ہوئی ہو۔ یعنی نہ تو آنکھ، ناک و کان وغیرہ حواس سے معلوم ہو سکے۔ اور دوسرا وہ کہ جو نہ بغیر غور و فکر کے عقل میں آسکے۔ ایک وہ کہ جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو سکے۔ جیسے کہ موت کا وقت، قیامت کے آنے کی تاریخ وغیرہ یہ چیزیں دلائل سے بھی معلوم

نہیں ہوسکتیں۔ اسے کوئی بھی اپنے آپ معلوم نہیں کرسکتا۔ ہاں جس کو رب تعالیٰ بتلائے جیسے انبیاء علیہ السلام دوسرا غیب جس پر دلیل قائم ہو۔ یعنی دلائل سے اس کا پتہ لگ جائے۔ جیسے حق تعالےٰ کی ذات اور اس کے صفات انبیاء علیہ السلام کی نبوت اور اس کے متعلق احکام وغیرہ یہ وہ غیب ہے۔ کہ غور و فکر سے معلوم ہو جاتا ہے۔ رب تعالیٰ کو ہم نے نہیں دیکھا۔ لیکن دنیا کا ذرہ ذرہ اس کے ہونے کا پتہ دے رہا ہے۔ غیب اس چھپی ہوئی چیز کا نام ہے۔ جو ہم سے چھپی ہو، اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ اور نہ کوئی چیز غیب ہے۔ بلکہ وہ ہر چیز کا ازلی ابدی جاننے والا ہے۔ اور ہر کہ ایمان بالغیب کا حکم فرمایا۔

الٓمٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۝ یعنی اس کتاب میں کوئی شک نہیں۔ ہدایت ہے۔ پرہیزگاروں کے لئے وہ جو ایمان لائے ساتھ غیب کے۔ تو مطلب یہ ہوا۔ کہ سچے ایمان والے، اللہ سے ڈرنے والے پرہیزگار وہ لوگ ہیں کہ جن کو محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ باتیں بیان فرمائیں۔ جن کا حضور علیہ السلام کو علم ہے۔ اور ان لوگوں سے چھپی ہوئی ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات، فرشتے، حشر و نشر، ثواب و عذاب، قیامت وغیرہ۔ اور وہ دل سے مان لیں۔ اس کا نام ہے۔ ایمان بالغیب یعنی حضور علیہ السلام کے بتائے ہوئے غیب پر ایمان لانا۔ تو جو شخص خاص حضور علیہ السلام کے علم غیب کا ہی منکر ہے۔ ....

...... تو وہ حضور علیہ السلام کے بتائے ہوئے غیب پر کیسے ایمان لا سکتا ہے۔ اور درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا نام ہی ایمان ہے۔ حضور علیہ السلام نے خود ارشاد فرمایا۔ حدیث بخاری شریف ص۱ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ

مِنْ وَّلَدِهٖ وَوَالِدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ٥ یعنی اُس پاک ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ تم میں سے کوئی ایماندار نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ میں اس کے ماں باپ اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ القرآن ذوجوہٍ۔ یعنی قرآن متعدد معنی رکھتا ہے۔

رواہ ابو نعیم، ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

ہمارے حامی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، منکر اپنا اور حامی ڈھونڈ لیں۔ اب بھی وقت ہے توبہ کر لیں۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آویں۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر اللہ تعالیٰ عزوجل کا منکر ہے۔

اللہ تعالیٰ کسی کی توبہ قبول نہیں فرماتا مگر بوسیلہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول فرماتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سب خزانوں کے مختار ہیں۔

دُوسرا باب

ثبوتِ علمِ غیب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان

محبوب علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ نے سب علومِ غیب عطا فرمائے ہیں۔ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ حضور علیہ السلام کے علمِ غیب کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے۔

پارہ ۲ آیت ۳ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا٥ ترجمہ: اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت بیچ کی۔ تاکہ ہو تم گواہ اوپر لوگوں کے اور ہو رسول اوپر تمہارے گواہ =

حدیث بخاری ۲ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے بعد نوح علیہ السلام اور دیگر پیغمبروں کی

امتیں اللہ تعالیٰ کے جناب میں عرض کریں گے۔ کہ خدایا تیرا کوئی پیغمبر ہم تک نہیں پہنچا۔ اور نہ کسی نے تیرے احکام ہم تک پہونچائے۔ انبیاء کرام عرض کریں گے کہ خداوندا یہ جھوٹے ہیں۔ ہم نے تیرے سارے احکام ان کو پہنچائے۔ اور بتلائے ہیں۔ انبیاء کرام کو حکم الٰہی ہوگا۔ کہ اپنے دعویٰ پر کوئی گواہ لاویں۔ وہ حضرات امتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی گواہی میں پیش کریں گے۔ یہ امت گواہی دیگی کہ خدایا تیرے پیغمبر سچے ہیں۔ اور یہ کفار جھوٹے ہیں۔ اس پر کفار اعتراض کریں گے کہ تم ہمارے زمانے میں موجود نہ تھے۔ سینکڑوں برس کے بعد پیدا ہوئے بغیر دیکھے بھلے گواہی کس طرح دے رہے ہو۔ مسلمان عرض کریں گے۔ کہ ہم نے دیکھنے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ مسلمانوں کی تصدیق فرمانے کے لئے حضور علیہ السلام تشریف لاویں گے۔ اور عرض کریں گے۔ کہ خداوندا واقعی ہم نے اپنی اُمت سے فرمایا تھا۔ ہماری امت بھی سچی ہے۔ اور انبیاء کرام بھی سچے ہیں۔ اور یہ کافر جھوٹے ہیں۔ محبوب علیہ السلام کی گواہی پر کوئی کافر اعتراض نہ کرے گا۔ اس گواہی پر انبیاء علیہ السلام کے حق میں ڈگری ہوگی۔ اس واقعہ کا اس آیت میں ذکر ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام نے سب کچھ دیکھا ہے۔ ان کے سب حالات حضور علیہ السلام کو معلوم ہیں۔ اس لئے گواہی دے رہے ہیں۔

آیت ۱۲۔ پارہ ۴ سورۃ آل عمران: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ = ترجمہ: اور نہیں ہے اللہ کہ تم کو خبردار کرے۔ اوپر غیب کے ولیکن اللہ پسند کرتا ہے پیغمبروں اپنے میں سے جس کو چاہے۔ (تفسیر خزائن العرفان و خازن ع۱)

حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ پیدائش سے پہلے میری امت مجھ پر پیش کی گئی۔ اور ان کے ہر حال کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔

منافق نے انکار کیا۔ کہ حضور علم غیب کیا جانیں۔ یہ آیت پاک نازل ہوئی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے علم غیب کا انکار منافق ہی کیا کرتے ہیں۔

آیت ۵ پارہ ۵ سورۃ النساء وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَالَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ہ۔ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری۔ اور سکھایا تم کو جو کچھ تم نہ جانتے تھے۔ اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کچھ حضور نہ جانتے تھے وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ علم غیب کیا چیز ہے۔

آیت ۶ پارہ ۱۰ سورۃ توبہ۔ وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَخُوْضُ وَنَلْعَبُ ط قُلْ اَبِاللّٰہِ وَاٰیٰتِہٖ وَرَسُوْلِہٖ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِءُوْنَ ہ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ، ترجمہ۔ البتہ اگر پوچھے تو ان سے البتہ کہیں گے سوائے اس کے نہیں۔ کہ ہم بحث کرتے اور کھیلتے تھے۔ کہ کیا ساتھ اللہ کے اور نشانیوں اُسکی کے اور رسول اُس کے کے، ہو تم ٹھٹھا کرنے والے مت عُذر کرو تم تحقیق کافر ہوئے تم پیچھے ایمان کے۔ تفسیر طبری وتفسیر در منثوری ؏۲ ابوبکر بن ابی شیبہ استاذ امام بخاری ومسلم حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی۔ اس کی تلاش تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے۔ اس پر ایک منافق بولا۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم علم غیب کیا جانے۔ اُس منافق کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اس بات کے کہنے سے کافر ہوگیا ہے ایمان کے بعد اس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے علم غیب کا انکار کفر ہے۔ اس آیت کا منکر سے کیا جواب ہے۔

آیت نمبر ۷ پارہ ۲۹ سورۃ الجن۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ہ ترجمہ:۔ وہ جاننے والا غیب کا ہے۔ پس نہیں

مسلط کرتا اُوپر اپنے غیب کے کسی کو مگر جس کو پسند کرتا ہے پیغمبروں میں سے۔

اس سے صاف معلوم ہُوا۔ کہ اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو اپنے خاص غیب بھی عطا فرماتا ہے۔

آیت ع۸ پارہ ۲۹ سورۃ قیامت = لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ؕ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ؕ ترجمہ:۔ تم یاد کرنے کی جلدی قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ تو جب ہم پڑھا چکیں اُس وقت اُس پڑھے پڑھے ہوئے کی اتباع کریں۔ بے شک اُس کے باریکیوں کا تم پہ ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔

لہذا پڑھانے والا اللہ تعالیٰ عزوجل اور پڑھنے والا حضور علیہ السلام تو علم کیوں ناقص رہے۔

آیت ع۹ پارہ ۳۰ سورۃ الانفطار = وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ترجمہ یہ نبی غیب کے بتانے میں بخل نہیں کرتے۔ تفسیر معالم وتفسیر خازن ع۳ يَقُولُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْهِ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَبْخَلُ بِهٖ عَلَيْكُمْ بَلْ يُعَلِّمُكُمْ ترجمہ یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم آتا ہے۔ وہ تمہیں بتانے میں بخل نہیں فرماتے۔ بلکہ تمہیں بھی اس کا علم بتاتے ہیں۔

اس آیت سے ثابت ہُوا۔ کہ حضور علیہ السلام ولیوں کو بھی علم غیب عطا فرماتے ہیں۔

آیت ع۱۰ پارہ ۱۹ سورۃ نمل = سلیمان علیہ السلام نے اپنے سرداروں کو فرمایا۔ کہ کون تم میں سے بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئیگا۔ پہلے اس سے کہ آئے وہ میرے پاس مسلمان ہوکر = قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۚ ترجمہ: کہا اُس شخص نے کہ نزدیک اس کے تھا علم کتاب میں سے۔ میں لے آؤں گا

تمہارے پاس اُس کو پہلے اس سے کہ پھر آوے طرف تمہاری نظر تمہاری. پس جب دیکھا اُس تخت کو سلیمان علیہ السلام نے ٹھہرا ہُوا نزدیک اپنے. کہا سلیمان علیہ السلام نے یہ ہے فضل پروردگار میرے کے سے. لہٰذا یہ ہے علمِ غیب کہ اس شخص نے اتنے دُور ملک سُبا بلقیس کے محل میں اس تخت کو دیکھا. یہ علمِ غیب نہیں تو کیا ہے. اور پھر آنکھ کے جھپکنے سے پہلے سلیمان علیہ السلام کے پاس تخت حاضر کر دیا. افسوس ہے ان لوگوں پر جو نبیوں کے علمِ غیب سے بھی انکاری ہیں. حالانکہ قرآن شریف میں تو ولیوں کا علمِ غیب بھی ثابت ہے.

آیت ع۱۱ پارہ ۳ سورۃ آلِ عمران: حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں:- وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ ترجمہ اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو. اور جو گھروں میں بھر رکھتے ہو.

یہ علمِ غیب نہیں تو اور کیا ہے.

آیت ع۱۲. پارہ ۲۸ سورۃ جمعہ: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ترجمہ:- اللہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں سے ایک رسول انہیں میں سے ان پر آیاتِ الٰہی پڑھتا اور انہیں ستھرا کرتا. اور انہیں کتاب و حقائق کا علم بخشتا ہے. اگرچہ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے. نیز پاک کریگا. اور علم عطا فرمائے گا. ان کی جنس کے اور لوگوں کو جو اب تک ان سے نہیں ملے اور وہی غالب حکمت والا ہے. یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے. اور اللہ بڑے فضل والا ہے. تفسیر ع۲ بیضاوی شریف معالم شریف اور حضرت امام مجاہد شاگرد حضرت عبداللہ

بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ سے یہ مضمون مروی ہے۔ هُمْ جَمِيعُ مَنْ دَخَلَ فِى الْاِسْلَامِ بَعْدَ النَّبِىِّ صلے اللہ علیہ وسلم اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ یعنی یہ دوسرے لوگ تمام اہلِ اسلام ہیں۔ کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہونگے۔ ان سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم علم ظاہر و علم غیب وغیرہ نعمتیں عطا فرمائیں گے۔ اس سے صاف معلوم ہُوا۔ کہ جو کچھ جب بھی جس کو ملتا ہے حضور علیہ السلام کے دربار سے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب کو پاک کرتے ہیں۔ اور کتاب کا علم اور حکمتیں، اور ہر طرح کی نعمتیں موجودہ لوگوں کو اور قیامت تک آنے والے سب لوگوں کو عطا فرمائیں گے۔ منکر مانیں یا نہ مانیں ہماری تو ہر بگڑی بنائی اُس نے۔

حدیث ع۳ = امام مسلم وغیرہ کے اُستاد حافظِ حدیث عبدالرزاق اپنی مصنف میں اور جناب امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔ یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ خَلَقَ قَبْلَ الْاَشْيَاءِ نُوْرَ نَبِيِّكَ مِنْ نُّوْرِهٖ ۔ ترجمہ:۔ اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ حدیث تا دیل ہے۔ پھر اس نور کے چار حصّے فرمائے۔ پہلے سے قلم، دوسرے لوح۔ تیسرے سے عرش بنایا۔ اس سے معلوم ہُوا۔ کہ تمام مخلوقات حضور علیہ السلام کے سامنے پیدا ہوئی۔ اور حضور علیہ السلام کے نور ہی سے پیدا ہوئی۔

آیت ع۱۳ پارہ ۱۷ سورۃ الانبیاء = وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝

ترجمہ = اور ہم نے نہ بھیجا آپکو مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے۔

محبوب علیہ السلام تمام مخلوق کے لئے رحمت ہے۔ کب سے رحمت ہے اور کب تک ہے۔ اور کس طرح رحمت ہے۔ وہ تو رحمت للعٰلمین ہے۔ معلوم ہُوا کہ جب سے عالم بنا ہے اور جب تک رہے گا۔ اُس کی رحمت کی بارش اُن پر

ہوتی رہے گی۔ یعنی ہر طرح اور ہر نوعیت سے رحمت عطا فرما رہے ہیں۔ جن کا پروردگارِ عالم پالنے والا رب العٰلمین ہے۔ اُن کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رحمت عطا فرمانے والا رحمت اللعلمین ہے۔ اللہ تعالیٰ عزّ وجل اپنی مخلوق کے تمام احوال و افعال سے خبردار ہے۔ اسلئے سب کو ہر حال میں روزی پہنچاتا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے رحمت بنایا۔ اور سب علم عطا فرمایا ہے۔ اور منکر جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کا انکار کرتے ہیں۔ وہ تو قرآن شریف کے آیاتوں کا صاف انکار کر رہے ہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہی نہیں تو وہ رحمتِ مخلوق کو کس طرح عطا فرمائیں گے۔ جبکہ ان کے حالات سے ہی خبر نہیں۔ تو رحمت کا فیض ان تک کس طرح پہنچاوینگے اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے تو صاف فرما دیا ہے۔ کہ میرے محبوب میں نے آپکو نہیں بھیجا۔ مگر تمام جہانوں کے لئے رحمت یعنی تمام مخلوق اللہ کو رحمت پہنچانے والا۔ اور اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ قرآن شریف میں بار بار فرماتا ہے۔ اَلَمْ تَرَ کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ کہ فلاں قوم کے ساتھ میں نے یوں کیا۔ اور فلاں قوم کے ساتھ ایسا کیا۔ جیسا کہ آیت ۱۴۲ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ اَلَمْ یَجْعَلْ کَیْدَھُمْ فِیْ تَضْلِیْلٍ = (یعنی کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ کیونکر کیا پروردگار تیرے نے ساتھ ہاتھیوں والوں کے کیا نہ کیا مگر ان کا پیچ گمراہی کے۔

اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ جس وقت جس قوم کے ساتھ جو معاملہ بھی ہوا ہے۔ حضور علیہ السلام کے سامنے ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ اس کا بیان ...... آگے آ رہا ہے۔ یہ شان ہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کہ سب مخلوق سے پہلے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ تو سب مخلوق محبوب علیہ السلام کے سامنے تو کیا۔ بلکہ ان کے نور ہی سے

پیدا ہوئی۔ تو مخلوق کا کوئی حال محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر کیونکر چھپا رہ سکتا ہے۔

آیت ع ۱۵ پارہ گیارہ سورۃ توبہ = لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ :- بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے، وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہارے بھلائی کے بہت چاہنے والے ہیں۔ مسلمانوں پر بہت کرم والے مہربان ہیں۔

اس آیت کریمہ میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا طرف ہماری تشریف آوری کا ذکر ہے۔ اور ہم پر اللہ تعالیٰ عزوجل کا خاص احسان، سب احسانوں سے بڑا احسان بیان ہوا ہے۔ اور سب انبیاء علیہ السلام نے اپنی اپنی امتوں کو حضور علیہ السلام کے آنے کی بشارت دی۔ یعنی رسول سب رسولوں سے بڑا میثاق والا پیغمبر آپکی قبر انور کی وہ زمین جس سے جسم شریف ملا ہوا ہے۔ کعبہ معظمہ اور فرش وعرش وکرسی سے افضل ہے۔

دیکھو شامی باب الحج = اور فرمایا تمہارے نفسوں میں سے، یعنی فرشتوں یا جنات وغیرہ میں نہ آئے۔ دوسرا مطلب یہ ہے۔ کہ اُن کا آنا تم میں ایسے ہے جیسے روح کا آنا قالب میں کہ ہر وقت جسم میں رہتی ہے۔ مگر نگاہ سے غائب اسی طرح اے مسلمانو! وہ تمہارے دل میں رہتے ہیں۔ مگر نگاہوں سے غائب۔ اور جو فرمایا تمہاری مشقت اُن پر بھاری ہے۔ تمہاری تکلیف سے اُن کو تکلیف پہنچتی ہے۔ اس کا مطلب بالکل ظاہر ہوگیا۔ کہ جب وہ تم میں ایسے آئے جیسے کہ قالب میں جان تو جسم کے ہر عضو کی تکلیف سے روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان کی تکلیف سے اُنکو تکلیف ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام مسلمانوں کے ہر حال سے ہر وقت خبردار ہیں۔ ورنہ ہماری

تکلیف سے انکو بے چینی کس طرح ہو سکتی ہے۔ جب کہ حضرت معلوم ہوا کہ
تمام جگہ حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوا۔
حدیث بخاری ۴ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ
حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ قبر میں ہر مردے سے یہ سوال ہوتا ہے۔
مَا کُنت تقول فِی ھٰذ الرجل۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
فیقولُ اشهد انه عبد الله ورسولهٗ فیقال نظر الی مقعدك
من النار ابدلك الله به مقعد من الجنة = ترجمہ: تو اس
شخص محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کیا کہتا ہے۔ پس اگر وہ یہ کہتا ہے۔ کہ میں گواہی
دیتا ہوں۔ کہ یہ خدا کے بندے اور اُس کے پیغمبر ہیں۔ تو اس سے کہا جاتا ہے۔ کہ
اپنے مقام کو، جو دوزخ میں تھا۔ دیکھ، اُس کے عوض اب تجھے اللہ تعالےٰ نے جنت کا مقام
عطا فرمایا ہے۔ = حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام جہان میں ہر مردے کے ساتھ
حاضر ہونا، یہ علم غیب نہیں تو کیا ہے۔ اور حاضر و ناظر کس چیز کا نام ہے۔
حدیث ترمذی شریف ۵ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

تجلی لی کل شیءٍ و عرفت = یعنی

ہر چیز مجھ پر روشن ہو گئی اور میں نے پہچان لی = اور فرمایا:۔

فَعَلِمتَ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

اور میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔

آسمان اور زمین میں ایسی کوئی چیز نہیں۔ جس کا علم حضور صلے اللہ علیہ
وسلم کو نہ دیا گیا ہو۔
حدیث بخاری شریف ۶۔ حضرتِ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔
مَن یرید الله به خیرًا یفقههٗ فِی الدین انما انا قاسمٌ والله

عزّ وجلّ یُعطِی ۔ یعنی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نیکی کا ارادہ کرتا ہے۔ اسکو دین کا علم عنایت کر دیتا ہے۔ اور سوا اس کے نہیں کہ میں تقسیم کرنے والا ہوں۔ اللہ عزّ وجل مجھے عطا فرماتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو علم جس شخص کو جب بھی ملتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک سے عطا ہوتا ہے۔

حدیث بخاری شریف ۔ ۲ بو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :۔

هَل ترون قبلتی ههنا فواللہ ما یخفی علیّ خشوعکم ولا رکوعکم اِنّی لاراکم من وراء ظهری ۔ یعنی تم میرا منہ اس طرف دیکھتے ہو۔ پس اللہ کی قسم نہیں چھپا اوپر میرے خشوع تمہارا اور نہ رکوع تمہارا۔ اور میں تم کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے ۔

حدیث بخاری شریف ۵ ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی۔ مجھے حارثہ کی کیفیت بتلائیے۔ اور وہ میدانِ بدر میں ایک نامعلوم تیر لگنے سے قتل ہوئے تھے۔ کہ وہ جنت میں ہے۔ یا دوسری جگہ۔ یعنی دوزخ میں، آپ نے فرمایا :۔

یا اُمّ حارثۃ اِنّها جنان فی الجنۃ وانّ ابنک اصاب الفردوس الاعلیٰ ۔ یعنی اے حارثہ کی والدہ جنت کے اندر بہت سے جنتی ہیں۔ اور بے شک تمہارا بیٹا فردوسِ اعلےٰ میں ہے ۔

اس سے آخرت کا علم غیب بھی ثابت ہو گیا ۔ تفسیر ابن جریر ۵ ۔

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ

خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا :-

لَمۡ تُحِطۡ مِنۡ عِلۡمِ الۡغَیۡبِ بِمَا اَعۡلَمُ = یعنی جو علم غیب میں جانتا ہوں۔ آپ کا علم اسے محیط نہیں۔ امام قسطلانی مواہب الدنیہ شریف میں فرماتے ہیں:- اَلنُّبُوَّۃُ ھِیَ الۡاِطِّلَاعُ عَلَی الۡغَیۡبِ = یعنی نبوت کے معنی ہیں کہ غیب کا جاننا۔

علامہ شامی سل الحسام میں فرماتے ہیں :-

الخصوص یجوزان یعلموا الغیب فی قضیۃ اَوۡ قضایا کما وقع لکثیر منھم واشتھر = یعنی جائز ہے۔ کہ اولیاء کو کسی واقع یا وقائع میں علم غیب ملے جیسا کہ اُن میں بہت سے واقع ہو کر مشتہر ہوئے۔

حضور پرنور سیدنا پیران پیر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:- وعزۃ ربی اِنَّ السُّعَدَاءَ وَالۡاَشۡقَاءَ لَیُعۡرَضُوۡنَ عَلٰی عَیۡنِیۡ فِی اللَّوۡحِ الۡمَحۡفُوۡظِ = یعنی عزت الٰہی کی قسم بیشک سعد و شقی میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔

بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و امام وحد نور الحق والدین ابوالحسن وغیرہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ جناب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ میرا دل اسرار مخلوقات پر مطلع ہے۔ سب دلوں کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے تمام اہل زمانہ کے کاموں کی باگیں اُسے سپرد فرمادیں۔ اور اجازت فرمادی۔ کہ جسے چاہیں عطا کریں۔ اور جسے چاہیں منع فرمائیں۔

علی قاری وغیرہ علماء نے تہنیۃ الخاطر وغیرہ کتب مناقب شریفہ میں ذکر کئے۔ حضرت سید احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ترقیات کامل کے بارے میں فرماتے ہیں:- اطلعہ علٰی غیبہ حتّٰی لا تنبت شجرۃ ولا تخضر ورقۃ الا بنظرہٖ یعنی اللہ خالق اُسے اپنے غیب پر مطلع کرتا ہے۔ یہانتک کہ کوئی پیڑ نہیں اُگتا اور کوئی پتہ

نہیں ہر پاتا مگر اُس کی نظر کے سامنے۔

امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورۂ رعد میں فرماتے ہیں:۔

لَا یَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا اللہُ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّہٗ یُطْلِعُہٗ عَلٰی مَا یَشَآءُ مِنْ غَیْبِہٖ وَالْوَلِیُّ تَابِعٌ لَّہٗ یَاْخُذُ عَنْہُ یعنی کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوا اُسکے پسندیدہ رسولوں کے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اپنے غیب پر۔ چاہے اطلاع دیتا ہے۔ یعنی وقت قیامت کا علم بھی اُن پر بند نہیں۔ اور اولیاء رسولوں کے تابع ہیں۔ ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

علی قاری شرح شفا شریف میں فرماتے ہیں:۔

اِنَّ رُوْحَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَاضِرَۃٌ فِیْ بُیُوْتِ اَھْلِ الْاِسْلَامِ۔ یعنی نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی رُوح کریم تمام جہان میں ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہے۔

بخاری شریف کی حدیث اُوپر گذر چکی ہے۔ کہ ہر قبر میں ہر مُردے کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوتے ہیں۔

آیت ۱۶ پارہ ۵۔ سُورۃ النساء رکوع ۹ =

وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللہَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللہَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا ۝

یعنی اگر ان سے گناہ ہو جائے۔ اور وہ بخشوائیں تو آپ کے جناب میں حاضر ہو جائیں۔ آپ ان کی بخشش چاہیں تو بخشے جائیں گے۔

اِس آیت سے صاف معلوم ہُوا کہ جو شخص جب بھی توبہ کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوتا ہے۔ اور حضور علیہ السلام ہی توبہ قبول کرواتے

ہیں۔ یعنی حضور علیہ السلام کو حاضر و ناظر دل میں تصور کر کے توبہ کر لیں تو قبول ہو گی۔ اور حکم قیامت تک سب مسلمانوں کے لئے ہے۔

حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزمان عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے۔:—

هُوَا صلے اللہ عَلَیہِ وَسَلم لا یَخفیٰ عَلَیہِ شیئٌ مِنَ الخَمسِ المَذکُورَۃِ فِی الآیَۃِ الشریفۃِ وَکَیفَ یَخفیٰ عَلَیہِ ذٰلکَ والاقطاب السبعۃ یعلمونہا والغَوث فَکَیفَ بِالغَوث فکیف بسیدِ الاَوَّلِینَ وَالاٰخِرِینَ الذی ھوا بسبب کُلِّ شیئٍ ومنہ کل شیئٍ = یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر ان پانچ علمِ غیوب سے جن کا آیت شریف میں ذکر ہے، مخفی نہیں۔ اور کیونکر یہ چیزیں حضور علیہ السلام پر پوشیدہ رہیں۔ حالانکہ حضور کی اُمت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں۔ اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے۔ پھر غوث کا کیا کہنا۔ پھر اُن کا کیا پوچھنا۔ جو سب اگلوں پچھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں۔ اور ہر شے اُن سے ہے۔

[ابریز [illegible]]

امام محمد ابو بصری قصیدہ بُردہ شریف میں عرض کرتے ہیں۔

فَاِنَّ مِنْ جُودِكَ الدنیا وضرتھا من علومك عِلمُ اللَّوحِ وَالقَلَمٖ یعنی یارسول اللہ دنیا و آخرت دونوں حضور کی بخشش سے ایک حصّہ ہیں۔ اور لوح و قلم کا علم، جس میں تمام مَا کَانَ وَمَا یَکُونُ ہے۔ حضور کے علم سے ایک ٹکڑا ہے۔ امام احمد قسطلانی مواہب الدنیا شریف میں فرماتے ہیں:—

قَدْ قَالَ عِلمَاءَ نَا رَحِمَھُمُ اللہُ تَعَالیٰ الزائیر یشعر نفسہٖ

بانہ واقف بین یدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کما ھو فی حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی مشاھدۃ لا امتہ ومعرفتہ باحوالھم و نیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک عندہ جلی الاخفاء ۔

یعنی بے شک ہمارے علماء رحمہم اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ زائر اپنی نفس کو آگاہ کردے۔ کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہے۔ جیسا کہ حضور کی حیاتِ ظاہری میں۔ اس لئے۔ کہ حضور علیہ السلام کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں۔ کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں۔ اور ان کی حالتوں اور نیتوں اور ارادوں اور دلوں کے خطروں کو پہچانتے ہیں۔ اور یہ سب حضور پر روشن ہیں۔ جس میں اصلاح پوشیدگی نہیں۔ مواہب شریف میں ہے۔

لا شک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علےٰ زید من ذالک والقی علیہ علوم الاولین والاخرین ۔ یعنی کچھ شک نہیں۔ کہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی زائد حضور کو علم دیا۔ اور تمام اگلوں پچھلوں کا علم حضور پر القاء فرمایا۔

امام قاضی پھر علامہ قاری، علامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر، امام سیوطی میں لکھتے ہیں :۔

النفوس القدسیۃ اذا تجردت عن العلائق البدنیہ اتصلت بالملا الاعلےٰ ولم یبق لھا حجاب فتری و تسمع الکل کالمشاھد یعنی پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں۔ ملاء اعلےٰ سے مل جاتی ہیں۔ اور ان کے لئے کچھ پردہ نہیں رہتا۔ تو سب کچھ ایسا سنتی دیکھتی ہیں جیسا یہاں موجود ہیں :۔

یہ تو اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کا حال ہے۔ اب پھر محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حال سُنیں۔

آیت ۱۷ پارہ ۲۷ سورۃ الرحمٰن رکوع ۱۔ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے:۔

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ؕ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۙ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ؕ

یعنی رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا۔ اور مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا ان کو بیان سکھایا۔ (شانِ نزول)

آیت ۱۸ اُسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ ۝ یعنی رحمٰن کو سجدہ کرو۔

محبوب نے حکم دیا کہ رحمٰن کو سجدہ کرو۔ کفار نے کہا کہ رحمٰن کون ہے۔ ہم نہیں جانتے۔ اور بعض کفار کہا کرتے تھے۔ کہ حضور کو کوئی بشر قرآن سکھاتا ہے۔ تو یہ آیت اُتری۔ کہ بشر نہیں سکھاتا بلکہ رحمٰن قرآن سکھاتا ہے۔

تفسیر خازن ع۶ تم نہیں جانتے کہ رحمٰن کون ہے۔ رحمٰن وہی تو ہے جس نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ مفسرین فرماتے ہیں۔ کہ مراد یہ ہے۔ کہ اُنہیں کو سکھایا۔ جن پر یہ قرآن اُتارا۔ اس سے حضور علیہ السلام کے علم کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ اگر شاگرد میں علمی نقصان ہے۔ تو اس کی تین ہی وجہیں ہو سکتی ہیں۔ یا تو استاد ناقابل یا بخیل ہو یا جو کتاب پڑھائی وہ ناقص تھی یا شاگرد ناقابل تھا۔ چوتھی وجہ ہو سکتی ہی نہیں۔ یہاں تو رب تعالیٰ پڑھانے والا اور محبوب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنے والے اور کتاب قرآن مجید جس میں سارے علم موجود ہیں۔ پھر علم مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں کامل نہ ہوا۔ بتاؤ ان تین میں سے ناقص کون ہے۔ جب رب تعالیٰ کامل اُستاذ، محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کامل شاگرد، کتاب کامل قرآن پاک پھر علم کیوں ناقص ہے۔

خلق الانسان میں' انسان سے مُراد ذاتِ گرامی جناب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہے. کیونکہ مطلق سے مراد فردِ کامل ہوتی ہے. اور عَلَّمَہُ الْبَیَانَ میں بیان سے مراد ہے. تمام مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن یعنی سب اگلے پچھلے واقعات کا علم وعلم غیب وغیرہ سارے علوم سکھائے.

تفاسیر خازن و خزائن العرفان ۵ مطلق علمِ غیب تو اللہ تعالیٰ عزّوجل پیغمبروں اور ولیوں کو بھی عطا فرمایا ہے. اور ہمارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اللہ تعالیٰ عزّوجل نے وہ علوم عطا فرمائے ہیں. کہ جس تک کبھی انسان کے عقل وحواس کی رسائی نہیں ہوسکتی. تعجب ہے اُن لوگوں پر جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے بھی منکر ہیں. اور وہ دعوٰی اسلام کا کرتے ہیں.

آیت ۱۹ پارہ ۲۱ سورۃ الاحزاب رکوع ۱ اللہ تعالیٰ عزّوجل فرماتا ہے.

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہٰتُہُمْ

یعنی نبی مسلمانوں کے ان کی جان سے زیادہ مالک ہیں. اوران کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں.

شانِ نزول حضور علیہ السلام نے اصحابِ کرام کو غزوۂ تبوک کے لئے حکم فرمایا. تو بعض حضرات نے عرض کیا کہ ہم اپنے ماں باپ سے مشورہ کریں. اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی. فرمایا گیا. کہ جس قدر ملکیت وقرب تمہاری جانوں سے تم کو ہے. اس سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے ہے. محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے ہوتے ہوئے کسی کے مشورہ کا انتظار کرنا مناسب نہیں. حضور علیہ السلام کا حکم اللہ تعالیٰ عزّوجل کا حکم ہے؟ اولیٰ کے چند معنی ہیں. یعنی زیادہ مالک کہ تم پر اتنا اختیار اور ملکیت ہے. کہ اتنی ملکیت تمہاری جانوں کو تمہارے جسموں

اور اعضاء پر نہیں ہے۔ یعنی اپنی ہر چیز کو حضور علیہ السلام کی بالکل ملکیت سمجھیں اور دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہماری جان سے زیادہ اطاعت کے لائق ہیں۔ موت کے بعد ہاتھ پاؤں بے کار، قیامت میں ہاتھ پاؤں خلاف گواہی دیں گے۔ مگر محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا کرم دیکھئے زندگی: موت، قبر، حشر اور ہر جگہ شامل ہے۔ تیسرے یعنی زیادہ قریب نزدیک تر نبی مسلمانوں سے زیادہ قریب ہیں بمقابلہ ان کی جانوں کے۔ اور یہ معلوم ہے۔ کہ دنیا میں سب سے زیادہ قریب ہماری جان ہے۔ اس لئے اگر جسم کو ذرہ سی بھی تکلیف پہنچ جائے تو روح کو خبر ہو جاتی ہے۔ اور جان سے بھی زیادہ قریب محبوب اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اور حضور علیہ السلام ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کے بہت سے فرقے ہیں۔ اور ان میں اختلافات بھی ہیں۔ مگر اس پر متفق ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ اس لئے ہر شخص نماز میں کہتا ہے۔ السلامُ علیکَ ایُّہا النّبیُّ = یعنی اے نبی آپ پر سلام ہر قبر میں مُردے کے ساتھ حضور حاضر ہوتے ہیں۔ غرضیکہ بہت سی آیات واحادیث رفقہائے کرام سے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حاضر و ناظر ہونا ثابت ہوتا ہے۔ تفسیر روح البیان، مدارج النبوۃ وغیرہ ۸؎ =

آیت ۲۰؎ پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۱ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۝

یعنی پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ

تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت دے رکھی ہے. کہ ہم اُسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں. بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے.

اس آیت میں معراج شریف کا ذکر ہے. فرمایا کہ میں اپنے پیارے بندے کو لے گیا. جاننا چاہیئے. کہ کہاں لے گیا. یہ سب کو معلوم ہے. کہ حدیث بخاری و مسلم و دیگر احادیث میں بیان ہوا. کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ساتوں آسمانوں کا ملاحظہ فرماتے ہوئے بالا عرش تشریف لے گئے. اور وہاں گئے. جہاں سے آئے تھے. جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے. کہ اللہ نے فرمایا:۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ : یعنی البتہ تحقیق آیا تمہارے پاس رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری جنس سے۔

تو اب کہاں سے آیا جہاں، کہاں ختم ہے. عقل و حواس کی رسائی نہیں. براق پر سوار ہوئے. مکہ معظمہ سے روانہ ہو کر آن کی آن میں بیت المقدس پہنچے. وہاں تمام انبیاء علیہم السلام اور مُرسل ملائکہ موجود تھے. حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استقبال کیا. اور نماز کی تیاری کی. تمام انبیاءُ و ملائکہ پیچھے صف بستہ کھڑے ہو گئے. حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے امامت فرمائی. حضرت جبرئیل نے اذان و تکبیر کہی. (شامی باب الاذان) اور جنت و دوزخ کی سیر فرمائی. جنت میں باغات و عمارتوں کا ملاحظہ فرمایا. اور جہنم کا معائنہ فرمایا. گنہگاروں کے عذاب اور اپنے دشمنوں کے عقاب کو دیکھا. ایک جماعت کا ملاحظہ فرمایا. جو کہ دوزخ میں گرم پتھر کھا رہی ہے. یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال سے زکوٰۃ نہیں نکالتے تھے، وغیرہ، سب لوگوں کا ملاحظہ فرمایا. اور اللہ تعالیٰ عزوجل نے ان کے سب حالات ذرہ ذرہ کا علم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا.

خیال رہے۔ کہ جب سے دنیا بنی ہے اور جب تک رہے گی۔ اس میں جو کچھ ہونے والا ہے یہ سب علوم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں۔ اور اس کے علاوہ آخرت کا علم جو لوگوں کے ساتھ آخرت میں ہونے والا ہے وہ بھی محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

حضور علیہ السلام نے سب کا ملاحظہ فرمایا۔ کوئی چیز حضور سے چھپی نہیں رہی۔ اور کیسے چھپی رہے۔ کہ جس آنکھ کو اللہ تعالیٰ عزّ وجل کا دیدار نصیب ہوا ہو۔ تو اس سے مخلوق کا کوئی حال کیسے چھپا رہ سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو سُننے اور دیکھنے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :— اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ہ

تفسیر مدارج روح البیان ع۹ میں ہے۔

یعنی حضور علیہ السلام کو اسلئے معراج کرائی گئی۔ کہ اُس کو عالم کے دیکھنے اور بلا واسطہ ہم کو دیکھنے اور ہماری کلام سُننے پر قدرت رکھنے والے محبوب علیہ السلام ہی ہیں۔ اس آیت و احادیث سے صاف معلوم ہوا۔ کہ اللہ عزّ وجل نے اپنے محبوب کو معراج شریف میں سب کچھ دکھایا اور سنایا۔ اور ذرّہ ذرّہ کا علم اور اپنا دیدار عطا فرمایا۔ تو اب منکروں کو کیا چیز بُری لگتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے علم پر نقطہ چینی اور حضور علیہ السلام کی شان گھٹانے میں کوشش کرتے ہیں۔ مگر ان کی بکواس سے حضور علیہ السلام کی شان نہیں گھٹتی۔ یہ اپنا منہ کالا کرتے ہیں۔ جاننا چاہیئے۔ کہ معراج کب ہوئی۔ نبوت کے ساڑھے گیارہ برس بعد ستائیس ۲۷ رجب کی آخری شب سوموار کی رات کو اپنی ہمشیرہ اُمہانی بنت ابی طالب کے دولت خانہ میں آرام فرما رہے تھے۔ اور حضرت جبرئیل امین براق و برات لے کر حاضر ہوئے۔

اور حضور علیہ السلام بُراق پر سوار ہوئے۔ حضرتِ جبرئیل نے اس کی لگام پکڑی۔ حضرتِ اسرافیل پیچھے کھڑے ہوئے اور ملائکہ چار طرف سے برائے خدمت حاضر تھے۔ حضور علیہ السلام کی پیدائش پاک، ہجرت، مدینہ پاک میں داخلہ پہلی وحی، معراج اور وفات یہ سب ہی دو شنبہ کو ہوئے۔

آیت ع۲۱ سورۃ نجم پارہ ۲۷ :- وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰیۙ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰیۚ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰیؕ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰیۙ یعنی چمکتے تارے کی قسم جب وہ اُترے تمہارے صاحب، نہ بہکے۔ نہ بے راہ چلے۔ اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو اُن کو کی جاتی ہے۔

محبوب رب صلے اللہ علیہ وسلم جب معراج سے واپس تشریف لائے اور معراج کا ذکر بیان فرمایا۔ تو منافقوں نے اعتراض کیا۔ کہ ہم تو قرآن کو مانتے ہیں۔ جو بات حضور علیہ السلام اپنی خواہش سے بیان کر رہے ہیں۔ ہم وہ نہیں مانتے۔ اور بھی کئی طرح کے بکواس بکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم جو بھی بیان فرماتے ہیں۔ اُن کی زبان سے جو بات ارشاد ہوتی ہے۔ وہ وحی ہوتی ہے۔ اپنی خواہش سے کوئی بات بیان نہیں فرماتے۔ لہٰذا جس نے محبوب کے بیان کئے ہوئے باتوں سے کسی بات کا بھی انکار کیا۔ تو اُس نے وحی یعنی قرآن کا انکار کیا۔ اور فرمایا:-

فَاَوْحٰۤی اِلٰی عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰی۔ یعنی پس وحی کی ہم نے طرف بندے اپنے کے۔ جو کچھ بھی وحی کی۔

بعض منافقوں نے اعتراض کیا۔ کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ معراج شریف میں ہم نے اپنے رب کو دیکھا۔ اور رب تعالیٰ نے ہم سے

کلام فرمائی؟ یہ ہم نہیں مانتے۔ اور اگر سچ ہے تو پھر حضور ہم سے بتائیں
کہ وہاں کیا کیا گفتگو ہوئی۔ اور کیا کلام فرمائی۔ اس کا سارا علم ہم کو بتا دیں۔
اللہ عزوجل نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے محبوب سے جو بھی کلام فرمائی ہے۔
وہ ان کو کیو بتائیں۔ اور یہ کون ہیں پوچھنے والے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ
جلّ شانہٗ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ کلام فرمائی۔ اور
یہاں وہ علمِ غیب عطا فرمایا۔ جو کسی دوسرے کو نہیں عطا ہوا۔ اور نہ ہی اس تک
کسی عقل و حواس کی رسائی ہے۔ یعنی مَا کَانَ وَمَا یَکُوْن، جب سے دنیا
بنی ہے۔ اور جب تک رہے گی۔ قیامت کا حال مخلوق کے ساتھ جو کچھ ہونے
والا ہے۔ ہر ذرہ ذرہ کا علم اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کو عطا فرمایا ہے۔
اور اس سے زیادہ علم جو بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا ہے۔
اس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب جانتے ہیں۔ فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی
یعنی کلام فرمائی ہم نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بھی کلام فرمائی۔
اور جو بھی علم عطا فرمایا۔ اوروں کو کیوں بتائیں۔ میں نے اپنے محبوب کو اپنے
پاس بلوایا۔ اور جو کچھ عطا کرنا تھا عطا کیا۔ ان کو کیوں بتائیں۔ لہٰذا جو منکر محبوب
صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب سے انکاری ہیں۔ وہ بتائیں۔ کہ ان کے پاس کیا
دلیل ہے۔ کیا اُن کو غیب معلوم ہے۔ اور اس وقت حضور علیہ السلام کے ساتھ
موجود تھے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ کلام
فرما رہے تھے۔ کیا یہ سُن رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سے فرمایا
تھا۔ کہ میں آپ کو علمِ غیب عطا نہیں فرماتا اور کبھی عطا نہ فرماؤں گا۔

لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ۔ لعنت کی اللہ تعالےٰ نے اُوپر جھوٹوں کے۔

جو نہ عقل سے کام لیتے ہیں۔ نہ نقل سے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:—

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۝ اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی ۝ وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی ۝ یعنی دل نے جھوٹ نہ کہا۔ جو دیکھا تو کیا۔ تم اُن سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے تو دوبارہ دیکھا سدرۃ المنتہیٰ کے پاس۔

اس آیت میں دیکھنے کا ذکر ہے۔ اس کے مقصد میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ بعض نے کہا۔ کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو دیکھا۔ ان کی اصلی شکل میں۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ دل سے رب کو دیکھا۔ بعض فرماتے ہیں۔ کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بچشمِ سر بیداری۔ شبِ معراج میں رب کو دیکھا۔ یہ تیسرا قول صحیح ہے۔ آنکھ سے دیکھا۔ تفسیر خزائن العرفان ع۱ حضرتِ انس بن مالک اور حسن اور عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔ کہ حضرت حسن بصری قسم کھا کر فرماتے ہیں۔ کہ شبِ معراج حضور علیہ السلام نے رب کو دیکھا۔

تفسیر روح البیان ع۱۱ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ رب نے ہم کو اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے رب کو دیکھا۔ یہاں تک کہ آپ کا سانس بند ہو گیا۔

تفسیر روح البیان ع۱۲۔ یہی آیت مشکوٰۃ باب المساجد میں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ رَاَیْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ ۔ یعنی میں نے اپنے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ اس کی شرح برکات میں اسی جگہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے بچشمِ سر بیداری شبِ معراج میں رب کو دیکھا۔ اس کی کوئی دلیل نہیں۔ کہ یہاں خواب میں دیکھنا مراد ہے۔

حضرت وکیع کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے رب کو دیکھا۔ روح البیان میں زیرِ آیت سدرۃ المنتہیٰ ہے

حضور علیہ السلام کو کل ۳۴ بار معراج ہوا۔ ایک بار جسمانی یعنی بیداری میں اور باقی خواب میں۔ روحانی =

امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں۔ کہ نبی کے صفات میں سے یہ بھی ایک صفت ہے۔ اِن لہٗ صفۃ بہا الیبصر الملٰٓئکۃ و یشاھد ھُم کما ان للبصیرا صِفۃً بہایفارق الاعمٰی = یعنی نبی کے لئے ایک صفت ہوتی ہے۔ جس سے وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے۔ جیسے انکھیارے کے پاس ایک صفت ہے۔ جس کے باعث وہ اندھے سے ممتاز ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ہر نبی ملائکہ کو دیکھ سکتا ہے، اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تو وہ آنکھ ہے۔ کہ جس تک کسی کا عقل و حواس نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ عزّوجل نے اپنے محبوب کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اور حضور علیہ السلام کے نور سے سب مخلوق کو پیدا فرمایا۔ لہٰذا تمام مخلوق حضور علیہ السلام کے سامنے پیدا ہوئی۔ ان کا ہر حال اور ہر رنگ حضور علیہ السلام دیکھ رہے ہیں۔ اور جبرئیل علیہ السلام مخلوق ہیں ان کی اصلی شکل بھی حضور علیہ السلام کے سامنے پیدا ہوئی۔ تو اب یہاں جبرئیل علیہ السلام کو اصلی شکل میں دیکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ حضور سے کوئی چیز چھپی نہیں رہی۔

آیت ۲۲ پارہ اٹھارہ سُورۃ الفرقان رکوع ۱

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًاۙ یعنی بڑی برکت والا ہے۔ وہ جس نے قرآن اتارا اپنے بندے پر جو پیارے جہانوں کو ڈر سُنانے والا ہے۔

اس آیت میں رسالتِ عامہ کا ذکر ہے۔

پہلے گذر چکا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام رحمت اللعلمین ہیں۔ اِس میں فرمایا کہ آپ نذیر اللعلمین ہیں۔ یعنی تمام مخلوقِ الہٰی کے رسول ہیں۔

اس عالمین میں ملائکہ، جن، انسان، حیوانات اور نباتات غرضیکہ عرشی فرشی سب داخل ہیں۔ کوئی بھی حضور علیہ السلام کے امتی ہونے سے خارج نہیں۔ اس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے۔ جس کو مشکوٰۃ نے باب الفضائل سید المرسلین فصل اوّل میں بروایت مسلم نقل فرمایا۔ کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وَاُرْسِلْتُ اِلَی الْخَلْقِ کَافَّۃً اس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قاری مرقات میں فرماتے ہیں۔ یعنی تمام موجودات کی طرف ہم نبی بناکر بھیجے گئے۔ جن ہوں یا انسان، فرشتے ہوں یا حیوانات یا جمادات، اور اس کی خوب تحقیق امام قسطلانی نے مواہب الدنیہ میں فرمائی۔ اس آیت نے بتایا۔ کہ جس کو ربوبیتِ الٰہی سے حصّہ ملا۔ اُس کو نبوتِ مصطفائی میں پناہ ملی۔ اللہ ہر مخلوق کا خالق اور حضور علیہ السلام ہر مخلوق کے نبی۔ لہٰذا جبرئیل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں۔ تو امت کی ہر شکل اور ہر حال حضور علیہ السلام پر روشن ہے۔ تو اب جو معراج شریف کی آیت میں دیکھنے کا ذکر ہے۔ اس سے جبرئیل علیہ السلام کا دیکھنا کیسے مراد ہوسکتا ہے۔ ثابت ہوُا۔ کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے دیدار سے مشرف فرمایا۔ اور یہاں خواب میں بھی حضور علیہ السلام کا دیدار مراد نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ خواب میں تو امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی سَو بار دیدارِ اللہ تعالیٰ سے مشرف ہوئے۔ اور کیمیائے سعادت صفحہ ۲۶ امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ امام احمد حنبل نے فرمایا۔ کہ میں نے حق تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا :—

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ؀:- یعنی اور انہوں نے تو دوبارہ دیکھا حدیث بخاری انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے. کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم جب اللہ تعالیٰ عزّ وجل کے دیدار سے مشرف ہوکر موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے پوچھا. کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اُمت پر کیا فرض کیا۔ حضور نے فرمایا. کہ پچاس نمازیں۔ تو موسیٰ علیہ السّلام نے کہا. کہ:- فارجع الیٰ ربک فان اُمتک لا تطیق ذٰلک فرجعتُ فوضع مشطرھا۔ یعنی اپنے پروردگار کی طرف دوبارہ لوٹ جائیے۔ کیونکہ آپ کی امت اس قدر عبادت کی طاقت نہیں رکھتی. حضور فرماتے ہیں. کہ میں واپس گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ایک حصّہ معاف کردیا۔ اسی طرح حضور علیہ السلام چند بار اللہ تعالیٰ عزّ وجل کے دیدار سے مشرف ہوکر موسےٰ علیہ السلام کے پاس واپس پہونچے حتیٰ کہ پانچ نمازیں باقی رہ گئیں، موسیٰ علیہ السلام نے کہا. کہ اپنے رب کے پاس پھر جائیے. حضور علیہ السلام نے فرمایا. کہ اب مجھے اپنے رب سے حیا آتی ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے. کہ محبوب اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ تعالیٰ کی جناب میں ...... کئی بار حاضر ہوئے اور دیدار سے مشرف ہوئے۔

ثابت ہُوا. کہ حضور علیہ السلام نے. بچشم سر بیداری شب معراج میں رب کو دیکھا. اور اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب سے کلام فرمائی۔ اور جو کچھ عطا فرمایا، سب کچھ عطا فرمایا۔ اور علوم غیوب تو وہ عطا فرمائے. کہ جس تک کسی عقل و حواس کی رسائی نہیں۔

حدیث ۹ء بخاری محمد بن اسحاق تابعی امام السیر و للمغازی نے و معانی نے کتاب الجلیس و الانیس میں بطریقہ حرمازی حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سے روایت کی :۔ غزوۂ حنین میں مشرکین بھاگ گئے۔ مالک بن عوف کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے۔ بھاگ کر طائف میں پناہ گزیں ہوئے۔ رحمتِ عالم صلی اللہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر وہ ایمان لاکر حاضر ہو۔ تو ہم اس کے اہل و مال سب اسے واپس دیں گے۔ یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی۔ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ ایمان لاکر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اہل و مال تمام اُنہیں واپس کر دئیے۔ اور سَو اُونٹ اپنے خزانۂ کرم سے عطا کئے۔ تو مالک بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ شعر عرض کئے :۔

ما ان رائت ولا سمعت بواحدٍ فی الناسِ کُلھم کمثلِ محمدٍ
اُوفیٰ واعطیٰ للجزیل لمجتدٍ ومتیٰ تشا یخبرک عما فی غدٍ

یعنی میں نے تمام جہان کے لوگوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مثل نہ کوئی دیکھا ہے۔ اور نہ سنا۔ سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے فزوں تر سائل کو نفع کثیر بخشنے والے۔ اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کل کی خبر بتائیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سُن کر: فقال لہٗ خیر أ وکسنا خلعۃً حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے حق میں کلمۂ خیر فرمایا۔ اور انہیں خلعت پہنایا۔

الحمد للہ حضور علیہ السلام نے ان سچے اشعار کو ایسا پسند فرمایا۔ کہ انہیں ان کی قوم ہوازن اور قبائل ثمالہ وسلمہ وفیہم پر سردار فرما دیا۔
علمِ غیب کس شئے کا نام ہے۔ فرمایا۔ کہ جب تو چاہے تجھے آئندہ کل

کی خبر بتائیں ۔

یہ بھی اس سے ثابت ہُوا۔ کہ تمام جہان کے لوگوں میں حضور کی مثل کوئی نہیں ۔ اسی طرح

حدیث بخاری ؒ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔ ایکم مثلی انی ابیت یطعمنی ربی ویسقین۔ یعنی تم میں سے کون شخص میری مثل ہے۔ میں رات کو سوتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلا دیتا ہے۔ اور پلا دیتا ہے۔

اور یہ تو صاف روشن ہے۔ کہ تمام مخلوق میں حضور علیہ السلام کی مثل کوئی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو رحمت اللعلمین ہیں اور رؤف الرحیم بھی، بلکہ نذیر اللعلمین ہیں۔ مگر منکر کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام ہمارے جیسے بشر تھے ۔ اللہ تعالیٰ عزوجل قرآن شریف میں ارشاد فرماتا ہے۔ کہ کفار یہ کہا کرتے تھے۔ کہ نبی ہمارے جیسے بشر ہیں۔ اُن کا کُفر ہی یہی تھا۔ کہ وہ نبی کی توہین کرتے تھے۔ کہ یہ تو ہمارے جیسا بشر ہے۔ ہماری طرح کھاتا پیتا اور پہنتا ہے۔ ہم اسکی بات نہیں مانتے۔ اور شیطان علیہ اللعنت بھی اس لئے لعنتی بن گیا۔ اس نے بھی یہی کہا تھا۔ کہ کیا میں بشر کو سجدہ کروں۔ اور دوسرا علمِ غیب حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ثابت ہُوا۔ کہ جس کا اندازہ ہی نہیں ہوسکتا۔ فرمایا۔ کہ جب تو چاہے۔ تجھے غیب کی خبر دیں گے۔

یہاں سائل مطلق مخاطب ہے۔ کسے باشد نہ۔ وہ معین نہ اس کے پوچھنے کا وقت معدود، نہ غدٍ معرفہ بلکہ نقرہ غیر مخصوص تو حاصل یہ ٹھہرے گا کہ جو شخص چاہے جس وقت چاہے۔ جس آئندہ بات کو چاہے۔ حضور بتائیں گے۔ یہ اس کی شان ہو سکتی ہے۔ کہ اطلاعِ غیب اس کے ارادہ وخواہش پر

کر دی گئی ہو۔ کہ جب چاہے معلوم کرلے۔ یا بالفعل آئندہ باتوں کو جانتا ہو۔ ورنہ یہ اطلاق ہرگز صادق نہیں آسکتا۔ تو مطلب یہ ہوا۔ کہ اگر بادشاہ نے بالفعل ایسے خزانے دے دیئے۔ کہ جب کوئی جتنا مانگے۔ یہ اُسے دے۔ اور کمی نہ ہو۔ یا خزانوں پر اختیار دیا ہو۔ جس وقت جو چاہے لے۔ تو وہ بیشک ایسی بات کہہ سکتا ہے۔ اب یہ حدیثیں فرما رہی ہیں۔ کہ صحابی یہ صفت کریمہ حضور کی نعتِ اقدس میں عرض کرتے ہیں۔ اور حضور انکار نہیں فرماتے۔ بلکہ خلعت و انعام بخشتے ہیں۔ تو صراحتہً ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اطلاعِ غیب حضور کے ارادے و اختیار پر رکھدی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو خزانۂ علم غیب بالفعل عطا فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام جسے جتنا چاہیں عطا فرمائیں ؛

حدیث بخاری ۱۱ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ حضور علیہ نے فرمایا :-

مَا مِنْ شیئٍ لَمْ اَکُنْ اُرِیتُہٗ اِلَّا رَاَیتُہٗ فِی مقامی ھٰذا حتّٰی الجنّۃَ والنار فاُوحیَ اِلَیَّ اِنکم تفتنُونَ فی قبورکم مثل اَو قریبًا مِنْ فتنۃ المسیح الدجال یُقال مَا علمک بھذا رجُل فاَمّا المؤمن والموقن فیقول ھُو محمّد ھو رسول اللہ جاءنا بالبینات والھدیٰ فاَجبناہُ واتبعناہ ھو محمّد ثلاثًا فیقالُ صالحًا قد علمنا ان کُنتَ الموقنابہ واما المنافق والمرتاب فیقول لا اَدرِی سمعتُ الناس یقولُونَ شیئًا فقلتہ = یعنی جو چیز مجھے اب تک نہ دکھائی گئی تھی اُسے میں نے اسی وقت اسی جگہ میں کھڑے دیکھ لیا۔ یہاں تک

کہ جنت اور دوزخ کو بھی اور میری طرف یہ وحی کی گئی۔ کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی۔ مسیح دجال کے فتنہ جیسی یا اس کے قریب قریب۔ چنانچہ کہا جائیگا۔ تو اس شخص یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کا کیا علم رکھتا ہے۔ تو مومن یا موقن راوی کو شک ہے۔ کہے گا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یہ رسول ہیں۔ اللہ کے جو ہمارے پاس معجزات اور ہدایات لے کر آئے تھے۔ سو ہم نے ان کی بات مانی اور ان کی پیروی کی۔ یہ محمد ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ چنانچہ اس سے کہا جائیگا۔ کہ تو آرام سے سو رہ بیشک ہم نے جان لیا۔ کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے لیکن منافق یا شک کرنے والا کہے گا۔ کہ میں اصلی حقیقت تو نہیں جانتا۔ ہاں لوگوں کو ان کی نسبت جو کچھ کہتے ہوئے سُنا۔ وہی میں نے بھی کہہ دیا۔ اس سے پہلے اصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علم غیب عطا فرمایا ہے۔ کہ جس وقت جس آئندہ بات کو جو شخص چاہے گا۔ حضور بتائینگے۔ اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیان کو تسلیم فرمایا۔ اب یہاں حضور علیہ السلام نے خود ارشاد فرمادیا ہے۔

مَا مِنْ شَيْءٍ لَمْ اَكُنْ اُرِيْتُهٗ اِلَّا رَاَيْتُهٗ یعنی ایسی کوئی چیز باقی نہیں۔ جو اللہ نے مجھے نہ دکھائی ہو۔ اور جس کا علم مجھے عطا نہ فرمایا ہو۔ اگر تمہارا خیال ہے۔ کہ کوئی چیز ایسی ہوگی۔ تو اب میں خود فرما ہی دیتا ہوں۔ کہ ہر چیز مجھے اُس مقام پر دکھا دی گئی۔ اور سب چیز کا علم مجھے عطا فرما دیا گیا۔ تو اس کے بعد محبوب کی شان اور علم غیب کا جو شخص انکار کرے گا۔ یا شک کرے گا۔ تو اس کا عذر قبول نہ کیا جائے گا۔ اور یہ بھی فرمادیا۔ کہ جو لوگ اس قلیل دنیا اور اس کے علم کو بڑا سمجھتے ہیں۔ حالانکہ دنیا قلیل ہے۔ انہیں معلوم ہو جائے۔ کہ جب سے دُنیا

بنی ہے۔ اور جب تک رہے گی۔ اُس کا ہر ذرہ ذرہ مجھے دکھا دیا گیا۔ اور اُس کی ہر شئے کا علم مجھے عطا فرما دیا گیا۔ اور اس کے علاوہ جنت و دوزخ کا علم بھی مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ = یعنی آپ فرما دیں۔ کہ دنیا اور اسکے سامان قلیل ہیں۔ اور حضور کے لئے فرما دیا:۔ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ۝ یعنی آپ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا افضل ہے۔

حدیث بخاری ۱۲ میں حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ وَمَوضِعَ سَوْطِ احدکم من الجنۃ خیراً من الدنیا وَمَا عَلیھَا = یعنی اگر جنت میں تمہارا مقام بقدر ایک کوڑی کے ہو۔ تو تمام دنیا وَمَا فیھا سے بہتر ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام کے لئے ... کان وما یکون کا علم تو بہت قلیل ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا مجھے سب چیز دکھائی گئی حتّٰی کہ الجنۃ والنار یہانتک کہ جنت اور دوزخ کے ہر ذرہ ذرہ کا علم اللہ تعالےٰ نے مجھے عطا فرما دیا۔ اور حضور نے فرمایا۔ کہ اے لوگو قبروں میں تم سے یہی سوال ہوگا۔ کہ تم حضور علیہ السلام کی شان میں کیا کہتے ہو۔ مانتے ہو یا منکر اور شک کرنے والے ہو۔ چنانچہ آپ ہر مُردے کے ساتھ موجود ہوں گے۔ اور اُسے یہ کہا جائیگا۔ ما علمك بھذا رجل = یعنی تجھے کیا علم ہے اِس شخص (یعنی حضور علیہ السلام) کی شان میں۔ تو محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو ماننے والا اور یقین کرنے والا کہے گا۔ کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ جو ہمارے پاس معجزات اور ہدایات لے کر آئے تھے۔ سو ہم نے ان کی ہر بات مانی اور ان کی پیروی کی۔ تین بار کہے گا۔ یہ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔ تو اس

سے کہد یا جائیگا کہ تو آرام سے سو جا۔ بے شک ہم نے جان لیا۔ کہ تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہے۔ لیکن منافق یا شک کرنیوالا کہے گا۔ کہ میں اصلی حقیقت تو نہیں جانتا۔ لیکن لوگوں کو ان کی نسبت جو کچھ کہتے سُنتا۔ وہی میں نے بھی کہد یا۔ یعنی اگر کوئی کہتا تھا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علم غیب دیا ہے۔ تو میں بھی کہہ دیتا تھا۔ کہ ہاں دیا ہوگا۔ اور اگر کوئی کہتا تھا۔ کہ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے علمِ غیب نہیں دیا۔ تو میں تسلیم کرتا اور جب بھی شانِ حضور علیہ السلام کا بیان کیا جاتا تھا۔ تو میں یہی کہتا تھا۔ یعنی کبھی اقرار اور کبھی انکار۔ پس اس سے کہا جائیگا۔ کہ نہ تو نے عقل سے دریافت کیا۔ اور نہ نقل سے۔ پھر لوہے کے ایک ہتھوڑے سے ایک ضرب اس کے دونوں کانوں کے درمیان لگائی جاتی ہے۔ جس سے وہ ایک چیخ مارتا ہے۔ جس کو انسان کے سوا اس کے قریب کی تمام چیزیں سنتی ہیں۔ جاننا چاہیئے۔ کہ یہاں نماز، روزوں، حج، زکوٰۃ وغیرہ کسی چیز کی نسبت سوال نہیں ہوتا۔ اور اگر سوال ہوتا ہے۔ تو ہر چیز سے پہلے حضور علیہ السلام کی محبت وعظمت اور شان کی نسبت ہوتا ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کی محبت کا نام ہی تو ایمان ہے۔ اس لئے یہاں سب سے پہلے ایمان کا پوچھا جاتا ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ توبہ کر لیں۔ اور حضور علیہ السلام پر ایمان لے آویں۔ ورنہ پچھتائیں گے اور سخت پچھتائیں گے۔ اس حدیثِ پاک نے تو سب معاملہ ہی صاف کر دیا۔ حاضر و ناظر اور علمِ غیب کس شئے کا نام ہے۔

حدیث بخاری شریف نمبر ۱۳ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:۔ اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قال مَا مِنْ

مُؤمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَولیٰ بِہٖ فِی الدُّنیا وَالاٰخِرۃِ اقرءُ وا اِن شِئتُم النبی اولیٰ بالمومنین من انفسہم فایما مُؤمِنٍ مَاتَ وترکَ مَالاً فلیرثہ عصبتہ مَن کانوا ومن ترکَ دینار او ضیاعًا فلیاتنی فانا مولاہٗ :— یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مومن ہے۔ میں اُس کا دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ دوست ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیۃ پڑھو۔ اَلنَّبِیُّ اَولیٰ بالمؤمنین مِنْ اَنفُسِہِم = لہٰذا جو مومن مرجائے اور کچھ مال چھوڑے تو اس مال کے وارث اس کے اقارب میں جو کوئی ہوں بنیں۔ اور جو شخص کچھ قرض یا ضائع ہونے والی چیز چھوڑے۔ وہ میرے پاس آئے کیونکہ میں اس کا مولیٰ ہوں۔

جاننا چاہیئے۔ کہ اولےٰ کے چند معنی ہیں۔ جیسا پہلے آیت شریف میں ذکر ہو چکا ہے۔ یعنی زیادہ قریب بمقابلہ ان کی جان کے اور یہاں سب سے زیادہ قریب ہماری جان ہے۔ جسم کو ذرہ بھر تکلیف پہنچ جائے۔ تو روح بے قرار ہو جاتی ہے۔ اور جان سے بھی زیادہ قریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لہٰذا حضور علیہ السلام ہمارے ہر حال سے ہر وقت خبردار ہیں۔ اور دوسرا زیادہ مالک، مطلب یہ ہُوا۔ کہ حضور علیہ السّلام کو تم پر اتنا اختیار اور ملکیّت ہے۔ کہ تمہاری جسموں پر تمہاری جان کو نہیں۔ اور کیوں نہ ہو کہ ہماری تکلیف سے حضور علیہ السلام کو تکلیف پہونچتی ہے۔ اور حضور علیہ السلام ہمارے مالک ہیں۔ دنیا اور آخرت میں ہم کو تکلیف سے بچاتے ہیں۔ اور ہماری ہر بلا کو حضور ہی دفع فرماتے ہیں۔ اس دنیا میں آتے ہی اُمتی اُمتی فرمانے والے اور دنیا کی تمام زندگی میں اُمّت کو فراموش نہ فرمایا۔ قبر میں بھی ہر اُمتی

مومن کو عذاب سے حضور بچانے والے ہیں۔ پُل صراط اور حشر کے میدان کی تکلیف سے حضور چھڑانے والے ہیں۔ اور اپنی امت تو کیا۔ بلکہ تمام نبیوں کی اُمتوں کو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنت پہنچانے والے ہیں۔

یہاں ایک دوسرا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ کہ توبہ کرنے سے تمام گناہ بخشے جاتے ہیں۔ بغیر قرض کے۔ یعنی قرض نہیں بخشا جاتا۔ جب تک کہ قرضخواہ کو ادا نہ کر دے۔ یا مالک قرضدار کو بخش نہ دے۔ مگر یہاں تو یہ حدیث شریف فرما رہی ہے۔ کہ قرض بھی حضور علیہ السلام ادا کرا دیتے ہیں۔ یا معاف فرما دیتے ہیں۔ قرض کی ادائیگی کی ذمہ داری محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ذمہ لے لی۔ فرمایا۔ جو شخص کچھ قرض یا ضائع ہو جانے والی چیز چھوڑے۔ تو میرے پاس آئے۔ کیونکہ میں اس کا مالک ہوں۔ اگر قرض ہو گا۔ تو ادائیگی کا ذمہ دار میں ہوں۔ اور اگر ضائع ہونے والی چیز ہو گی۔ تو اُس کی حفاظت کا ذمہ دار میں ہوں۔ یہاں حضور نے فرمایا۔ جو شخص میری خدمت میں پہنچ جائے۔ اُسکی تمام مشکلات آسان ہو جائینگی۔ نیز اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ جب وہ ظلم کر لیں۔ اور توبہ کرنی چاہیں تو آپ کی جناب میں حاضر ہو جائیں۔ آپ ان کی توبہ قبول کروائیں۔ تو قبول ہو جائے گی۔ یعنی جس وقت جہاں بھی جو شخص توبہ کرے۔ تو حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہو جائے۔ یہی حکم قیامت تک سب مسلمانوں کے واسطے ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام کو حاضر و ناظر سمجھکر جناب کی بارگاہ میں عرض کریں۔ کیونکہ تمام مسلمان حضور کی خدمت میں ظاہری صورت میں حاضر نہیں ہو سکتے۔ تو اس آیت کے معنی کس طرح کئے

جائیں گے۔ جس کا آیت نمبر ۱۴ میں ذکر ہو چکا ہے۔

لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ، یعنی

ان سے گناہ ہو جائے۔ اور وہ بخشوائیں۔ تو آپ کی جناب میں حاضر ہو جائیں۔

لہذا حضور علیہ السلام کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خوب ثابت ہوا۔ بلکہ ہماری جانوں سے بھی ہم کو زیادہ قریب ہیں۔ اور ہمارے مالک ہیں۔

حدیث شریف بخاری ۱۴ امام احمد محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ اعلشی مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمتِ اقدس میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لیکر حاضر ہوئے۔ اور اپنی منظوم عرضی حضور کے سامنے عرض کی۔ جس کی ابتداء اس مصرع سے تھی۔

یَا مَلِكَ النَّاسِ وَدَیَّانِ الْعَرَبِ

"یعنی اے تمام آدمیوں کے مالک اور اے عرب کے جزاء و سزا دینے والے"

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ فریاد سن کر شکایت دفع فرمائی۔ اس حدیث میں اصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا۔ کہ حضور علیہ السلام تمام آدمیوں کے مالک ہیں۔ اور جزاء و سزا دینے کا بھی حضور کو اللہ تعالیٰ نے اختیار عطا فرمایا ہے۔ منکر تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم غیب کے انکاری ہیں۔ اور یہاں تو تمام مخلوقاتِ الٰہی پر حضور علیہ السلام کی ملکیت ثابت ہو گئی ہے۔ اور مالک وہی ہوتا ہے۔ جس کے قبضہ میں سب چیز ہو۔ تو دنیا و مافیہا حضور کے قبضہ میں ہے۔ جس کا بیان آگے آرہا ہے۔

حدیث شریف بخاری ۱۵ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَن یضمنُ لی مِن بین لحیَیہِ وَمَا بین رجلیہِ اضمن لہُ الجنۃ = یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص میرے واسطے اپنی زبان و شرمگاہ کا ضامن ہو جائے۔ تو میں اس کے واسطے جنت کا ضامن ہوں ٭

اس سے معلوم ہُوا۔ کہ جو شخص گناہ کرتا ہے۔ تو اُس کو اس گناہ کے بدلے تکلیف پہونچتی ہے۔ تو وہ تکلیف اس کی روح کو پہونچتی ہے۔ تو حضور علیہ السلام ہمارے جسموں سے بمقابلۂ روح زیادہ قریب ہیں۔ اسلئے حضور نے فرمایا۔ کہ جو میرے واسطے ضامن ہو جائے۔ یعنی مجھے اس تکلیف سے بچائے۔ اگر وہ یہ گناہ کرے تو اسے تکلیف پہونچے گی۔ تو اُس کی تکلیف سے مجھے تکلیف پہونچتی ہے۔ لہذا ثابت ہُوا۔ کہ حضور علیہ السلام سے ہمارے حالات چھپے نہیں۔ ہمارے کُل حالات ظاہری و باطنی حضور پر روشن ہیں۔ اور دوسرا فرمایا۔ کہ میں اُس کی جنّت کا ضامن ہوں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہُوا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے محبوب علیہ السلام کو جنت کا مالک بنا دیا ہے۔ اور اختیار عطا فرمایا۔ جسے چاہیں جنّت میں داخل کریں۔ اور جسے چاہیں منع فرما دیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے صاف ارشاد فرمایا ہے۔ اضمن لہ الجنّۃ یعنی جو شخص جس وقت قیامت تک اور ہو مؤمن، میری یہ بات مان لے۔ تو میں اُسکی جنت کا ضامن ہوں۔ یعنی جو شخص زبان سے جھوٹ نہ بولے اور کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور شرمگاہ یعنی زِناہ سے بچنا وغیرہ۔ جو شخص میرے اس فرمان پر عمل کرے گا تو میں اُس کے جنت کا ضامن ہوں۔ یہاں یہ نہ فرمایا۔ کہ نماز، روزہ، حج زکوٰۃ اور تمام نیک کام کرے اور تمام بُرے کاموں سے بچے، تو میں

جنت کا ضامن ہوں۔ بلکہ مطلق ارشاد فرمایا۔ کہ جو شخص زبان اور شرمگاہ کے گناہ سے اپنی جان کو بچالے۔ اور وہ بچنا میرے لئے ہو۔ میرے حکم کی تعمیل اور مجھے تکلیف پہنچنے کا خیال جس مومن کے دل میں ہوگا۔ میں اس کی جنت کا ضامن ہوں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام جنت کے مالک و مختار ہیں۔

حدیث صحیح مسلم شریف ع۱۶ وسنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیع بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:-

قال کنت ابیت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ وحاجتہ فقال لی سئل ولفظ الطبرانی فقال یوماً ربیعۃ سلنی فاعطیک رجعنا الی لفظ مسلم قال فقلت اسالک مرافقتک فی الجنۃ فقال اوغیر ذالک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرۃ السجود = یعنی میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا۔ ایک شب حضور کے لئے آب وضو وغیرہ ضروریات حاضر لایا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحرِ رحمت جوش میں آیا۔ ارشاد فرمایا مانگ کیا مانگتا ہے۔ کہ ہم تجھے عطا کریں۔ میں نے عرض کی میں حضور سے سوال کرتا ہوں۔ کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا کچھ اور میں نے عرض کی میری مراد تو صرف یہی ہے۔ حضور نے فرمایا۔ تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے۔

یہاں تو حضور علیہ السلام نے مطلقاً بلا قید و بلا تخصیص ارشاد فرمایا سَل

مانگ کیا مانگتا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں۔ دنیا و آخرت کی سب مُرادیں حضور کے اختیار میں ہیں۔ جب تو بلا تقلید ارشاد ہُوا مانگ کیا مانگتا ہے۔ یعنی جو جی میں آئے مانگو۔ کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری مرکاۃ۔ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ یؤخذ من اطلاقہ صلے اللہ علیہ وسلم الامر بالسوال ان اللہ تعالٰی مکنہٗ من اعطاء کل ما ارادہ من خزائن الحق (یعنی) حضور علیہ السلام نے مانگنے کا حکم مطلق دیا ہے۔ اس سے مستفاد ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالٰی عزوجل نے حضور علیہ السلام کو عام قدرت بخشی ہے۔ کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمائیں۔ اور فرمایا۔

فاعنی علٰی نفسک بکثرۃ السجود = یعنی تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرتِ سجود سے۔ فاعنی۔ یعنی میری مدد کر معلوم ہُوا کہ جو مومن عبادت کرتا ہے۔ اس کے روح کو خوشی ہوتی ہے۔ اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہر مومن کا روح ہیں۔

آیت ۲۳ پارہ ۹ اللہ تعالٰی عزوجل فرماتا ہے۔

وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا یعنی جب پڑھی جاتی ہیں اوپر ان کے نشانیاں اسکی۔ زیادہ کر دیتی ہیں۔ ان کو ایمان۔ یعنی ایمان والے وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالٰی کی آیتیں اُن پر پڑھی جائیں۔ تو ان کے ایمان زیادہ ہوتے ہیں۔ اور حضور نے فرمایا۔ کہ میری مدد کر کثرتِ سجود سے۔ مطلب صاف ہے۔ یعنی عبادت کرنے سے جو تیرے ایمان کو خوشی ہو گی۔ وہ میری خوشی ہے۔ یعنی حضور علیہ السلام کی سچی محبت کا نام ایمان ہے

نیز یہاں یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ کہ .... منکرین نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ غیرِ خدا سے مدد طلب کرنے والا کافر و مشرک ہے۔ اور یہاں حضور علیہ السلام نے اصحابی سے مدد طلب فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:— اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ:۔

یعنی اگر تم اللہ کے دین کی مدد کروگے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔

نیز فرمایا:— وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى = یعنی ایک دوسرے کی مدد کرو۔ بھلائی اور پرہیزگاری پر قرآن شریف نے جگہ جگہ غیرِ خدا سے مدد لینے کا حکم فرمایا

پارہ نوٗیں حضرت ذوالقرنین نے فرمایا:

تم لوگ میری مدد کرو۔ اپنی قوت سے اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا:—

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ:— یعنی تم اللہ کی مدد کرو۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا = اللہ عزوجل کسی کی مدد کا محتاج نہیں نہ ہی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کسی کی مدد کے محتاج ہیں۔ صرف ہمارے فائدے اور تعلیم کے لئے ارشاد فرمایا۔ کہ ایک دوسرے سے مدد کرو نیک کاموں میں اور ایک دوسرے سے محبت کرو۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب کے واسطے انسان پیدائش سے قبر تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے۔ ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی۔ بیمار ہوا تو طبیب کی مدد سے شفا پائی۔ استاد، پیر کی مدد سے ایمان ملا۔ غرضیکہ قبر تک، بلکہ قبر میں بھی مسلمانوں کی مدد سے ثواب پہونچتا رہا۔ مسلمان جو بھی خیرات وغیرہ کا ثواب قبر والے کی روح کو بخشتے ہیں۔ اس کو پہونچتا ہے۔ اور منکر بدعتی ہیں

ہیں۔ کہ غیرِ خدا سے مدد لینا شرک ہے۔ اِن کے دماغوں میں بھوسہ بھرا ہُوا ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ جہاں مددِ خدا کے ساتھ خاص کیا گیا ہے وہ حقیقی مدد ہے۔ اور جہاں غیر خدا سے مدد لینے کا حکم ہے۔ وہاں بواسطہ ہے۔ حقیقت میں یہ اللہ تعالیٰ کی مدد ہے۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی فرمانداری ہے۔ اور اگر اس مدد سے شرک ثابت ہو تو دنیا میں کوئی مسلمان شرک سے نہیں بچ سکتا۔ سکول ماسٹر سے کہا جاتا ہے۔ کہ میرے لڑکے کی مدد کریں۔ کہ پاس ہو جائے۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ مجھ سے جو کچھ ہو سکے گا۔ میں آپ کی پوری مدد کروں گا۔ وکیل سے کہا جاتا ہے۔ کہ اس مقدمہ میں میری مدد کریں۔ وغیرہ۔ لہٰذا تمام دنیا جہان میں ایسا کوئی انسان نہ ملے گا جو ایک دوسرے سے مدد نہ چاہیں۔ تو منکر اور وہابیوں کے فتوے سے سب کے سب مشرک ہوئے۔

مُنکرین نے اپنی کتابوں میں جگہ جگہ صاف لکھدیا ہے۔ کہ کسی کو وکیل سمجھنا اور کسی کو مشکل کے وقت پکارنا اگر انبیاء علیہ السلام کو پکارے بھی۔ یعنی اگر حضور علیہ السلام کو عرض کرے کہ یا رسول اللہ میری مدد فرمائیے۔ اور کسی کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا۔ اگرچہ اس کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور مخلوق بھی سمجھے۔ سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔ اس کا بیان اور ثبوت اس کتاب کے تیسرے باب میں آئے گا۔ وہابیوں کی کتابوں کے نام اور عبارتیں وصفحے درج ہیں۔ تو اب یہ جو نماز میں حضور علیہ السلام پر سلام عرض کرنے کا حکم ہے۔ یعنی نماز میں کہا جاتا ہے۔

السلام علیک ایها النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ. تو یہاں بھی حضور علیہ السلام کو پکار کر سلام کیا جاتا ہے۔ مگر دیوبندی وہابی کے فتوے سے دنیا میں سب مسلمان نمازی ہوں یا بے نماز مشرک اور ابوجہل کے برابر ہوئے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں مسلمان مسلمان ہیں۔ جو مسلمانوں کو ابوجہل اور مشرک کہتے ہیں وہ خود ابوجہل اور مشرک ہیں۔ حضور علیہ السلام سب مسلمانوں کے مولے ہیں۔ اور مولے کے معنی ہیں مددگار۔ تو اس دنیا جہان میں سب مومنوں کے حضور علیہ السلام مددگار ہیں۔ اور قبر میں ہر مُردے کے ساتھ حضور علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں۔ اور مدد فرماتے ہیں۔ اور میدانِ حشر میں محبوب علیہ السلام امت کی شفاعت فرمائیں گے۔ اور مدد فرمائیں گے۔ بلکہ تمام اہلِ اسلام کی شفاعت اور مدد فرمائیں گے۔

حدیث ۱۷ (الطبرانی) عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا:-

اذا ضل احدکم شیئا واراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان للہ عبادا لا یراھم یعنی

جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد مانگنی چاہے اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں۔ تو اسے چاہیے۔ کہ یوں پکارے۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔ وہ اس کی مدد کریں گے۔

حدیث ۱۸ البیہقی۔ عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا اراد اللہ بعبد خیراً ان ستعملہ علے قضاء حوائج الناس۔ یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اس سے مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے۔ یعنی اس سے مخلوق کی مدد کرنے کا کام لیتا ہے۔

آیت ۲۴ پارہ ۲۸۔ سورۃ التحریم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ۝ یعنی بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے. جبرئیل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مددگار ہیں۔

حدیث میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا۔
صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ابو بکر و عمر = یعنی یہ نیک مسلمان ابوبکر و عمر فاروق ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما الطبرانی اور فرمایا اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے۔
وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ یعنی مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ عزّ وجل فرماتا ہے:۔
فَالْمُدَبِّرٰتِ أَمْرًا یعنی قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبارِ دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔

تفسیر معالم التنزیل ع ۱۲ میں ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

نے فرمایا :۔

لہ مدبرت الامر ملئکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے۔ جن کی کار روائی اللہ تعالیٰ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی۔ عبدالرحمٰن بن سابط نے فرمایا۔ کہ دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔ جبرئیل، میکائیل۔ عزرائیل، اسرافیل۔ جبرائیل تو ہواؤں اور لشکروں پر مامور ہیں۔ کہ ہواؤں کو چلانا، لشکروں کو فتح وشکست دینا ان کے تعلق میں ہے۔ اور میکائیل باران وروئیدگی پر مقرر ہیں۔ کہ مینہ برساتے اور گھاس وکھیتی اُگاتے ہیں۔ اور عزرائیل قبض روح پر مسلط ہیں۔ اور اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام اجمعین۔

حدیث ۱۹ (ابو نعیم) حضور علیہ السلام نے فرمایا :۔

اَلقُراٰنُ ذُوْ وجوہٍ یعنی قرآن متعدد معنی رکھتا ہے۔

اب آیت کریمہ کے دوسرے معنی سنیے۔ تفسیر بیضاوی شریف میں ہے :

اوصفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن ابدان غرقاً ای نزعاً شدیداً من اغراق النازع فی النفوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبیح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفہا وقوتہا من المدبرات۔ یعنی ان آیاتِ کریمہ میں اللہ عزوجل روح اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے۔ جب وہ اپنی پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی خطیرہائے حضرتِ اقدس تک جلد رسائی پاتی پس اپنی بزرگی وطاقت کے باعث

کاروبارِ عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہو جاتی ہیں۔
احمد بن محمد شہاب خفاجی عنایت القاضی و کفایت الراضی میں امام
حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہ العالی و امام فخر رازی رحمۃ اللہ علیہ سے
اس معنی کی تائید میں نقل فرماتے ہیں۔

ولذا قیل اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اصحاب
القبور: الا انہ لیس بحدیث کما توھم ولذا اتفق
الناس علی زیارۃ مشاھد سلف والتوسل بھم الی اللہ
تعالیٰ وان انکرہ بعض الملاحدۃ فی عصرنا والمشتکی
الیہ ھو اللہ = یعنی اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ جب تم کاموں میں
متحیر ہو تو مزاراتِ اولیاء سے مدد مانگو۔ مگر یہ حدیث نہیں ہے۔ جیسا
کہ بعض کو وہم ہوا اور اسلئے مزارات سلف صالحین کی زیارت اور
انہیں اللہ عزّ و جل کی طرف وسیلہ بناتے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔
اگرچہ ہمارے زمانہ میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا
ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ یہاں منکر کو بیدین
اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ اس نے نہ عقل سے کام لیا اور نہ نقل سے۔ قرآن شریف
اور حدیث شریف کا انکار کیا۔ اور ساتھ ہی دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کو
کفر کا فتویٰ بھی جڑ دیا۔ لہذا یہ سب بے دین ہے۔ کہ مسلمانوں کو بات بات پہ
کافر و مشرک کہتا ہے۔

بہشتی زیور حصہ اول میں .... صاف لکھا ہے۔ کسی کے سامنے
جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا کافر و مشرک ہے۔ اور یہاں جھکنے سے مراد
تعظیمی جھکنا ہے۔ رکوع و سجدہ مراد نہیں۔ کیوں کہ اس نے کسی کو سجدہ

کرنا علیحدہ لکھا ہے۔ اور کھڑے رہنے کا بھی۔ یہی مطلب ہے۔ یہ تو سب کو معلوم ہے۔ کہ جب مسلمان ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ ایک کہتا ہے۔ السلام علیکم دوسرا جواب دیتا ہے وعلیکم السلام اور کچھ سر کو بھی جھکا دیتا ہے۔ تعظیم کے لئے۔ اور عدالت میں مقدمے والے لوگ حاکم کے سامنے جب پیش ہوتے ہیں۔ تو وہاں بھی کھڑا ہی رہنا ہوتا ہے۔ پیشی میں بیٹھنے کا حکم نہیں ہوتا اسی طرح فوجی سپاہی وغیرہ حکم کی تعمیل آفیسر کے سامنے بھی کھڑا ہونا سب باتیں ہوتی ہیں۔ اور یہ اس کے نزدیک سب کے سب کافر اور مشرک ہوئے۔

اگر کوئی شخص ماں، باپ، استاد یا اور کسی بزرگ کی عزت کرے اور اسلامی محبت سے پیش آئے۔ تو وہ کافر اور مشرک ہے۔ اور اگر متکبر اور مغرور و بد خُلق بن کر اکڑا رہے۔ تو وہ مسلمان ہے۔ مگر یہ بات بھی اس کی سچ نہیں۔ کیونکہ کسی کے سامنے جُھکنا بھی اس کے نزدیک شرک ہے۔ اور کسی کے سامنے اکڑ کر کھڑا رہنا بھی اس کے نزدیک شرک ہے۔ تو اب کیا کرے لیٹ جائے۔

حدیث شریف ع ۲۰ بخاری۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ بنی قریظہ سعد بن معاذ کے حکم پر اُتر آئے۔ تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا۔

فَاَتٰی عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنٰی مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ = یعنی سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے تو جب وہ مسجد کے قریب پہنچے۔ تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا۔ اپنے سردار کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ میرے پیارے بھائیو! اب آپ خود انصاف فرمائیں۔ کہ محبوب

صلی اللہ علیہ وسلم تو بڑوں کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونے کا حکم فرما رہے ہیں۔ اور منکر کسی کے سامنے جھکنا یا کھڑے ہونے والے کو کافر اور مشرک کہتے ہیں۔ اس نے اسی جگہ لکھا ہے :۔ کہ علی بخش ۔ حسین بخش ۔ عبد النبی وغیرہ نام رکھنا کفر و شرک ہے۔ تو اب بتائیے۔ کہ اس کے شرک و کفر سے کون بچ سکتا ہے۔ نہیں ۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں ۔ مسلمان سب مسلمان ہیں ۔ ان باتوں سے کوئی مشرک اور کافر نہیں ہوتا۔

حدیث ۲۱ شاہ صاحب ازالۃ الخفاء میں بحوالۂ روایت ابو حذیفہ اسحٰق بن بشر و کتاب المستطاب الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ ناقل ۔ کہ امیر المومنین فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبے میں برسرِ منبر فرمایا :۔

قَدْ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ

یعنی میں حضور پر نور آقا و مولیٰ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں تھا۔ پس حضور کا بندہ اور حضور کا خدمتی تھا۔

اس حدیث شریف سے صاف ثابت ہوا۔ کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرما رہے ہیں۔ کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بندہ یعنی عبد النبی تھا۔ عبد کے معنی غلام :۔ یعنی غلامِ نبی تھا۔ اور فرمایا :۔

فكنت خادمه وعونه

میں حضور کا خادم اور سپاہی تھا۔

اور مسلمانوں کے یہاں تو ہمیشہ سے یہ نام رکھنے جائز بلکہ خوب ہیں ۔ ان ناموں کے لاکھوں مسلمان ہوئے اور موجود ہیں۔

درِ مختار کے استاد کا نام عبد النبی ہے۔

دیکھو درِ مختار کا مقدمہ جہاں انہوں نے اپنا شجرۂ علمی بیان کیا :۔

آیت ۲۵ پارہ ۲۴ قرآن شریف اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا۔
قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا یعنی آپ فرما دیجئے کہ اے میرے وہ بندے جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔

بخاری میں ہے۔ اس کی شانِ نزول یہ ہے۔ کہ ایک جماعت نے عرض کیا یا حبیب اللہ ہم ایمان تو لے آویں۔ مگر ہم بڑے گنہگار ہیں۔ کیا ہمارے گناہ بھی معاف کئے جائیں گے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور اس میں فرمایا گیا۔ کہ اے محبوب آپ فرما دیں۔ کہ اے میرے وہ بندو۔ کہ جنہوں نے قصور کئے ہیں۔ رب کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اسلام میں آجاؤ۔ میری غلامی قبول کر لو۔ اس سمندرِ رحمت میں غوطہ لگالو۔ تو ہر میل پاک و صاف ہو جاؤ گے۔

اس آیت میں جو یا عبادی فرمایا گیا۔ مُراد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بندے ہیں۔ عبد بمعنے غلام، اے میرے غلامو! کیوں کہ حضور علیہ السلام کے خدام تو مسلمان ہی ہیں۔ اور فرمایا لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تو معلوم ہُوا کہ حضور نے فرمایا اے میرے غلامو! اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ صاف معلوم ہوا۔ کہ یا عبادی سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں۔ (نیز اللہ عزوجل فرماتا ہے:۔ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ۔
یعنی تمہارے غلام اور تمہاری لونڈیاں۔
اور حدیث شریف میں بھی اصحابۂ کرام نے بارہا فرمایا ہے۔

فَکُنتُ عَبدَہٗ وَخَادِمَہٗ یعنی میں حضور علیہ السلام کا عبد و خادم ہوں۔
لہٰذا اس قسم کے نام رکھنا بالکل جائز ہیں۔ قرآن اور حدیث سے ثابت ہیں۔ نیز تعظیم بھی بالکل جائز اور نہایت ہی کارِ ثواب ہے۔ ماں باپ کے ساتھ احسان و تعظیم اور سب بزرگوں کی تعظیم قرآن شریف سے ثابت ہے۔ اور محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم تو خاص ایمان ہے۔ حضور کی ادنیٰ بے ادبی سے مسلمان کے سب نیک اعمال باطل ہو جاتے ہیں۔

آیت ۲۶ پارہ ۲۶ سورۃ الحجرات اللہ تعالیٰ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔
یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝
یعنی اے ایمان والے، اللہ اور رسول کے آگے نہ بڑھو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ اس نبی کی آواز سے۔ اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

اس کے شانِ نزول کے بارے میں چند قول ملاحظہ ہوں۔
حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ کہ بعض لوگ رمضان سے پہلے غبار کی وجہ سے شک والے دن روزہ رکھ لیا کرتے تھے۔ اس سے منع فرمایا۔
حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ کہ بعض لوگ کہا کرتے تھے۔ کاش ایسی آیت اترتی۔ ایسے احکام آجاتے۔ اس کی ممانعت فرمائی۔

حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ کہ بعض باہر سے آنے والے لوگ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ سوالات کرتے تھے۔ اس سے منع کر دیا۔

مجاہد و حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا۔ کہ بعض لوگوں نے عید الاضحیٰ کے دن قربانی محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کر لی تھی۔ اس سے منع فرمایا۔ کہ میرے محبوب سے آگے نہ بڑھو۔

ان حضرات کے اقوال سے صاف روشن ہو گیا۔ کہ اس قسم کی ہر باتوں میں یہ حکم سب کو عام ہے۔ یعنی کسی بات میں۔ کسی کام میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے آگے ہونا منع ہے۔ اس طرح اپنی عقل اور اپنی رائے کو حضور علیہ السلام کی رائے سے مقدم کرنا حرام ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ کوئی عبادت بدنی ہو یا مالی۔ جس میں حضور علیہ السلام کی شان و اطاعت کا خیال نہ کرو گے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول نہیں۔ کیونکہ روزہ رکھنا عبادتِ بدنی ہے۔ اور قربانی کرنا عبادتِ مالی ہے۔ اور ان قربانی کرنے اور روزہ رکھنے والے لوگوں کو اللہ تعالیٰ عزّ و جل نے فرمایا کہ ایسی عبادت میرے دربار میں ہرگز قبول نہیں کہ جس میں میرے محبوب کی اطاعت کا خیال نہ ہو۔

حدیث بخاری شریف ۲۴؎۔ سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلّم نے بنی عمرو بن عوف کی طرف اُن میں باہم [illegible] کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔ تو وہاں اس موقع میں نماز کا وقت ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نماز پڑھانے لگے۔ خاص نماز کی حالت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے۔ لوگ حضور علیہ السلام کو دیکھکر تالیاں بجانے لگے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر کے دیکھا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر نظر پڑی — ثم متاخر ابو بکر حتی استوی فی الصف وتقدم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فصلے :— یعنی

پھر ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پیچھے ہٹ کر صف میں آ گئے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے۔ اور آپ نے نماز پڑھائی۔

جاننا چاہیئے۔ کہ نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنا منع ہے۔ مگر یہاں نماز والے کے محبوب کی تشریف آوری کا اصحابہ کرام کو خیال تھا۔ جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ تو حضور علیہ السلام کو صحابہ کرام نے دیکھ بھی لیا۔ اور تالیاں بھی بجائیں۔ اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو امام تھے پیچھے ہٹ کر صف میں مقتدی بن گئے۔ اور نماز میں کوئی نقص نہ آیا۔ بلکہ وہ نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایسی قبول و مقبول تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کی قسم، بغیر ان کے اور کسی کی نہیں ہو سکتی۔ اس میں حضور علیہ السلام کی تعظیم و ادب بھی بتایا گیا ہے۔ اور یہ بھی بتایا گیا۔ کہ حضور علیہ السلام کا نماز میں خیال و تصور ضروری ہے۔ ہر نمازی حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے سلام عرض کرتا ہے۔ اور یہ جو فرمایا گیا۔ کہ اے ایمان والو اللہ اور اللہ کے رسول کے آگے نہ بڑھو۔ حالانکہ رب سے آگے ہونا غیر ممکن ہے کہ نہ وہ زمانے میں ہے نہ کسی مکان میں۔ اور آگے ہونا، یا زمانہ میں ہوتا ہے۔ یا جگہ میں۔ معلوم ہوا کہ آیت کا مقصد یہ ہے۔ کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ ہو۔ ان کی بے ادبی در اصل رب کی بے ادبی

ہے۔ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ میں ایک بار ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے چل رہا تھا۔ حضور علیہ السلام نے دیکھا۔ تو فرمایا۔ کہ اے ابو الدرداء تم اس کے آگے چلتے ہو۔ جو تم سے بلکہ ساری دنیا سے افضل ہے۔ (روح البیان) یہاں جس کو اللہ تعالےٰ نے عزت اور بڑائی عطا فرمائی ہے۔ ان کی عزت اور ادب کا مسلمانوں کو حکم ہو رہا ہے۔ اس سے روح البیان نے ثابت کیا۔ کہ مشائخ و علماء اور مُرشد کے آگے آگے چلنا، اور کلام میں ان سے آگے رہنا محرومی کا باعث ہے۔ اور دوسرا حکم ہُوا۔ کہ اپنی آوازوں کو نبی علیہ السلام کی آواز پر اُونچا نہ کرو۔ اس کی شانِ نزول یہ ہے۔ کہ

اقراع بن حابس کو ان کی قوم کا عامل بنانے میں اصحابہ کرام کی گفتگو ہو رہی تھی۔ اور آواز کچھ بلند ہو گئی۔ روح البیان نے تفسیر خزائن العرفان میں فرمایا۔ کہ یہ آیت ثابط بن قیسط ابنِ شماس کے بارے میں نازل ہوئی۔ کہ اُن کو ثقل سماعت اونچا سُننے کا مرض تھا۔ اس لئے ان کی آواز کچھ اُونچی ہو جایا کرتی تھی۔

کچھ بھی ہو قرآنِ پاک نے بارگاہِ مصطفٰے کا یہ ادب سکھایا۔ کہ وہاں اُونچی آواز نہ نکالو۔ پھر تو ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہ حال تھا۔ کہ اس قدر آہستہ کلام عرض کرتے تھے۔ کہ حضور علیہ السلام چند بار دریافت فرماتے۔ "کیا کہتے ہو؟" تیسرا حکم:-

لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ (الآیہ) :- یعنی ان کے حضور میں ایسے کلام نہ کرو۔ جس طرح ایک دوسرے سے کرتے ہو۔

اس سے معلوم ہُوا۔ حضور علیہ السلام تمہارے جیسے بشر نہیں۔

جیسا منکر کہا کرتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام ہم جیسے بشر ہیں۔ ہم جیسے کھاتے اور پیتے ہیں۔ اللہ تعالٰے نے فرمایا وہ تمہارے جیسے بشر نہیں جیسا کہ تم ایک دوسرے کے ساتھ کلام کرتے ہو' ایسے کلام حضور علیہ السلام کے ساتھ نہ کرو۔ یہاں جو کچھ میں نے اپنے محبوب علیہ السلام کا نشان بیان فرمایا ہے۔ ان سب باتوں پر تم کو عمل کرنا ہوگا۔ اور اگر کسی بات پر بھی عمل نہ کیا۔ اور میرے محبوب کی بے ادبی کی۔ تو تمہارے تمام اعمال برباد ہو جائیں گے۔ اور تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

اے مسلمانو! خبردار ہو جاؤ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نمازیں پڑھو۔ روزے رکھو۔ اور تمام نیک اعمال کرو۔ اور تمہارے دل میں یہ خیال ہو۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ میرے محبوب کی بے ادبی کروگے۔ تو تمہارے سب اعمال برباد ہو جائیں گے۔ میں بغیر نبی کے نہ کسی کی نیکی قبول کرتا ہوں۔ اور نہ کسی کا اسلام قبول کرتا ہوں۔ اور نہ کسی کا ایمان قبول کرتا ہوں۔ اگر میرے دربار میں مقبول ہونا ہے۔ تو میرے محبوب علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہو جاؤ۔ اور اس کی ہر بتائی ہوئی بات پر عمل کرو۔ ان کا بتایا ہوا اسلام اور ان کا بتایا ہوا ایمان اور ان کی ہر بات میرے دربار میں مقبول ہے۔ انہیں کے دستِ مبارک سے دیتا ہوں۔ اور انہیں کے دستِ مبارک سے لیتا ہوں۔ نیز فرمایا اللہ تعالٰے نے لِتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ : یعنی اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ عزوجل نے۔ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فَاِنَّھَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ : یعنی اور جو اللہ کے نشانیوں کی تعظیم کریں۔ تو یہ دلی

پرہیزگاری ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی تعظیم کا منکر قرآن شریف کا منکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے عقیدہ سے تمام مسلمانوں کو پناہ دے۔

آیت ۲۷ پارہ ۲۲ سورۃ السباء۔ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ عَالِمِ الْغَيْبِ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ۔ یعنی اور کہا ان لوگوں نے کہ کافر ہوئے ہیں۔ نہ آئے گی ہمارے پاس قیامت آپ فرما دیجئے۔ کہ یوں نہیں۔ قسم ہے رب میرے کی البتہ آوے گی تمہارے پاس۔ جاننے والا پوشیدہ کا نہیں۔ پوشیدہ اس سے برابر ایک برابر ذرہ کے بیچ آسمانوں کے۔ اور نہ بیچ زمینوں کے۔ اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا اس سے مگر بیچ کتاب۔ بیان کرنے والی کے ہے۔ یعنی لوح محفوظ میں ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ کافر اور منافق حضور علیہ السلام کی ہر بات پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ جن کا قرآن شریف میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام نے قیامت اور قیامت کے حالات موت کے بعد زندہ ہونا۔ جزا و سزا۔ جنت و دوزخ وغیرہ کا بیان فرمایا۔ اور ان کافروں نے حضور کے بیان کا انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم جب مر کر مٹی ہو جائیں پھر ہم زندہ نہیں ہو سکتے۔ جب ہڈیاں گل جائیں۔ اور ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ تو پھر وہ دوبارہ کس طرح زندہ کئے جائیں گے۔

حدیث ۲۳ حاکم۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ عاصم بن وایل کافر ایک روز ایک بوسیدہ ہڈی حضور علیہ السلام کے پاس لایا۔ اور اس ہڈی کی راکھ کو مل مل کر ہوا میں اڑاتا تھا۔ اور کہتا جاتا تھا۔ کیا یہی راکھ پھر دوبارہ زندہ ہوگی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی

کہ اے میرے محبوب ان کافروں سے فرما دیجئے۔ جو قیامت کے منکر ہیں کہ قیامت ضرور آئیگی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ حضور علیہ السلام کی کسی بات کا بھی انکار کرتے تھے۔ اور کہتے تھے ہم اس بات کو نہیں مانتے تو اُن لوگوں پر اللہ تعالیٰ نے کفر کا حکم فرمایا۔ کہ جو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی باتوں کا انکار کرتے ہیں۔ وہ کافر ہیں۔ اور فرمایا کہ اے میرے محبوب ان کافروں سے فرما دیجئے جو کہتے ہیں۔ کہ آپ تو ایک بشر ہیں۔ آپکو قیامت وغیرہ کا کیا علم ہے۔ ان سے فرما دیجئے۔ کہ اللہ تعالیٰ عزّوجل عالم الغیب ہے۔ اُس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ برابر ایک ذرہ کے اور نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا۔ نہ بیچ آسمانوں کے اور نہ بیچ زمینوں کے۔ ہر ذرہ ذرّہ کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قیامت اور قیامت میں جو لوگوں کے ساتھ ہونے والا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کے ہر ذرہ ذرہ کا علم آپ کو اس قرآن شریف میں عطا فرمایا۔ کتاب المبین کا مطلب ہے لوح محفوظ اور لوح محفوظ کا علم قرآن مجید میں عطا فرمایا۔ اس سے روشن ہوا۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں۔ نہ آسمانی اور نہ زمینوں میں۔ کہ جو ہم سے غیب ہیں۔ ان سب کا علم اور ہر ذرہ ذرّہ کا علم اللہ تعالیٰ عزّوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ جن لوگوں نے حضور علیہ السلام کی کسی بات کا بھی انکار کیا۔ تو وہ کافر ہو گئے۔ اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ اور جن لوگوں نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کئے ہوئے باتوں کو مان لیا، تسلیم کیا اور کہا آپ جو کچھ فرماتے ہیں۔ یہ حق ہے۔ تو وہ لوگ علم والے مسلمان ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ کے پیارے بن گئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ عزّوجل نے :—

وَیَرَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ھُوَ الْحَقَّ ٭

یعنی جانتے ہیں وہ لوگ کہ دیئے گئے ہیں علم وہ جو اتارہ گیا ہے طرف تیرے پرورد گار تیرے سے، وہ حق ہے۔ اور اُنزل سے مراد ہے جو کچھ آپ پر نازل فرمایا وہ سب حق ہے۔

تو مطلب یہ ہوا۔ کہ جو وحی آپ پر کی گئی۔ بذریعہ جبرئیل علیہ السلام اس کا ماننا اور بلا واسطہ وحی۔ جیسے معراج شریف میں۔ سورۃ بقر کی آخری آئتیں حضور علیہ السلام کو معراج شریف میں عطا فرمائی گئیں۔ مشکوٰۃ شریف باب المعراج اور حضور علیہ السلام نے جو کچھ خواب میں دیکھ کر بیان فرمائیں۔ اس کا ماننا اور جو کچھ آپ کے قلب مبارک پر الہام ہوا اس کا ماننا غرضیکہ جو لب پاک مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا۔ ان سب کا ماننا ایمان کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان اللہ تعالیٰ عزّ وجل کا بیان ہے، محبوب علیہ السلام کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ محبوب کا کلام اللہ کا کلام ہے۔ محبوب علیہ السلام کی ہر بات وحی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰیo اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰیo۔ یعنی ہمارے محبوب علیہ السلام اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں۔ بلکہ وہ سب وحی ہوتی ہے۔ جو ان کے طرف کی جاتی ہے۔ لہذا جو شخص ان میں سے کسی بات منکر ہو تو وہ کافر ہے۔ معلوم ہوا۔ کہ جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ محبوب علیہ السلام جو بھی بیان فرماتے ہیں۔ وہ سب حق ہے۔ مگر کافر انکار کرتے اور کہتے تھے۔

اِفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ اَمْ بِہٖ جِنَّۃٌ ٭ یعنی معلوم نہیں کہ اس شخص (یعنی محبوب علیہ السلام) نے خدا پر قصداً جھوٹ بہتان باندھا ہے۔ یا اسکو کسی طرح کا جنون ہے۔

اس سے خوب روشن ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو وہ کافر بھی مانتے تھے۔ مگر محبوب علیہ السلام کے

منکر تھے۔ جو بات حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے تھے کافر انکار کرتے تھے۔ اس لئے وہ کافر ہو گئے۔ کہ حضور علیہ السلام کے علم کے منکر تھے۔ علم ظاہری ہو یا علمِ غیب کسی کا بھی انکار کفر ہے۔ لہٰذا اس بیان سے ثابت ہُوا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ذرّہ ذرّہ اور ہر قطرہ قطرہ کا علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔ اور قرآنِ پاک میں سب علم موجود ہے۔ قرآنِ کریم کا نزول متعدد طریقہ سے اور متعدد بار ہُوا ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ نے اَنْزَلْنَا فرمایا ہے۔ اِس کا معنیٰ ہے یکبارگی اُتار دیا۔ اور جہاں نزلنا فرمایا ہے۔ اس کا معنےٰ ہے آہستہ آہستہ ہم نے اُتارا۔ چونکہ قرآن شریف کا نزول چند بار اور متعدد طریقے سے ہُوا ہے۔ اس لئے ان آیتوں میں الگ الگ نزول کا بیان فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰن یعنی مہینہ ماہ رمضان کا وہ برکت والا ہے۔ کہ جس میں ہم نے قرآن شریف کو اتارا۔ نیز فرمایا:— اِنَّآ اَنْزَلْنَا فِیْ لَیْلَةٍ مُّبَارِکَةٍ یعنی ہم نے اِس قرآن شریف کو برکت والی رات اتارا۔

جمہور مفسرین کا قول ہے۔ کہ برکت والی رات سے شبِ قدر مراد ہے۔ جو ۲۳ یا ۲۷ رمضان ہے۔ اس رات کو سارا قرآن شریف لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا پر اتارا گیا۔ پھر وہاں سے حسب ضرورت ۲۳ برس کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتارا۔

حدیث ۲۴ بخاری شریف) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے جبرائیل علیہ السلام رمضان شریف کی ہر رات میں ملتے تھے۔ اور آپ سے سارے قرآن شریف کا دَور کیا کرتے تھے۔

وَکَانَ یَلْقَاهُ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَیُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ

یعنی ہر رات میں جبرئیل علیہ السلام محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تھے۔ اور آپ سے قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔

حدیث ۲۵ بخاری شریف = حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں اَسَرَّ اِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ جِبْرِیْلَ کَانَ یُعَارِضُنِیْ بِالْقُرْاٰنِ کُلَّ سَنَۃٍ وَاِنَّہٗ عَارَضَنِی الْعَامَ مَرَّتَیْنِ وَلَا اُرَاہُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِیْ۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے آہستہ سے فرمایا۔ کہ ہمیشہ جبرئیل علیہ السلام ایک دفعہ مجھ سے سارے قرآنِ مجید کا دور کیا کرتے تھے۔ اور اب کے سال میں دو دفعہ کیا۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ اس لئے ہوا ہے۔ کہ میری وفات عنقریب ہونے والی ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ جب عمر شریف حضور کی چالیس سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا تاج ظاہر عطا فرمایا۔

چالیس سال کے بعد سب سے پہلی وحی =

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝ یعنی - پڑھ ساتھ نام پروردگار اپنے کے جس نے پیدا کیا آدمی کو جمے ہوئے لہو سے = پڑھ اور پروردگار تیرا بہت کرم کرنے والا ہے۔ جس نے سکھایا ساتھ قلم کے۔ سکھایا آدمی کو جو کچھ کہ وہ نہیں جانتا تھا۔

پھر اس کے بعد حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا قرآن شریف بذریعہ جبرئیل علیہ السلام محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر آتا رہا۔ نبوت سے ۲۳ - سال کے عرصہ میں اور پیدائش سے ۶۳ سال کی عمر میں قرآن شریف ختم ہوا۔ اور سب سے آخری وحی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ۱۱ روز و بروایت ۱۷ روز پہلے نازل ہوئی۔ سب سے آخری وحی

آیت ۲۸ پارہ ۳ سورۃ بقرہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ یعنی ڈرو اُس دن سے کہ پھر آئیں گے بیچ اس کے طرف اللہ تعالیٰ کے۔ پھر پورا ملے گا ہر ایک جان کو وہ چیز جو کمایا اس نے۔ اور وہ نہ ظلم کئے جائیں گے۔

اور قرآن مجید کا سارا علم محبوب علیہ السلام کی روحِ پاک کو پہلے ہی سے عطا ہوا ہے جب محبوب علیہ السلام کی روحِ پاک پیدا ہوئی۔ اس کا بیان آگے آرہا ہے۔

فرقہ وہابیہ کہتے ہیں۔ کہ اگر حضور کو علمِ غیب ہوتا۔ تو بواسطۂ جبرائیل علیہ السلام حضور پر قرآن کیوں نازل ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو جو بات بتانی ہوتی تو بذریعہ جبرائیل علیہ السلام حضور علیہ السلام کو آگاہ کر دیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام کوئی علم غیب نہیں جانتے۔ اور جو وحی بذریعۂ جبرئیل علیہ السلام ہوتی ہے۔ یہ تو کوئی غیب نہیں۔ بلکہ ظاہر ہے۔ کیونکہ پہلے تو جبرئیل علیہ السلام کو علم ہو جاتا تھا۔ بعد میں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرماتے تھے۔ اور وہ یہ قرآن شریف ہے۔ جو ہم پڑھ رہے ہیں۔ اور ہمارے مولوی عالموں کو بھی اس کا علم ہو گیا ہے۔ تو ایسے علمِ غیب میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔

دیوبندی وہابیوں نے صاف لکھدیا ہے۔ کہ آپ کی ذاتِ مقدس پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ اس غیب سے بعض غیب ہے، یا کُل غیب ہے۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید بکر عمر بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔

اب ناظرینِ کرام خود انصاف فرمائیں۔ حدیثِ بخاری وغیرہ سے ثابت ہوا

کہ ہر ماہِ رمضان میں جبرائیل علیہ السلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سارے قرآن شریف کا دورہ کیا کرتے تھے۔ نبوت کے بعد ۲۳ سال کے عرصہ میں ہر سال رمضان شریف میں مکمل قرآن شریف کا دَور کیا کرتے تھے۔ حالانکہ بذریعۂ جبرائیل علیہ السلام نزول قرآن شریف کا جاری تھا۔ ہر سال میں حسبِ ضرورت تھوڑا تھوڑا نازل ہُوا کرتا تھا۔ اور آخری وحی حضور علیہ السلام کی وفات سے ۱۱ بروایت ۱۷ روز پہلے نازل ہوئی۔ تو اب یہ جو پورے قرآن شریف کا حضور علیہ السلام ہر ماہ رمضان میں دَور کیا کرتے تھے۔ تو یہ کیا تھا۔ اور اس کا علم حضور علیہ السلام کو کیسے ہُوا اور کہاں سے مِل گیا۔ اُس وقت پورا ۳۰ پارے قرآن شریف بذریعہ جبرائیل علیہ السلام حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل نہ ہُوا تھا۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر ماہ رمضان میں پورے ۳۰ پارے کا ختم کیا کرتے تھے۔ اور آیت انزل سے بھی معلوم ہُوا۔ کہ سارا قرآن شریف یکبارگی لوح محفوظ سے پہلے آسمان پر نازل ہُوا۔ اور اس قرآن شریف میں جو علم ہے۔ اس تک کسی شخص کے عقل وحواس کی رسائی نہیں ہو سکتی۔ اس کی حقیقت کو نازل فرمانے والا رب العالمین جانتا ہے۔ اور اس کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں۔ جس پر نازل ہُوا اس کی تو پوری حقیقت کو جبرائیل علیہ السلام نے بھی نہ سمجھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن لانے والا تھا۔ اس کا بیان بھی آگے آرہا ہے۔ مُلّا۔ مُلّا۔ زید۔ بکر وغیرہ کس باغ کی مولی ہیں۔ جو قرآن شریف کے علم ہر حرف کے سمجھنے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ چنانچہ روایات سے ثابت ہے۔ کہ جب کھٰیٰعٓصٓ نازل ہوئی۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی کہ کاف تو حضور نے فرمایا میں نے جان لیا۔ پھر عرض کیا ھا۔ فرمایا میں سمجھ گیا۔ پھر عرض کیا یا۔ فرمایا میں نے جان لیا۔ پھر عرض کیا عٓین۔ فرمایا میں سمجھ گیا۔ پھر عرض کیا صاد تو فرمایا

میں نے جان لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جان لیا۔ مجھے تو کچھ خبر نہیں ہوئی۔ تفسیر روح البیان شریف ع۱۴ نے فرمایا۔ کہ یہ آلٓمٓ، ان کلاموں سے ہے جن کے معنے کی خبر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھی نہیں ہوتی تھی۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ سارے قرآن شریف کے معنے اللہ تعالیٰ اور اللہ کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی نہیں جانتا اور محبوب کو یہ علم اور اس کے علاوہ وہ علم جس تک کسی عقل و حواس کی رسائی نہیں عطا ہوئے ہیں۔

حدیث ع۳۶ بخاری شریف۔ حضرتِ عمر ابنِ خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہشام بن حکیم کو دیکھا۔ کہ نماز میں سورۃ فرقان اور طریقوں سے پڑھ رہے تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نہیں پڑھائے تھے۔

مجھے غصّہ آیا۔ اور میں نے چاہا۔ کہ نماز میں ہی لڑ پڑوں۔ مگر میں نے تحمّل کیا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے۔ تو میں نے ان کے گلے میں چادر ڈال کر پوچھا۔ کہ یہ طریقہ پڑھنے کا تم کو کس نے سکھایا ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔

میں نے کہا تم خلاف بولتے ہو۔ مجھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے طریقے سے سکھایا ہے۔ پھر میں اُسے کھینچتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ! یہ سورۃ فرقان کو کسی اور طریقہ سے پڑھتے ہیں۔ جو آپ نے ہمیں نہیں بتایا۔ آپ نے فرمایا ہشام کو چھوڑ دو۔ اور ہشام سے فرمایا۔ اقرأ یا ھشام فقرأ علیہ القرأۃ التی سمعتہ یقرأ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کذالک انزلت ثم قال اقرأ یا عمر فقرأت القرأۃ التی اقرانی ان ھذا القرآن انزل علے سبعۃ احرف

فَاقْرَءُ مَا تَیسّر منہ = یعنی ہشام اچھا پڑھو تو سہی۔ پس انہوں نے ویسا ہی پڑھا جیسا میں نے ان سے سُنا تھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ یہ سورۃ اسی طرح نازل ہوئی ہے پھر فرمایا۔ اے عمر تم پڑھو تو میں نے اُس طریقہ سے پڑھا۔ جو آپ نے تعلیم دیا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ سورۃ اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ بے شک قرآن مجید سات طور پر اُترا ہے۔ جو بھی طریقہ جس پر آسان ہو۔ وہ ویسا ہی پڑھے۔ اس سے پہلے ذکر ہوا۔ کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ ان حرفوں کا مطلب تو میں کچھ بھی نہیں سمجھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں نے ہر حرف کو جان لیا۔ اور ان کا مطلب میں نے سمجھ لیا۔ اور یہاں ذکر ہے۔ کہ ہشام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصحابی اور جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سورۃ فرقان کی قرأت کے متعلق جھگڑ رہے ہیں۔ ایک فرماتے ہیں۔ کہ مجھے حضور علیہ السلام نے اس طرح تعلیم فرمائی ہے۔ اور دوسرے فرماتے ہیں۔ کہ یوں نہیں۔ بلکہ مجھے تو حضور علیہ السلام نے یوں تعلیم فرمائی۔ پھر یہ مقدمہ حضور علیہ السلام کے جناب میں پیش ہوا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ کہ آپ دونوں صحیح پڑھتے ہو۔ قرآن شریف سات طور پر اُترا ہے۔ جو بھی طریقہ جس پر آسان ہو وہ ویسا ہی پڑھے۔ تو اب قرآن شریف کے ہر حرف کا علم بغیر اللہ تعالیٰ کے اور اُس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے، اور کون جان سکتا ہے جاننا چاہیئے۔ کہ قرآن شریف بذریعہ جبرئیل علیہ السلام حضور علیہ السلام پر حسب ضرورت تھوڑا تھوڑا جس قدر بھی نازل ہوا ہے۔ وہ ایک ہی دفعہ نازل ہوا ہے۔ کوئی سورۃ یا آیت بار بار پانچ سات دفعہ نازل نہیں ہوئی۔ بغیر سوۃ فاتحہ کے = یعنی سورۃ الحمد شریف دو بار حضور علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اس کے نزول میں اختلاف ہے۔ مگر صحیح قول یہ ہے۔ کہ یہ سورۃ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ

ہیں اور ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں دوبار نازل ہوئی اسلئے اس کو سبع مثانی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ سات آیتیں ہیں۔ اور دو دفعہ اُتری ہیں۔

حدیث ۲۷ ابو سعید بن مُعلےٰ سے مروی ہے۔ قال کنت اصلی فی المسجد فدعانی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، فلما اجبہ فقلت یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اِنّی کُنتُ اُصلےٰ قال الم یقل اللہ استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم ثم قال لی لاُعلّمنّک سورۃ ھی اعظم السور فی القرآن قبل ان تخرج من المسجد ثم اخذ بیدی فلما اراد ان یخرج قلت الم تقل لاُعلمنک سورۃ۔ یعنی میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ محبوب علیہ السلام نے بلایا۔ میں نماز پڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ اور عرض کی۔ یارسول اللہ میں نماز میں تھا۔ اس لئے دیر ہوگئی۔ آپ نے فرمایا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا۔ کہ اللہ کا رسول تمہیں جب وقت بلائے فوراً آجاؤ۔ پھر فرمایا۔ کہ میں مسجد سے باہر جانے کے پیشتر تمہیں ایک برگزیدہ سورۃ قرآن کی بتاؤں گا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ لیا۔ جب باہر جانے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا۔ کہ وہ برگزیدہ سورۃ قرآن کی بتائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ وہ سورۃ الحمد ہے۔ اور یہی سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے۔ جس کا علم مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

اس حدیث شریف کے بیان میں الحمد للہ شریف کی بزرگی بھی بیان ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص نماز پڑھ رہا ہو۔ اور حضور علیہ السلام بلائیں۔ تو فوراً حاضر ہو جائے۔ کیونکہ جس کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ وہ بلائے یا اس کا محبوب بلائے فوراً حاضر ہو جانا چاہیے۔ مگر اللہ تعالیٰ کسی کو آواز دے کر بلانے سے پاک ہے،

یہاں اللہ تعالیٰ کے بلانے سے بھی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا بُلانا مراد ہے۔ کیونکہ محبوب کا بُلانا اللہ تعالیٰ کا بُلانا ہے۔ تو جس وقت بھی تمہیں محبوب علیہ السلام بلائے حاضر ہو جایا کرو۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور سب نیک اعمال اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کی رضامندی کے واسطے کئے جاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جائیں۔ تو جس وقت تم کو رضامندی والے مالک و مولیٰ خود بلا لیں۔ تو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ حکم کی تعمیل کرو۔ نماز کو چھوڑ دو یا اور کوئی نیک کام کر رہے ہو۔ اور حضور فرمائیں۔ کہ آ جاؤ۔ اُس نیک کام کو بھی چھوڑ کر فوراً حاضرِ خدمت ہو جاؤ۔ اور اگر کوئی جان بوجھ کر حاضرِ خدمت نہ ہوگا۔ تو اُس کی کوئی نیکی قبول نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کی نیکیوں کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اپنے محبوب کے حکم کی فرمانبرداری اور اُس سے محبت کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

تفسیر کبیر میں ہے۔ کہ رب تعالیٰ نے آسمان سے ایک سو چار کتابیں اور صحیفے اُتارے۔ مگر سو کتابوں کے علوم چار میں رکھے۔ یعنی توریت۔ انجیل۔ زبور اور قرآن شریف میں رکھے۔ پھر قرآنِ پاک کے علوم مفصل سورۃ حجرات سے والناس تک میں رکھے گئے۔ لہٰذا جس نے سورۃ فاتحہ سیکھ لی۔ اس نے گویا آسمانی کتابیں ساری سیکھ لیں۔ اور جس نے سورۃ فاتحہ پڑھ لی اس نے تمام آسمانی کتابیں پڑھ لیں۔ اس سے ثابت ہوا۔ کہ تمام آسمانی کتابوں کا علم قرآنِ پاک میں ہے۔ اور قرآنِ پاک کا سارا علم سورۃ الحمد شریف میں ہے۔ اور اس سے پہلے حدیث بخاری شریف کا ذکر ہو چکا ہے۔ کہ حضور نے فرمایا:

ھِیَ سبع مثانی والقراٰن العظیم الذی اوتیتہ، یعنی یہ سات آیتیں ہیں جو دُہرائی جاتی ہیں۔ اور یہ قرآنِ عظیم ہے۔

جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

تو مطلب یہ ہوا۔ کہ سورۃ الحمد شریف کے علم کو کون سمجھ سکتا ہے۔ جیسا حق ہے اس کا۔ بغیر محبوب علیہ السلام کے، یہ سورۃ بھی حضور علیہ السلام کو عطا ہوئی۔ اور اس کا علم بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوا اور قرآن شریف کے ہر حرف کا علم جیسا حق ہے۔ اُس کا علم محبوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی جناب سے ملا ہے۔ بغیر حضور علیہ السلام کے اس کی پوری حقیقت اور حرف حرف کا علم اور کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ آیت قرآنیہ تین طرح کی ہیں۔ بعض وہ کہ جن کا مطلب عقل و فہم سے وراء ہے۔ جس تک دماغوں کی رسائی نہیں۔ انہیں متشابہات کہتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کے معنے ہی سمجھ میں نہیں آتے۔ جیسے الٓمّٓ۔ حٰمٓ وغیرہ۔ انہیں مقطعات کہا جاتا ہے۔ بعض وہ ہیں جن کے معنی تو سمجھ میں آتے ہیں۔ لیکن ان کا مطلب معلوم نہیں ہوتا۔ کہ ان کا مطلب کیا ہے۔ جیساکہ فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ = یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ = ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ = یعنی تم جدھر منہ کرو۔ اُدھر اللہ وجہہ یعنی منہ ہے اللہ کا۔ ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ یعنی پھر رب نے عرش پر استویٰ فرمایا: وجہہ کے معنی چہرا۔ ید کے معنی ہاتھ: استویٰ کے معنیٰ برابر ہونا۔ مگر یہ چیزیں رب کی شان کے لائق نہیں۔ لہذا متشابہات میں سے ہیں۔ اس قسم کی آیتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مطلب بیان کرنا درست نہیں۔ اور دوسری قسم کی آیات صفات کہتے ہیں۔ تیسری قسم کی آیت قرآنی اصطلاح میں محکمات کہتے ہیں۔ ان سب کا علم اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔ مقطعات کا علم جبرائیل علیہ السلام نے بھی نہ سمجھا۔ جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کٓھٰیٰعٓصٓ = جبرئیل علیہ السلام نے حضور کی خدمت میں عرض کی۔ کہ حضور ان حروف کے مطلب کو تو میں کچھ نہ

سمجھا۔ تو حضور نے فرمایا۔ کہ میں سب کچھ سمجھ گیا ہوں۔

لہٰذا اس قسم کے حرفوں کے ایک ایک حرف میں کتنے کروڑ ہا کروڑ ہا علوم غیوب چھپے پڑے ہیں۔ منکر مانیں یا نہ مانیں۔ یہ سب علومِ غیوب اللہ تعالیٰ عزّوجل نے اپنے محبوب کو قرآن شریف میں عطا فرمائے ہیں۔ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ آیت شریف :۔ لَا یَعْزُبُ عَنْہُ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِکَ وَلَآ اَکْبَرُ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ؕ یعنی نہیں پوشیدہ اس سے برابر ایک ذرہ کے بیچ آسمانوں کے اور نہ بیچ زمینوں کے نہ چھوٹا اس سے اور نہ بڑا۔ مگر بیچ کتاب بیان کرنے والی کے ہے۔ یعنی لوح محفوظ میں ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ عزّوجل نے۔

وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ؕ یعنی اور نہ کوئی تر اور نہ خشک مگر بیچ روشن کتاب کے ہے۔

تفسیر خازن یہی آیت :۔ وَالثَّانِیْ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْکِتَابِ مُّبِیْنٍ۔ ھُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ لِاَنَّ اللہَ کَتَبَ فِیْہِ عِلْمَ مَا یَکُوْنُ وَمَا قَدْ کَانَ قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَفَائِدَۃُ اِحْصَاءِ الْاَشْیَاءِ کُلِّھَا فِیْ ھٰذَا الْکِتٰبِ لِتَقِفَ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلٰی اِنْفَاذِ عِلْمِہٖ ؕ یعنی دوسری توجیہہ یہ ہے۔ کہ کتاب مبین سے مراد لوح محفوظ ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اُس میں جو کچھ ہوگا۔ اور جو آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پہلے ہو چکا۔ سب کا علم لکھدیا۔ اور ان تمام چیزوں کے لکھنے سے اس کتاب میں فائدہ یہ ہے۔ کہ فرشتے اس کے جاری کرنے پر واقف ہو جائیں۔

یہی آیت روح البیان نے فرمایا :۔ ھُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ فَقَدْ ضَبَطَ اللہُ

فیہ جمیع المقدورات الکونیۃ بفوائد ترجع الی العباد
یعرفہا العلماء باللہ = یعنی وہ لوح محفوظ ہے۔ کہ اللہ
نے اس میں ساری ہو سکنے والی چیزیں جمع فرمائیں۔ ان فائدوں کی
وجہوں جو بندوں کی طرف لوٹتے ہیں۔ ان کو علماء ربانی جانتے ہیں۔
جس سے معلوم ہوا۔ کہ لوح محفوظ میں ہر خشک وتر اور ادنیٰ و اعلےٰ ہر چیز
موجود ہے۔ اور لوح محفوظ کو فرشتے اور اللہ کے خاص بندے جانتے ہیں۔
اور علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب فرشتے اور اللہ کے خاص بندوں
کے علم کو محیط ہے۔ لہٰذا یہ تمام علوم علم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قطرے
ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے فرمایا۔ وتفصیل الکتاب لاریب فیہ
یعنی (اور لوح محفوظ میں جو کچھ لکھا ہے۔ قرآن سب کی تفصیل ہے
اس میں کوئی شک نہیں۔)
روح البیان نے اسی آیت کی تفسیر فرمائی۔ یعنی یہ قرآن اُن شرعی اور
حقیقت کی چیزوں کی تفصیل ہے۔ جو ثابت کی جا چکی ہے۔ اور اس کتاب
میں لکھی جا چکی ہے۔ جس میں ردو بدل نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ کتاب ازلی ابدی
ہے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے :—
مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرٰى وَلٰكِنْ تَصْدِيقَ الَّذِىْ بَيْنَ
يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَىْءٍ یعنی یہ کوئی بناوٹ کی
بات نہیں۔ کہ اپنے سے اگلی کلاموں کی تصدیق ہے۔ اور ہر چیز کا
مفصل بیان ہے۔
تفسیر خازن یہی آیت فی ھذا القرآن المنزل علیک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
تفصیل کل شیٔ تحتاج الیہ من الحلال والحرام والحدود و

الاحکام والقصص والامواعظ والامثال وغیر ذٰلک ممّا یحتاج الیہ العباد فی امر دینہم ودنیاھم = یعنی اس قرآن میں جو آپ پر اتارا گیا ہے۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس چیز کی تفصیل ہے۔ جس کی آپکو ضرورت ہو۔ حلال اور حرام سزائیں اور احکام اور قصے اور نصیحتیں اور مثالیں ان کے علاوہ اور وہ چیزیں جن کی بندوں کو اپنے دینی و دنیوی معاملات میں ضرورت پڑتی ہے۔

آیت:- اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ یعنی رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محبوب کو پیدا فرمایا۔ مَاکَانَ وَمَا یَکُوْن کا سارا بیان سکھایا۔

لہٰذا اگر نورِ ایمان کی آنکھ سے دیکھا جائے تو اسی آیت میں تمام علوم غیوب آ گئے ہیں۔ روح البیان یہی آیت:-

وَعَلَّمَ نبیّنا علیہ السلام ۝ القرآن واسرار الالوھیۃ کما قال وعلمک مالم تکن تعلم = یعنی ہمارے نبی علیہ السلام کو رب تعالیٰ نے قرآن اور اپنی ربوبیت کے بھید سکھائے۔ جیسا کہ خود رب تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ آپکو سکھا دیں وہ باتیں جو آپ نہ جانتے تھے۔

معالم التنزیل یہی آیت:- وقیل الانسان ھٰھنا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم و بیانہ عَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ = یعنی کہا گیا ہے۔ کہ اس آیت میں انسان سے مراد حضور علیہ السلام ہیں۔ اور

بیان سے مراد آپ کو تمام وہ باتیں سکھائیں جو کچھ آپ نہ جانتے تھے۔

آیت ۲۹ پارہ ۲۹ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝ یعنی تم اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں۔ تفسیر روح البیان:

بمستور عما کان فی الازل وما سیکون الی الابد لان الجن هو الستر بل انت عالم بما کان وخبیر بما سیکون ۝ یعنی آپ سے وہ باتیں چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ جو ازل میں تھیں۔ اور وہ جو ابد تک ہونگے۔ کیونکہ جن کے معنی ہیں چھپنا۔ بلکہ آپ اُس کو جانتے ہیں۔ جو ہو چکا ہے۔ اور خبردار ہیں اُس سے جو ہو گا۔

لہٰذا اس بیان سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزّوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ذرہ ذرہ اور قطرہ قطرہ جو کچھ ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ ہو گا۔ تمام مخلوقات کے ہر حال کا سارا علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔ عالم میں ایسی کوئی چیز نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے چھپی ہوئی ہو۔

تفسیر نیشاپوری زیر آیت کریمہ: وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا

اور فرمایا:— لِاَنَّ روح صلی اللہ علیہ وسلم شاهد علٰی جمیع الارواح والقلوب والنفوس لقوله صلی اللہ علیہ وسلم اوّل ما خلق اللهُ روحی ۝ یعنی یہ جو رب عزّوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا۔ کہ ہم تمہیں ان سب کے اوپر گواہ بنا کر لائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح انور تمام جہان میں ہر ایک کی روح، ہر ایک کے دل، ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے۔ کوئی روح، کوئی نفس، کوئی دل ان کی نظر کریم سے چھپی نہیں۔ جب تو سب پر گواہ بن کر لائے جائیں گے۔ کہ شاہد کو مشاہدہ

ضروری ہے۔ اسلئے حضور علیہ السلام نے فرمایا:— سب سے پہلے اللہ تعالےٰ نے میرے روحِ کریم کو پیدا فرمایا۔ تو عالم میں جو کچھ ہوا سب حضور کے سامنے ہی ہوا۔ تو اب منکروں سے پوچھیں کہ حاضر و ناظر کس شئے کا نام ہے۔

ابن النجار ابو معلم مسلم بن اوس و جاریہ بن قدامہ سعدی سے راوی ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ نے فرمایا:—

سَلُونِی قبل ان تفقدونی فانی لااسأل عن شیئ دون العرش الّا اخبرت عنہ یعنی مجھ سے سوال کرو۔ قبل اس سے کہ مجھے۔ نہ پاؤ یعنی میری وفات سے پہلے۔ کہ عرش کے نیچے جس کسی کو مجھ سے پوچھا جائے۔ میں بتاؤں گا عرش سے نیچے کرسی، ہفت آسمان، ہفت زمین اور آسمانوں، زمینوں کے درمیان جو کچھ ہے۔ تحت الثریٰ تک سب داخل ہے۔ مولیٰ علی فرماتے ہیں۔ کہ اس سب کو میرا علم محیط ہے۔ ان میں جو چیز مجھ سے پوچھیں میں بتاؤں گا۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حدیث ۲۸ بخاری شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انّ اللہ تبارک وتعالیٰ قال من عادیٰ لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب وما تقرب الیّ عبدی بشیئٍ احب الیّ مما افترضتہٗ علیہ وما یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتّی اُحبہٗ فاذا احببتہٗ کنت سمعہٗ الذی یسمع بہ وبصرہٗ الذی یبصر بہ ویدہٗ التی یبطش بہا ورجلہٗ التی یمشی بہا ولئن سألنی لاعطینہٗ۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس نے میرے دوست سے عداوت کی میں اس کو اپنی لڑائی سے خبردار کرتا ہوں۔

اور میرے بندے نے میری طرف کسی چیز سے تقرب حاصل نہیں کیا۔
جو مجھ کو ان چیزوں سے زیادہ پیاری ہوں، جو میں نے اس پر فرض
کی ہیں۔ اور میرا بندہ نوافل کی ہمیشگی سے تقرب حاصل کرتا ہے۔
یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں۔ اور جب میں اُس سے
محبت کرتا ہوں۔ تو میں اُس کا کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے۔
اور اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ ہو جاتا
ہوں۔ جس سے وہ کام کرتا ہے۔ اور وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے۔
اگر وہ مجھ سے سوال کرتا ہے۔ تو میں اس کو دیتا ہوں۔"

اس سے صاف روشن ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے عداوت کرنے والے اور عیب لگانے والے اور اُن کے علمِ غیب وغیرہ صفات سے انکار کرنے والے یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے لڑنے کو تیار ہو جائیں۔

لہٰذا مُنکروں کو چاہیئے۔ کہ تائب ہو جائیں۔ اور حق قبول کریں۔ اب وقت ہے۔ قیامت میں پھر کوئی عذر قابلِ قبول نہیں ہو گا۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہُوا کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے وہ قوت عطا فرمائی ہے۔ جس تک ہمارے دماغوں کی رسائی نہیں۔ ان کے کان اللہ تعالیٰ کے کان اُن کی آنکھ اللہ تعالیٰ کی آنکھ۔ ان کے ہاتھ اللہ کے ہاتھ، ان کے پیر اللہ تعالیٰ کے پیر۔ اور اللہ تعالیٰ عزّوجلّ کان، آنکھ، ہاتھ اور پیر وغیرہ سے پاک ہے۔ کیونکہ یہ اجسام ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اجسام سے پاک ہے۔ تو مطلب یہ ہُوا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کو طاقت ربّی عطا ہوتی ہے۔ کہ جس سے وہ سنتے، دیکھتے، چلتے پھرتے اور ہر کام کرتے ہیں۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اُنہیں عطا فرماتا ہے۔ ان کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم ہم کو اپنی رضامندی عطا فرماویں۔

امام رازی تفسیر کبیر میں رد منزلہ کے لئے کراماتِ اولیاء پر دلائل قائم فرماتے ہیں۔ یعنی اہل سنت کی دوسری دلیل یہ ہے۔ کہ بلاشبہ افعال کی متولی تو روح ہے۔ نہ کہ بدن۔ اس لئے ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جسے احوالِ عالمِ غیب کا علم زیادہ ہے۔ اس کا دل زیادہ زبردست ہوتا ہے۔ لہٰذا مولےٰ علی نے فرمایا۔ کہ خدا کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسم کی قوت سے نہ اکھیڑا۔ بلکہ روحانی طاقت سے۔ اسی طرح بندہ جب ہمیشہ اطاعت میں لگا رہتا ہے۔ تو اس مقام تک پہنچتا ہے۔ جس کی نسبت رب عزوجل نے فرمایا ہے۔ کہ وہاں میں خود اس کا کان۔ آنکھ ہو جاتا ہوں۔ تو جب جلالِ الٰہی کا نور اس کا کان ہو جاتا ہے۔ بندہ نزدیک، دُور سب سُنتا ہے۔ تو جب وہ نور اُس کی آنکھ ہو جاتا ہے۔ بندہ نزدیک، دُور سب دیکھتا ہے۔ اور جب وہ نور اس کا ہاتھ ہو جاتا ہے۔ تو بندہ دشوار و نزدیک و دور میں تصرفات کرتا ہے۔

حدیث ۲۹ (بخاری شریف) حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

انا نائم اُوتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔

یعنی۔ ایک دن اس حال میں۔ کہ میں سو رہا تھا۔ میرے پاس تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں۔ اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں ٭

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام دنیا کے خزانوں کے کنجیاں عطا فرما دئیے ہیں۔ خزانے ظاہری ہوں یا غیب، تمام خزانے اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرما دئیے ہیں۔

لہذا جس کو بھی جو نعمت ملتی ہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے خزانوں سے ملتی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے مختار ہیں۔ حضور کی مرضی۔ جسے جس قدر عطا فرمائیں اور جسے منع فرمائیں۔ ان خزانوں میں علم ظاہری اور علم غیب وغیرہ سب شامل ہیں۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس علم غیب کے خزانے بھرے پڑے ہیں۔ جسے جس قدر چاہیں عطا فرمائیں۔

لہذا منکروں کو کیا چیز منع کر رہی ہے۔ کہ حق قبول نہیں کرتے۔ اور خاص حضور علیہ السلام کے علم غیب سے انکاری ہیں۔

حدیث نمبر ۳۰ :- محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اُوتیت مَفاتح کُلّ شَیٍٔ اِلّا الخمس ۔ یعنی مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں؛ سوائے ان پانچ کے۔ یعنی غیوب خمسہ ۔

مفسرین فرماتے ہیں :- ثُمّ عَالِمٌ بِھا بعد ذٰلک

یعنی پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئیں۔

لہذا غیوب خمسہ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو پہلے ہی سے عطا فرمائے ہیں۔ جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے۔ کہ سب مخلوقات سے پہلے۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کے نور کو اپنے ذاتی نور سے پیدا فرمایا۔ تو سب مخلوقات حضور علیہ السلام کے سامنے پیدا ہوئی۔ اس دنیا میں ایسی کوئی چیز نہیں جو حضور سے غیب ہو۔ تمام غیبوں کا علم اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمایا ہے۔ اور یہاں غیوب خمسہ سے مراد یہ ہے۔ کہ پہلے اللہ عزوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو غیوب خمسہ لوگوں کو بتلانے سے منع فرمایا تھا۔ بعد میں ان پانچ غیوبوں کی بھی لوگوں کو بتانے کی اجازت فرما دی۔ کہ

ان میں سے جو غیب حضور جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ حضور علیہ السلام کی مرضی ہے۔ کہ جسے چاہیں منع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب کو کُلی اختیار عطا فرما دیا ہے۔ امام احمد قسطلانی شرح صحیح بخاری، پھر علامہ قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ حدیث: خمس لا یعلمھن الا اللہ کی شرح میں فرماتے ہیں۔

فمن ادعی علم شیئ منہا غیر مسند الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان کاذبًا فی دعوٰہ = یعنی تو جو کوئی قیامت وغیرہ خمس میں سے کسی شئے کے علم کا دعوٰی کرے۔ اور اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت نہ کرے۔ کہ حضور کے بتلائے سے مجھے یہ علم آیا۔ وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ہے۔

صاف معلوم ہوا۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان پانچوں غیبوں کو جانتے ہیں۔ اور ان میں سے جو چاہیں اپنے جس غلام کو چاہیں بتا سکتے ہیں۔ تو جو حضور کی تعلیم سے ان کے علم کا دعوٰی کرے۔ اُس کی تکذیب نہ ہو گی۔ روض النظیر میں امام کبیر جلال الملۃ والدین سیوطی سے اس حدیث کے متعلق ہے۔ یعنی نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو فرمایا۔ کہ ان پانچ غیبوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کے معنی ہیں۔ کہ بذاتِ خود اپنی ذات سے انہیں اللہ ہی جانتا ہے۔ مگر خدا کے بتائے سے کبھی اوروں کو بھی ان کا علم ملتا ہے۔

بے شک ایسے موجود ہیں۔ جو ان غیبوں کو جانتے ہیں۔ اور ہم نے متعدد اشخاص ان کو جاننے والے پائے۔ ایک جماعت کو ہم نے دیکھا۔ کہ انہیں معلوم تھا۔ کب مریں گے۔ اور انھوں نے عورت کے حمل کے زمانے میں بلکہ حمل سے بھی پہلے جان لیا۔ کہ پیٹ میں کیا ہے۔

شیخ محقق قدس سرہ العالی: شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے تحت فرماتے

ہیں :۔ المراد لاتعلم بدون تعلیم اللہ تعالیٰ۔
یعنی مراد یہ ہے۔ کہ قیامت وغیرہ غیب بے خدا کے بتائے سے معلوم نہیں ہوتے۔

نیز حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزمان سید شریف عبد العزیز مسعود حسنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کتاب الابریز ھُوا صلے اللہ علیہ وسلم لا یخفی علیہ شیٔ من الخمس المذکورۃ فی الاٰیۃ الشریفۃ وکیف یخفی علیہ ذٰلک ولا قطاب سبعۃ من امّۃ الشریفۃ یعلمونہا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاوّلین والاٰخرین الّذی ھُو سبب کُل شیٔ ومن کل شیٔ = یعنی قیامت کب آئے گی۔ مینہ کب کہاں اور کتنا برسے گا۔ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے۔ کل کیا ہوگا۔ فلاں کہاں مرے گا۔ یہ پانچوں غیب جو آیت کریمہ میں مذکور ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہیں۔ اور کیونکر یہ چیزیں حضور سے پوشیدہ رہیں۔ حالانکہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں۔ اور ان کا مرتبہ غوث سے نیچے ہے۔ پھر غوث کا کیا کہنا پھر اُنکا کیا پوچھنا جو سب اگلوں پچھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں۔ اور ہر شئے اُن سے ہے۔

شرح قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:۔

انَّ جمیع الانبیاءِ کل واحدٍ مّنھم طلبُوا واخذ والعلم من علمہٖ علیہ سلام الّذی کالبحرِ فی السعۃِ والکرام من کرمہٖ علیہ السلام الذی ھو کالدیم لِاَنَّہٗ علیہ السلام

مفیضٌ وَھُمْ مستقاضون لِاَنَّہٗ تعالٰی خلق البدّ رُوحہ علیہ السلام وضع علوم الْاَنبیاءِ وعلم مَا کان وما یکون ثم خلقھم فاخذ واعلومَھُمْ منہ علیہ السَّلام۔

یعنی ہر نبی نے حضور علیہ السلام کے اس علم سے مانگا۔ اولیار جو وسعت میں سمندر کی طرح ہے۔ اور سب نے کرم حضور علیہ السلام کے اس کرم سے حاصِل کیا۔ جو تیز بارش کی طرح ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام فیض دینے والے ہیں۔ اور وہ نبی فیض لینے والے۔ کیونکہ رب تعالےٰ نے اولاً حضور علیہ السلام کی روحِ پاک پیدا فرمائی۔ پھر اس روح پاک میں نبیوں کے مَاکان و مَایکون کے علوم رکھے۔ پھر ان رسولوں کو پیدا فرمایا۔ پس ان سب نے علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لئے۔

لہٰذا اس سے ثابت ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی غیب چھپا نہیں ہے۔ اور غیوبِ خمسہ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں۔ اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ تمام علمِ غیب اللہ تعالیٰ عزّوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی عطا فرمائے ہیں۔

حدیث ۳۱ (ابونعیم) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی:

حضور مالکِ غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرتِ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں:— لمّا خرج من بطنی فنظرتُ الیہ فاذا انا بہٖ ساجدًا ثُمَّ رأیت سحابۃً بیضاء قد اقبلت من السماءِ حتیٰ غشیتہ فغیب عن وجھی ثم تجلت فاذا انا بہٖ مدرجٌ فی ثوبِ صوف اللابیض وتحتہ حریرۃ خضراء وقد قبض

علے ثلثۃ مفاتیح من اللؤلوء الرطب واذا قائل یقول قبض محمد صلی اللہ علیہ وسلم علے مفاتیح النصرۃ ومفاتیح الریح ومفاتیح النبوۃ ثم اقبلت سحابۃ اخریٰ حتے غشیتہ فغیب عنی ثم تجلت فاذا انا بہ قد قبض علے حریرۃ خضراً مطویۃ واذا قائل یقول بخ بخ قبض محمد علے الدنیا کلھا لم یبق خلق من اھلھا الا دخل فی قبضتہ ھذا مختصراً ۔ یعنی جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدہ میں پڑے ہیں۔ ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا۔ کہ حضور میرے سامنے سے غائب ہو گئے۔ پھر جب پردہ ہٹا تو کیا دیکھتی ہوں۔ کہ حضور ایک اُونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں۔ اور سبز ریشمی بچھونا بچھا ہے۔ اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مُٹھی میں ہیں۔ اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے۔ کہ نصرت کی کنجیاں، نفع اور نبوت کی کنجیاں سب پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔ پھر ابر نے آکر حضور کو ڈھاپ لیا۔ کہ میری نگاہ سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہُوا تو کیا دیکھتی ہوں۔ کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہُوا کپڑا حضور کی مٹھی مبارک میں ہے اور کوئی منادی پُکار رہا ہے۔ واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی = زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی۔ جو اِن کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔ صلے اللہ علیہ وسلم = والحمد للہ رب العلمین ٥ =

اس حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا ذکر ہے۔ بصورتِ ظاہری اس دنیا میں آتے ہی تمام دنیا کے خزانوں کی کنجیوں پر قبضہ فرمایا۔ نصرت کی کنجیاں یعنی حضور علیہ السلام کی مرضی ہے۔ کہ جن لشکروں کو مدد دیں اور فتح

عطا فرماویں۔ اور جن کو شکست دیں اور دنیا میں تمام مخلوقات کے ساتھ جہاں سے جو بھی مدد ہوتی ہے۔ بصورت ظاہری ہوتی ہے۔ اور درحقیقت وہ حضور علیہ السلام کے دستِ مبارک سے ہوتی ہے۔

نفع کی کنجیاں :- یعنی کسی کو جہاں سے بھی کوئی نفع ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام کے خزانے سے ہوتا ہے۔

نبوّت کی کنجیاں :- یعنی نبیوں کو جو علمِ غیب اور معجزے وغیرہ ملے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے عطا ہوئے ہیں۔

یہاں سلطنتِ مصطفٰے در مملکت کبریا ثابت ہوئی۔ یعنی اللہ تعالٰے کی بادشاہی میں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت ہے۔ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو کُلی اختیار عطا فرمایا ہے۔ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے۔ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کی ملکیت میں دے دی۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔

آیت ع۳۰ پارہ چھ سورۃ مائدہ :- قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ یعنی بے شک تمہارے پاس نور آیا اور روشن کتاب =

تفسیر نمبر ۱۵ :- روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔

وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِالْاَوَّلِ هُوَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وبالثانی القراٰن : یعنی کہا گیا ہے۔ کہ اوّل یعنی نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور کتاب سے مراد قرآن شریف ہے۔

تفسیر نمبر ۱۶ :- جلالین شریف میں یہی آیت هُوَ نُوْرٌ النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔ یعنی نور سے مراد حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ؎

تفسیر نمبر ۱۷ :- خازن ۔ اسی آیت کے ماتحت ۔
قَدْ جَآءَکُمْ مِنَ اللّٰہِ نُوْرٌ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم اِنَّمَا سَمَّاہُ اللّٰہُ نُوْرًا اِنّہ یھتدی بہ کما یھتدی فی الظلام بالنُّوْرِ ۔ یعنی اس آیت میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رب نے انہیں نور اسلئے فرمایا۔ کہ حضور سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے۔ جیسے کہ اندھیری میں نور سے ہدایت لی جاتی ہے۔

آیت ع۳۱ پارہ ۱۸ سورۃ نُور ۔ مثل نورہٖ کمشکوٰۃٍ فیہا مصباحٌ المصباح فی زجاجۃٍ کانّہا کوکبٌ دری
یعنی رب کو نور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک طاق۔ جس میں چراغ ہے۔ وہ چراغ ایک فانوس میں بھی ہے۔ وہ فانوس گویا چمکتا ہوا تارا ہے۔

اس آیت میں بھی اللہ کے نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ رب تعالیٰ کی مثال نہیں ہو سکتی۔ خود فرمایا :- لیس کمثلہٖ شیئًا اور یہاں بھی اسی نور کی مثال دی جا رہی ہے۔ تو اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تفسیر خازن ع۱۸ اسی آیت کے ماتحت ہے۔
قیل قد اتیٰ ھٰذا تمثیل النور محمد صلے علیہ وسلم، قال ابن عباس یکعب الاحبار اخبرنی عن قولہٖ تعالیٰ مثل نورہٖ کمشکوٰۃٍ فیہا مصباحٌ قال کعب ھٰذا مثل ضربہ اللہ تعالیٰ لنبیہ صلے اللہ علیہ وسلم فالمشکوٰۃ صدرہٖ والزجاجۃ قلبہ والمصباح فیہ النبوۃ توقد من شجرۃ مبارکۃٍ ھی شجرۃ النبوۃ یکاد نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم

وامرہ بتبیین اللناس ولولم یتکلم = یعنی کہا گیا ہے کہ اس آیت میں حضور کے نور کی مثال دی گئی ہے۔ عبداللہ بن عباس نے کعب احبار سے اس آیۃ کی مثل نور کے بارے میں پوچھا۔ تو کعب احبار نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ مثال اپنے نبی کی دی ہے۔ پس طاق تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا سینہ ہے۔ اور فانوس حضور کا دِل مبارک۔ اور اسی میں چراغ نبوت ہے۔ اور شجرہ مبارک نبوت کا درخت ہے۔ یعنی قریب ہے۔ کہ نور محمدی چمک جاوے۔ لوگوں پہ ظاہر ہو جاوے اگرچہ حضور کلام بھی نہ کریں۔

حدیث نمبر ۳۲۔ امام احمد اور بیہقی اور حاکم نے صحیح اسناد سے حضرت عریاض ابن ساریہ سے روایت فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں رب تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا۔ حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں جلوہ گر تھے۔

حدیث ۳۳ع۔ (مشکوٰۃ) ترمذی شریف امام احمد حاکم اور بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور حاکم نے اس روایت کو صحیح کہا۔ کہ ایک بار اصحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہوئی۔ فرمایا۔ کہ ابھی۔ آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

تفسیر ۱۹ع۔ روح البیان شریف۔ لَقَدْ جَاءَکُمْ رَسُوْلٌ کی تفسیر میں ہے۔ کہ ایک بار حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرتِ جبرئیل سے پوچھا۔ کہ تمہاری کتنی عمر ہے۔ عرض کیا۔ کہ یہ تو مجھے خبر نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک تارہ ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا۔ اُسے میں نے

بہتر ہزار دفعہ چمکتا دیکھا۔ تو حضور نے فرمایا کہ اے جبرئیل قسم ہے رب کی کہ وہ تارہ ہم ہی ہیں۔ اور رب تعالےٰ نے حضور کا نور حضرت آدم کی پشت میں امانت رکھا۔ امام احمد ابن محمد قسطلانی قدس سرہٗ مواہب الدنیا شریف میں فرماتے ہیں:—

قال تعالیٰ یا آدم ارفع راسک فرفع راسہٗ فرای نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی سرادق العرش فقال یا ربی ھذا النور قال ھٰذ النور نبی من ذریتک اسمہٗ فی السماء احمدُ وفی الارض محمد لولا لا ما خلقتک ولا خلقت سماءً ولا ارضاً = یعنی اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔ کہ اے آدم اپنا سر اٹھا۔ تو انہوں نے اپنا سر اٹھایا۔ تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا۔ عرض کیا اے مولا یہ نور کیسا ہے۔ فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے۔ جو تمہاری اولاد میں سے ہوں گے۔ ان کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو نہ ہم تمہیں پیدا کرتے اور نہ آسمان و زمین کو۔

حدیث ۳۴۔ حافظ ابو سعید عبد الملک بن عثمان کتاب شرف النبوۃ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور پرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:—

اذا کان یوم القیامۃ جمع اللہ الاولین والاخرین ویؤتی بمنبرین من نور فینصب احدھما عن یمین العرش والاخر عن یسارہ ویعلوھما شخصان فینادی الذی عن یمین العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا رضوان خازن الجنۃ ان اللہ

امرنی ان اسلم مفاتح الجنتہ الیٰ محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم
وان محمدؐ امرنی ان اسلمھا الیٰ ابی بکر و عمر کیں خلا
مجیبھما الجنتہ الاّ فاشھدوا ثم ینادی الذی عن یسار
العرش معاشر الخلائق من عرفنی فقد عرفنی و من لم
یعرفنی فانا مالکؑ خازن النار ان اللہ امرنی ان اسلم مفاتیح
النار الیٰ محمد و محمدؐ امرنی ان اُسلمھا الیٰ ابی بکر و عمر
لیدخلا مبغضیھما النار الاّ فاشھدوا = یعنی بروز قیامت
اللہ تعالیٰ سب اگلوں پچھلوں کو جمع فرمائے گا۔ اور دو ممبر نور کے لاکر
عرش کے داہنے بائیں بچھائے جائیں گے۔ ان پر دو شخص چڑھیں گے۔
داہنے والا پکارے گا۔ اے جماعتِ مخلوق جس نے مجھے پہچانا اُس نے پہچانا
اور جس نے نہ پہچانا۔ تو میں رضوان داروغۂ بہشت ہوں مجھے اللہ تعالےٰ
نے حکم دیا۔ کہ جنّت کی کُنجیاں محمّد صلے اللہ علیہ وسلم کو سپرد کر دوں۔
اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ ابو بکر کو دوں۔ وہ
اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ۔ پھر
بائیں والا پکارے گا۔ اے جماعتِ مخلوق جس نے مجھے پہچانا
اس نے پہچانا۔ اور جس نے نہ پہچانا۔ تو میں مالکِ داروغہ دوزخ
ہوں مجھے اللہ تعالیٰ عزّ و جل نے حکم دیا۔ کہ دوزخ کی کنجیاں
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دوں۔ اور محمد صلے اللہ علیہ
وسلم نے حکم دیا۔ کہ ابو بکر و عمر کو دو۔ وہ اپنے دشمنوں کو
دوزخ میں داخل کریں۔ سنتے ہو گواہ ہو جاؤ

ابو بکر شافعی نے غیلانیات تصنیف ۲۰ میں روایت کی :-

يُنادىٰ يَوْمَ القيٰمة اين اصحاب صلى الله عليه وسلم فيوتىٰ باالخلفاء رضى الله تعالىٰ عنهم فيقول الله بهم ادخلوا من شئتم الجنة ودعوا من شئتم =

یعنی روزِ قیامت ندا کی جائے گی۔ کہاں ہیں اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پس خلفاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم لائے جائیں گے۔ اللہ عزوجل ان سے فرمائے گا۔ تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو۔ اور جسے چاہو منع کر دو۔

امام اجل قاضی ایاض رحمۃ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں۔ کہ حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی کو قسیم النار فرمایا۔ بے شک اصحاب صحاح نے وآئمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں۔ جنہیں حضور محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو غیب کی خبریں دیں۔ مثلاً یہ وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئینگے۔ اور مولےٰ علی کی شہادت اور یہ کہ بدبخت ترین اُمت اِن کے سَرِ مبارک کے خون سے ریشِ مطہرہ کو رنگے گا۔ اور یہ کہ مولیٰ علی قسیمِ دوزخ ..... اپنے دوستوں کو بہشت اور اپنے دشمنوں کو دوزخ میں داخل فرماویں گے۔ ان احادیث سے خوب ثابت ہُوا۔ علم غیب کا کیا پوچھنا ہے۔ بلکہ اللہ تعالےٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو دارین کے تمام خزانوں اور تمام چیزوں یعنی ہر شئے کا مالک بنا دیا ہے۔ یہاں تک کہ جنت و دوزخ بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے۔

جس کو جنت میں داخل فرماویں۔ اور جسے دوزخ میں۔ منکر تو صرف حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کو دیکھوکر اپنے منہ پر تماچے لگا رہا ہے۔ کہ ہائے ہائے یہ کیا ہوگیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب کیوں دیا گیا۔ اور اگر دیا گیا ہے۔ تو بھی میں نہیں مانتا۔ مگر یہاں تو دونوں جہانوں میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت وسلطنت ثابت ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اختیارات عطا فرما دیئے ہیں۔ ہر شئے حضور کے قبضے میں دے دی۔ حضور بادشاہ ہیں جو چاہیں سو کریں۔

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی مواہب الدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں :۔ ــــ ھُوَ صلے اللہ علیہ وسلم خزانہ السر و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امرٌ الا منہ ولا ینقل خیرٌ الا عنہ صلے اللہ علیہ وسلم = الا بابی من کان ملکاً وسیداً
وآدم بین الماء والطین واقفٌ
اذا اراد امراً لا یکون خلافہٗ ولیس لذلک الامر فی الکون صارفٌ

یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم خزانہ رازِ الٰہی اور جائے نفاذ امر ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا۔ مگر حضور کے دربار سے اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ علیہ وسلم =

خبردار ہو میرے باپ قربان ان پر جو بادشاہ سردار ہیں ...
اس وقت سے کہ آدم ابھی آب و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے
وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں۔ اس کا خلاف نہیں ہوتا ...
تمام جہان میں کوئی ان کے حکم کا پھیرنے والا نہیں۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔

خیال رہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ازلی۔ ابدی۔ یعنی دائمی قدیمی ایک تنہا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ عزّوجل کی مہربانی کا دریا جوش میں آیا۔ تو ایک اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے ذاتی نور سے پیدا فرمایا۔ اسوقت نہ زمین تھے نہ آسمان نہ جن تھے نہ انسان نہ جبرئیل تھے نہ اسرافیل، عرش وکرسی لوح و قلم کوئی چیز نہ تھی۔ ایک روح پاک محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ عزّوجل کی مخلوق تھا۔ اور ہر مخلوق کو ہم جنس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو کسی شئے کی ضرورت نہیں اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے تمام جہان پیدا فرمائے آدم علیہ السلام۔ اور تمام آدمی و ہر شئے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ عزّوجل نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اور آدم علیہ السلام تنہا زمین میں پھرتے تھے۔ اور ہر جانور کو اپنا غیر جنس دیکھکر گھبراتے تھے۔ اور تمنا کرتے تھے۔ کہ کاش کوئی میرا ہم جنس ہوتا۔ جس سے مجھے اُنس حاصل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے دوسرے جمعہ کو آدم علیہ السلام سو رہے تھے۔ تو فرشتوں نے ان کی بائیں پسلی چاک کی۔ جس سے انہیں کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اور ان سے ایک نہایت خوبصورت عورت بنائی۔ آدم علیہ السلام کی چیری ہوئی پسلی کو ملا دیا گیا۔ جب وہ جاگے تو اپنا ہم جنس اپنے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔ پوچھا تم کون ہو؟ ندا آئی کہ یہ ہماری بندی ہے۔ تمہاری وحشت دور کرنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

آدم علیہ السلام نے چاہا کہ اُنکو ہاتھ لگاؤں۔ حکم ہوا۔ کہ اے آدم! پہلے ان کا مہر ادا کرو۔ پھر ہاتھ لگاؤ۔ عرض کیا مولا مہر کیا ہے۔ فرمایا میرے نبی آخرالزمان محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر دس بار درود شریف پڑھو۔ کیونکہ

اگر ان کی پیدائش منظور نہ ہوتی تو تم بھی نہ ہوتے چنانچہ آدم علیہ السلام نے درود شریف پڑھا۔ اور فرشتوں کی گواہی سے انکا نکاح ہوا۔ دیکھو تفسیر عزیزی۔ تو جیسے آدم علیہ السلام کی خاطر حوّا علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ اور پیدا بھی خاص آدم علیہ السلام کی پسلی سے فرمایا۔ اسی طرح محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی خاطر جن و انسان، زمین آسمان، ملائک جبرئیل اسرافیل وغیرہ تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا۔ اور پیدا بھی خاص حضور علیہ السلام کے نور سے فرمایا ہے۔

اور یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا ہوا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کی روح مبارک کو نبوت کا تاج عطا فرما دیا ہے۔ اور نبوت کے واسطے وحی ضروری ہے۔ خواہ فرشتے کے واسطہ سے یا بلا واسطہ وحی۔

اُس وقت جبرئیل علیہ السلام اور فرشتے پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور نہ کوئی اور مخلوق پیدا ہوئی تھی۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی روح مبارک کو پیدا فرمایا۔ اور علم ظاہر و غیب وغیرہ سب عطا فرما دیئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہر امر میں ہزار ہا حکمتیں ہوتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔ ہر نبی کو بتا دیا۔ کہ میرے محبوب سب سے پہلے نبی تمام نبیوں کے نبی۔ آسمانوں میں جن کا نام احمد ہے۔ اور زمینوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کو میں نے میری تمام مخلوقات اور ہر شئے کا مالک بنا دیا ہے اور جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدۂ مبارک آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، جنت و دوزخ کی کنجیاں بلکہ ہر شئے کی کنجیاں عطا فرما دیں۔ لہٰذا حضور علیہ السلام کی مرضی ہے۔ جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔

اور جس علمِ غیب کو جس وقت جس کے لئے چاہا ظاہر فرما دیا۔ اور جس غیب کو جس سے چھپانا چاہا چھپا دیا۔ جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے وہی حضور علیہ السلام کی مرضی ہے۔ اور جو حضور علیہ السلام کی مرضی ہے۔ وہ اللہ جل شانہٗ کی مرضی ہے۔ جس بات کا ظاہر فرمانا مناسب سمجھا ظاہر فرما دیا۔ اور جس بات کا پوشیدہ رکھنا مناسب سمجھا پوشیدہ رکھا۔

مگر منکر وہابی کہتے ہیں۔ کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب ہوتا تو ہر نقصان اور تکلیف سے محفوظ رہتے۔ اور ہر اچھائی اور بھلائی حاصل کر لیتے۔ اگر علم ہوتا تو فلاں موقع پر حضور علیہ السلام کے اصحابوں کو جنگ میں شکست کیوں ہوتی۔ اور فلاں موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی پاک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار کیوں گم ہو جاتا۔ اس قسم کی تمام باتیں جو منکر کہتے ہیں۔ یہ سب بکواس بکتے ہیں۔ ان باتوں کا جواب تو سب مسلمانوں کو صاف معلوم ہے۔ اللہ عزوجل تو مسلمانوں کا دوست اور مددگار ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے خاص کر محبوب ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر غیب کو جانتا ہے۔ ہر بھلائی اور برائی سے خبردار ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ظاہری صورت مسلمانوں کو جس تکلیف سے نہ بچایا۔ اس میں ہزارہا حکمتیں تھیں۔ تو کیا اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو علم نہ تھا۔ جو مسلمانوں کو اور اپنے محبوب علیہ السلام کو تکلیف سے نہ بچایا۔ میرے بھائیو! انصاف کرو۔ ان منکروں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ جو نہ عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور نہ نقل سے۔ اللہ تعالیٰ عزّوجل تمام مسلمانوں کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ان شیطانوں کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

آیت ع ۳۲ پارہ ۳ سورۃ البقر۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ

یعنی وہ کون ہے جو اُس کے یہاں سفارش کرے۔ بے اس کے حکم کے۔ جانتا ہے جو کچھ ان کے آگے ہے۔ اور جو ان کے پیچھے ہے اور نہیں وہ پاتے اس کے علم میں سے مگر جتنا وہ چاہے۔

یہ کلمات پاک آیت الکرسی کے تین جملے ہیں۔ آیت الکرسی میں اوّل سے لیکر آخر تک گیارہ صفات بیان ہوئے ہیں۔ تفسیر روح البیان میں آیت الکرسی کی تفسیر میں ہے۔ کہ مَنْ ذَا الَّذِیْ سے بِمَا شَآءَ تک تین اوصاف محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ اس سے پہلے پانچ اوصافِ الٰہیہ ہیں۔ اور ان کے بعد تین اوصافِ الٰہیہ بیان ہوئے ہیں۔ اور درمیان میں تین صفات مصطفی بیان ہوئے۔ جیسے کلمہ طیب میں آگے پیچھے اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اور درمیان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام پہلے جملے میں حضور علیہ السلام کی شفاعت کبریٰ کا ذکر ہوا۔ کہ قیامت میں اس وقت اگر کوئی ذاتِ کریم بارگاہِ الٰہی میں شفاعت فرمانے والی ہے۔ تو وہ صرف محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے۔ دوسرے جملے میں ارشاد ہوا۔ کہ وہ شفیع المذنبین ان لوگوں کے آگے پیچھے کے حالات جانتے ہیں۔ یعنی یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ دنیا میں کس حال پر تھے۔ مسلمان تھے یا کافر۔ منافق تھے یا موافق۔ اور یہ بھی جانتے ہیں۔ کہ آئندہ ان کا کیا حال ہوگا۔ جہنمی ہیں یا کہ جنتی۔ اگر جہنمی ہیں تو کس طبقے کے لائق ہیں۔ اور اگر جنتی ہیں۔ تو کس درجہ میں رکھے جائیں گے۔ جنت الفردوس میں یا جنتِ عدن میں۔ یا کسی اور جگہ۔ اور یہ جاننا ضروری بھی ہے

کیونکہ اگر (طبیب) مریض کی مرض کو نہ پہچانے اور یہ نہ سمجھ سکے۔ کہ مریض قابلِ علاج ہے۔ یا نہیں۔ تو (طبیب) اس کا علاج کیسے کرے گا۔

اسی طرح اگر شفیع المذنبین قابلِ شفاعت اور ناقابلِ شفاعت کو نہ پہچانے تو وہ شفاعت کیسے فرمائیں گے دنیا میں بھی حضور علیہ السلام نے بہت سے لوگوں کے جہنمی یا جنتی ہونے کی خبر دے دی۔ عشرہ مبشرہ حضرت فاطمہ زہرا حضراتِ حسنین کے جنتی ہونے کے علاوہ یہ بھی فرمایا۔ کہ حضرتِ فاطمہ زہرا جنتی بیبیوں کی سردار ہیں۔ جہاد میں ایک مسلمان بہت شدت سے کافروں کو مار رہا تھا۔ بعض صحابۂ کرام نے اس کی تعریف کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ سب کچھ ہے۔ مگر وہ جہنمی ہے۔ آخر کار اُس نے خودکشی کی۔

حدیث ۳۵ (مشکوٰۃ باب الایمان بالقدر) مسلم شریف وغیرہ میں ہے۔ کہ ایک بار حضور علیہ السلام اپنے دونوں ہاتھوں میں دو کتابیں لئے ہوئے صحابہ کرام کی مجلس میں جلوہ گر ہوئے۔ اور فرمایا کہ اس کتاب میں تو جنتی لوگوں کے نام، ان کے باپوں کے نام اور ان کے قبیلوں کا ذکر ہے۔ اور دوسری میں دوزخیوں کے نام اور قبیلے وغیرہ مذکور ہیں۔ آخر میں ان کا ٹوٹل لگا دیا گیا ہے۔ کہ کُل جنتی اتنے اور کل دوزخی اتنے۔

تفسیر نیشاپوری ۲۱ میں اس آیت کے ماتحت ہے۔

یعلم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما بین ایدیھم من اولیات الامر قبل الخلائق وما خلفھم من احوال القیامۃ = یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے پہلے کے اولی معاملات بھی جانتے ہیں۔ اور جو مخلوق کے بعد قیامت

کے احوال ہیں وہ بھی جانتے ہیں۔

روح البیان یہی آیت = یعلم محمد علیہ السلام ما بین ایدیھم من الامور الاولیات قبل الخلائق وما خلفھم من احوال القیامۃ وفزع الخلق وغضب الرب:
یعنی حضور علیہ السلام مخلوق کے پہلے کے حالات جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کے واقعات اور ان کے پیچھے کے حالات بھی جانتے ہیں۔ قیامت کے احوال مخلوق کی گھبراہٹ اور رب تعالیٰ کا غضب وغیرہ =

تیسرا جملہ:۔ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ =

یعنی اور وہ نہیں پاتے اس کے علم میں مگر جتنا وہ چاہے۔

تفسیر روح البیان ۲۲ اسی آیت کے ماتحت یحتمل ان تکون الھاءُ کنایۃً عنہ علیہ السلام یعنی ھو شاھدٌ علےٰ احوالھم یعلم ما بین ایدیھم من سیرھم ومعاملاتھم وقصصھم وما خلفھم من الامر الاخرۃ واحوال اھل الجنۃ والنار وھم لا یعلمون شیئً من معلوماتہ الا بماشاء من معلوماتہ علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ الجُرُد وعلم الانبیاء من علم نبینا علیہ السلام بھذا المنزلۃ وعلم النبینا من علم الحق سبحانہ بھذ المنزلۃ فکل رسولٍ ونبیٍّ وولیٍّ اخزون بقدرالقابلیۃ والاستعداد مما لدیہ ولیس لاحد ان یعدو او یتقدم علیہ:

یعنی = اس ضمیر میں حضور علیہ السلام مراد ہوں۔ حضور علیہ السلام لوگوں کے حالات کو مشاہدہ فرمانے والے ہیں۔ اور ان کے سامنے کے حالات جانتے ہیں۔ ان کے اخلاق کے معاملہ میں اور ان کے قصے وغیرہ ان کے پیچھے کے حالات جانتے ہیں۔

آخرت کے احوال جنتی و دوزخی لوگوں کے احوال، اور وہ لوگ حضور علیہ السلام کے معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جانتے۔ مگر اسی قدر جتنا حضور چاہیں۔

اولیاء اللہ کا علم علم انبیاء کے سامنے ایسا ہے۔ جیسے ایک قطرہ سات سمندروں میں سے۔ اور انبیاء کا علم حضور علیہ السلام کے علم کے سامنے اسی درجہ کا ہے۔ اور ہمارے حضور علیہ السلام کا علم رب العٰلمین کے علم کے سامنے اسی درجہ کا۔

پس ہر نبی اور ہر رسول اور ہر ولی اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق حضور سے ہی لیتے ہیں۔ اور کسی کو یہ ممکن نہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کے آگے بڑھ جائے۔

ثابت ہوا۔ کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو کوئی نہیں پاسکتا۔ مگر جس کو جس قدر حضور علیہ السلام ہی دینا چاہیں۔ تو عطا فرمائیں۔ لہٰذا از حضرت آدم تا روز قیامت جس کو جسقدر علم ملا وہ حضور علیہ السلام کے علم کا قطرہ ہے۔ اس میں حضرت آدم اور فرشتوں کا علم بھی شامل ہے۔

آیت ۳۳ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ؕ یعنی اور اے محبوب تم کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ (تفسیر مدارک)

تفسیر ۲۳ اسی آیت کے ماتحت ہے۔ اَیْ شَاھِدًا عَلٰی مَنْ اٰمَنَ بِالْاِیْمَانِ وَعَلٰی مَنْ کَفَرَ بِالْکُفْرِ وَعَلٰی مَنْ نَافَقَ بِالنِّفَاقِ یعنی حضور علیہ السلام گواہ ہیں۔ مومنوں پر ان کے ایمان کے اور کافروں پر اُن کے کفر کے۔ منافقوں پر ان کے نفاق کے۔

تفسیر نیشاپوری ۲۴ اسی آیت کے ماتحت۔ لِاَنَّ الرُّوْحَ ھُوَ علیہ السلام لشاھدٌ علٰی جمیع الارواح والقلوب والنفوس بقولہ علیہ السلام۔ اول ما خلق اللہ نوری۔ یعنی اس لئے کہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک تمام روحوں، دلوں اور نفسوں کو دیکھنے والی ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے جو پہلے پیدا فرمایا وہ میرا نور ہے۔ جاننا چاہیئے۔ کہ گذشتہ پیغمبروں اور ان کی امتوں کے تمام حالات حضور علیہ السلام نے دیکھے تھے۔ اور اب بھی اپنی امت کے تمام حالات دیکھ رہے ہیں۔ اور آپ کی گواہی دیکھی ہوئی ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ تو جانتا ہے۔ کہ نبی سچے ہیں۔ مگر پھر بھی گواہیاں لے کر فیصلہ فرماتا ہے۔ اسی طرح اگر حضور علیہ السلام مقدمات میں تحقیقات فرمائیں اور گواہیاں لیں تو اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ حضور علیہ السلام کو خبر نہ ہو۔ بلکہ مقدمات کا قاعدہ یہی ہوتا ہے۔ ان آیتوں اور ان تفاسیروں سے خوب ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے یہ تمام علوم اپنے محبوب علیہ السلام کو دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے عطا فرما دیئے

تھے۔ اسلئے حضور علیہ السلام کی روح مبارک تمام روحوں، دلوں اور نفسوں کو دیکھنے والی ہے۔ ....

.... کیونکہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک کو اللہ تعالیٰ عزّوجل نے نبوت کا تاج عطا فرما دیا تھا۔ اور نبوت کے معنی ہی یہی ہیں۔ کہ علم غیب کا جاننا۔

آیت ۳۷ پارہ ۲۸ سورۃ الحشر = وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا = یعنی جو کچھ تمہیں رسول اللہ عطا فرمائے۔ وہ لے لو۔ اور جس سے منع فرمائے اس سے باز رہو۔

حدیث ۳۶ = ابوداؤد و ترمذی وغیرہ فرماتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم سن لو مجھے قرآن شریف کے ساتھ اس کا مثل ملا۔ یعنی حدیث!

وَاِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ مِثْلُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ۔ یعنی جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا۔ وہ بھی اس کی مثل ہے جیسے اللہ عزّوجل نے حرام کیا۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں :—

قد اشتھر اطلاقہٗ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم لِاَنَّہٗ شرعَ الدین والاحکام = یعنی محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو شارع کہا مشہور و معروف ہے۔ اسلئے۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے دینِ متین و احکام دین کی شریعت نکالی۔

علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفا تی۔

امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی شرح میں ہے

نَبِیُّنَا الْاٰمِرُ النَّاهِیْ فَلَا اَحَدٌ　　اَبَرُّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْهُ وَلَا نَعَمٖ

یعنی ہمارے نبی صاحب امرونہی تو اس سے زیادہ ہاں اور نہ فرمانے میں کوئی سچا نہیں۔　نیز فرماتے ہیں۔

معنیٰ، نبینا الآمر انہ لاحاکم سِواہ　صلے اللہ علیہ وسلم فھو حاکم غیر محکومٍ

یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ حضور حاکم ہیں۔ حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں ہے۔ نہ وہ کسی کے محکوم صلے اللہ علیہ وسلم ذکرہ فی فضل جودہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

اس آیت، حدیث و قول سے ثابت ہوا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے شرع کے ہر حکم کا کلی اختیار عطا فرمادیا۔ حضور علیہ السلام کی مرضی ہے۔ کہ جس پر جو حکم فرض فرمائیں۔ اور جس شخص کو جس بات سے منع فرمائیں حضور علیہ السلام کے ہر حکم کی فرمانبرداری مسلمانوں پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ عزوجل کا امر ہے۔ کہ اے مسلمانو جو کچھ تم کو محبوب علیہ السلام عطا فرمائیں لے لو۔ اور جس سے منع فرمائیں۔ باز رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز ہر وقت ہر شخص کو حضور علیہ السلام عطا فرماتے ہیں۔ اس میں نعمتیں اور خزانے علمِ ظاہری و علمِ غیب سب شامل ہیں۔ حضور علیہ السلام کل عالم میں حاکم ہیں۔ ساری مخلوق میں حضور علیہ السلام کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ جو نعمت جس کو ملتی ہے حضور کی سرکار سے اور جو علم جس کو عطا ہوتا ہے۔ حضور کے

دربار سے۔ منکر مانیں یا نہ مانیں۔ مالکِ دوجہاں ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو قرآنِ پاک عطا فرمایا۔ اور قرآنِ پاک کا سارا علم جو لوح محفوظ کی تفسیر ہے۔ کان وما یکون ہر ذرہ ذرہ کا علم موجود ہے۔

حضور نے فرمایا۔ کہ اس قرآن پاک کے علاوہ مجھے حدیث پاک کا علم بھی اللہ تعالیٰ عزوجل نے عطا فرمایا ہے۔ جو امر مسلمانوں پر قرآنِ پاک کے ذریعہ سے فرض ہوا ہے۔ محبوب علیہ السلام کی زبان مبارک سے فرض ہوا ہے۔ اور منکر کہتے ہیں۔ کہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو علم ملا ہے۔ وہ وحی ہے۔ بواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اور بغیر واسطہ جبرئیل علیہ السلام کے کسی کو وحی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی علم ملا ہے۔ اور جو علم بواسطہ جبرئیل علیہ السلام جس کو ملا ہے۔ وہ علم ظاہر ہے غیب نہیں۔

منکر بالکل غلط اور جھوٹ کہتے ہیں۔ قرآن پاک کا صاف انکار کرتے ہیں۔ جو بات قرآن پاک میں ثابت ہوئی ہے۔ اس کو کیوں غلط بیان کرتے ہیں۔ ان کے عقلوں اور دماغوں کو کیا ہوگیا ہے۔ یہ تو قرآن پاک سے صاف ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے بغیر واسطہ جبرئیل علیہ السلام کے انبیاء کرام کو بھی وحی فرمائی۔ اور انبیاء کرام کے سوا بھی اللہ تعالیٰ نے جس سے چاہا کلام فرمایا۔ وحی فرمائی اور علم عطا فرمایا۔ اور بغیر واسطہ جبرئیل علیہ السلام کے جس کو جو وحی ہوئی ہے۔ اس کو الہام کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ دل میں القاء فرما دیتا ہے۔ اس کا ثبوت آگے آتا ہے۔

آیت ۳۵ پارہ ۲۵ = وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ = یعنی اور نہیں طاقت آدمی کو کہ بات کرے اس سے اللہ۔ مگر جی میں ڈال دیتا ہے۔ یا پیچھے پردے کے سے یا بھیجے فرشتہ۔ پس جی میں ڈال دیوے ساتھ حکم اس کے کے۔ جو کچھ چاہا اللہ نے

اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنی مخلوق سے تین طرح کلام فرمانے کا ذکر فرمایا۔ ۱ جی میں ڈال دینا۔ اسکو الہام کہتے ہیں۔ ۲ دوسرا پردے کے پیچھے جس طرح موسیٰ علیہ السلام سے کلام ہوئی = ۳ تیسرا فرشتے کے ذریعہ یعنی بواسطہ جبرئیل علیہ السلام =

خوب ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل بغیر واسطہ جبرئیل علیہ السلام جس سے کلام فرمانا چاہے کلام فرماتا ہے۔

آیت ۳۶ پارہ ۲۷ سورۃ النجم

فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى = یعنی ہم نے وحی کی طرف اپنے خاص بندے کے۔

جو بھی وحی کی اس وحی سے مراد ہے۔ شب معراج میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ عزوجل نے بلا واسطہ کلام فرمائی۔ فرمایا میں نے اپنے محبوب علیہ السلام سے کلام فرمائی۔ جو بھی کلام فرمایا۔ کسی کو کیوں بتاؤں۔

آیت ۳۷ پارہ ۱۶ سورۃ الکہف =

قُلْنَا يٰذَا الْقَرْنَيْنِ اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَاِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ حُسْنًا ؕ

یعنی ہم نے ذوالقرنین کو الہام کیا۔ کہا کہ اے ذوالقرنین خواہ سزا دو۔ اور

خواہ ان کے بارے میں نرمی کا معاملہ اختیار کرو۔

یہاں ذوالقرنین کو اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے الہام فرمایا۔

آیت ۳۸۔ پارہ ۱۴ سورۃ النحل =

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ

یعنی = اور وحی کی پروردگار تیرے نے طرف مکھی شہد کی کے یہ کہ پکڑ پہاڑوں سے گھر اور درختوں، اور اس چیز سے کہ بلند کرتے ہیں یعنی لوگ جو عمارتیں بناتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے شہد کی مکھی کی طرف بھی وحی فرمائی۔ اس وحی سے بھی یہی مراد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کے جی میں یہ بات ڈالی۔

آیت ۳۹:۔ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا =

اور ان کو اپنا علم لدنی عطا کیا۔

یعنی حضرت خضر علیہ السلام کو:۔

تفسیر ۲۵ بیضاوی شریف یہی آیت = اَیْ مِمَّا یَخْتَصُّ بِنَا وَلَا یَعْلَمُ اِلَّا بِتَوْفِیْقِنَا وَھُوَ عِلْمُ الْغَیْبِ = یعنی حضرت خضر علیہ السلام کو وہ علم سکھائے جو ہمارے ساتھ خاص ہیں۔ بغیر ہمارے بتائے کوئی نہیں جانتا۔ اور وہ علم غیب ہے۔

تفسیر ۲۶ = ابن جریر میں سیدنا عبداللہ بن عباس سے روایت ہے:۔ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِیْعَ مَعِیَ صَبْرًا۔ کَانَ رَجُلًا یَعْلَمُ عِلْمَ الْغَیْبِ قَدْ عَلِمَ ذٰلِكَ = یعنی حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام سے۔ کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کر سکو گے۔ وہ خضر علم غیب جانتے تھے؟ کہ انہوں نے یہ جان لیا

یعنی موسےٰ علیہ السلام صبر نہ کر سکیں گے۔

تفسیر ۲۷ روح البیان یہی آیت :- هُوَ عِلْمُ الْغَيْبِ وَ الْاَخْبَارُ عَنْهَا بِاِذْنِهٖ تَعَالٰی مَا ذَهَبَ اِلَيْهِ ابْنِ عباس۔ یعنی حضرت خضر علیہ السلام کو لدنی علم سکھایا گیا۔ وہ علم غیب ہے اور اس غیب کی خبر دیتا ہے۔ خدا کے حکم سے۔

جیسا کہ اس طرف ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے ہیں۔

تفسیر ۲۸ مدارک یہی آیت ۔ یعنی اَلْاَخْبَارُ بالغیوب وقیل العِلم اللدنی = مَا حصل للعبد بطریق الہام = یعنی حضرت خضر علیہ السلام کو غیب کی خبریں دیں۔ اور کہا گیا کہ علم لدنی وہ ہوتا ہے جو بندہ کو الہام کے طریقہ پر

تفسیر ۲۹ خازن یہی آیت = اَیْ عِلْمُ الْبَاطِنِ اِلْهَامًا = یعنی خضر علیہ السلام کو علم باطن الہام کے طریقہ پر عطا فرمایا۔

لہٰذا۔ یہاں علم غیب بھی ثابت ہوا۔ اور یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ بلاواسطہ جبرئیل علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ نے جس سے چاہا وحی فرمائی۔ الہام کے طریقہ پر یعنی دل میں اِلقاء فرمایا۔

حدیث ۳۷ :- بخاری شریف حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ :- لقد خطبنا النبی صلے اللہ علیہ وسلم خطبتاً ماترک فیہا شیئاً الی قیام الساعۃ الا ذکرہ علمہ من علمہ وجہلہ من جہلہ ان کنت لاریٰ الشیٔ قد نسیت فاعرف ما یعرف الرجل اذا غاب عنہ فراٰہ فعرفہ = یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ سنایا۔ اور قیامت تک جو باتیں ہونے والی

ہیں سب کا بیان فرمایا۔ کسی چیز کو نہ چھوڑا۔ تو جس کو یاد رکھنا تھا۔ اُس نے اس کو یاد رکھا۔ اور جس کو بھُولنا تھا وہ اس کو بھُول گیا۔ اور میں جس بات کو بھول گیا۔ اسکو دیکھ کر اس طرح پہچان لیتا ہوں۔ جس طرح کسی کا آدمی غائب ہو جائے۔ پھر جب وہ اس کو دیکھے پہچان لیتا ہے۔

حدیث ۱۳۵ بخاری شریف، کتاب بدءُ الخلق اور مشکوٰہ جلد دوم باب بدءُ الخلق وذکر الانبیاء میں حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قام فینا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مقامًا فاخبرنا عن بدءُ الخلق حتیٰ دخل اہل الجنۃ منازلھم واہل النار منازلھم حفظ ذٰلک مَن حفظہٗ ونسیہٗ مَن نسیہ۔ یعنی محبوب علیہ السلام نے ہم میں ایک جگہ قیام فرمایا۔ پس ہم کو ابتدائی پیدائش کی خبر دے دی۔ یہاں تک کہ جنتی لوگ اپنی منزلوں میں پہونچ گئے۔ اور جہنمی اپنی منزلوں میں، جس نے یاد رکھا۔ اس نے یاد رکھا۔ اور جو بھول گیا وہ بھول گیا۔

اسجگہ حضور علیہ السلام نے دو قسم کے واقعات کی خبر دی = عالم کی پیدائش کی ابتداء کس طرح ہوئی۔ پھر عالم کی انتہا کس طرح ہوگی۔ یعنی از روزِ ازل تا قیامِ قیامت ایک ایک ذرّہ ذرّہ قطرہ قطرہ بیان کر دیا۔ ثابت ہوا۔ کہ حضور علیہ السّلام کو یہ تمام علوم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائے ہیں۔ یہاں مُنکر مانیں یا نہ مانیں۔ وہاں روزِ قیامت میں سب مان لیں گے۔

حدیث ۳۹: بخاری شریف:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پکا ہوا گوشت آیا۔ اور وسعت کا گوشت آپکے سامنے کیا گیا۔ وہ آپکو بہت پسند تھا۔ تو آپ نے اسے دانتوں میں پکڑا۔ اور تناول فرماتے ہوئے فرمایا:—

انا سید الناس یوم القیامۃ وھل تدرون مما ذلک یجمع اللہ الاولین والاٰخرین فی صعید واحد... یسمعھم الداعی فینفذھم البصر۔ یعنی میں قیامت کے دن سب کا سردار ہوں۔ کیا تم جانتے ہو۔ کہ کس وجہ سے اسلئے کہ قیامت کے دن تمام پہلے پچھلے آدمی ایک جگہ اکٹھے ہوں گے۔ اور ہر ایک داعی کی آواز سن سکے گا۔ اور وہ دیکھ لے گا۔

حدیث طویل ہے۔ اس میں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا ذکر ہے۔ اور فرمایا محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ میدان میں لوگوں کو طرح طرح کی تکلیف ہوگی۔ اس وقت کہیں گے دیکھو کیسی تکلیف ہو رہی ہے۔ کوئی شفیع تلاش کریں۔ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس پہنچ کر عرض کریں گے۔ کہ آپ ہماری شفاعت کیجئے۔ آدم علیہ السلام جواب دیں گے۔ کہ مجھے اپنی جان کا خود خوف ہے۔ میں شفاعت نہیں کر سکتا۔ تو لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے یہی جواب ملے گا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس، پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس، اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچیں گے۔ مگر تمام انبیاء نفسی، نفسی، نفسی پکاریں گے۔ اور شفاعت کا تاج اللہ تعالےٰ نے

مجھے عطا فرما دیا ہے۔ اور یہی میں ہی اُس وقت سب کی شفاعت کروں گا۔
لہٰذا اُس وقت تمام لوگ قائل اور منکر سب کے سب حضور علیہ السلام کی سرداری اور مرتبہ مان لیں گے۔ اس دنیا میں کوئی تو محبوب علیہ السلام کے علمِ غیب کے منکر ہیں۔ اور کوئی حضور علیہ السلام کی شفاعت کے منکر ہیں۔ کوئی حضور علیہ السلام کے مرتبہ اور علم میں نقطہ چینی کرتے ہیں۔ مگر اُس دن سب کے سب مان لیں گے۔ کہ واقعی محبوب علیہ السلام دو عالم کے سردار اور اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ مگر وہاں ان کا یعنی منکروں کا ماننا کسی کام کا نہیں۔ لہٰذا اب بھی وقت ہے۔ کہ اس دنیا میں توبہ کر لیں۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آویں۔ حضور علیہ السلام کے علمِ غیب کو مان لیں۔ ورنہ قیامت میں اللہ تعالیٰ ان کے عذر قبول نہ کرے گا۔

حدیث نمبر ۴۶ = بخاری شریف = حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک روز محبوب صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے کچھ فرما رہے تھے۔ کہ ایک اعرابی نے آپ سے پوچھا۔ کہ قیامت کب ہو گی۔ آپ جب اپنی بات ختم کر چکے۔ تو فرمایا۔ سائل کہاں ہے۔ قیامت کے پوچھنے والا۔ سائل نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے ہی پوچھا تھا۔

قال فاذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ = یعنی
محبوب علیہ السلام نے فرمایا۔ جس وقت امانت ضائع کر دی جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

سائل نے عرض کی۔ امانت کا ضائع کرنا کس طرح ہو گا محبوب

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کام نا قابل کے سپرد کیا جائے تو قیامت کا انتظار کرنا۔

یہاں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے علم سے انکار نہیں فرمایا۔ بلکہ سائل کو اسکی سمجھ کے مطابق قیامت کی علامت بیان فرمائی۔

آیت نمبر ۲ = لَا تَسْئَلُوا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ =

تفسیر نمبر ۳ خازن اسی آیت کے ماتحت

حضور علیہ السلام منبر پر کھڑے ہوئے پس قیامت کا ذکر فرمایا۔ کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہیں۔ پھر فرمایا جو بات پوچھنا چاہتے ہو، پوچھ لو۔ قسم خدا کی جب تک ہم اس جگہ یعنی منبر پر ہیں" تم کوئی بات ہم سے نہ پوچھو گے۔ مگر ہم تم کو اس کی خبر دیں گے۔

ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ میرا ٹھکانا کہاں ہے؟ فرمایا جہنم! پھر عبداللہ بن حذافہ نے کھڑے ہو کر دریافت کیا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا حذافہ پھر بار بار فرماتے رہے۔ پوچھو! پوچھو!!۔

اس حدیث پاک سے ثابت ہوا۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام علوم اور کلی اختیار عطا فرمایا۔ جس سے جو غیب بتانا چاہیں بتا دیں۔ کسی سے فرمایا۔ کہ تمہارا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور کسی کو اس باپ کا پتہ بتایا۔ کہ تمہارا باپ فلاں ہے۔

حدیث نمبر ۷ مسلم شریف حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم ھٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ یَضَعُ یَدَہٗ عَلَی الْاَرْضِ ھٰہُنَا ھٰہُنَا قَالَ فَمَا مَاطَ اَحَدُھُمْ

عَنْ موضع ید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ۔ یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ یہ فلاں شخص کے گرنے کی جگہ ہے۔ اور اپنے دستِ مبارک کو اِدھر اُدھر زمین پر رکھتے تھے۔ راوی نے فرمایا۔ کہ کوئی بھی مقتولین میں سے حضور علیہ السلام کی جگہ سے ذرا بھی نہ ہٹے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ یہ غزوۂ بدر کا بیان ہے۔ اور یہ علوم خمسہ میں سے ہے۔ جس کی خبر حضور علیہ السلام جنگ بدر سے ایک روز پہلے ہی دے رہے ہیں۔

حدیث ۴۲ بخاری شریف) انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

قال اصابت الناس سنة على عهد النبی صلے اللہ علیہ وسلم فبينا النبی صلے اللہ علیہ وسلم يخطب فی يومِ الجمعة قام اعرابی فقال يا رسول الله هلك المالِ وجاع العيال فادعُ الله لنا فرفع يديهِ وَمَا نرى فی السماء قزعة فوالذی نفسی بيده مَا وضعهما حتى ثار السحاب امثالِ الجبال ثم لم ينزل عن منبره حتى رائيت المطر يتحادر على لحيته فمطرنا يوم ذالك و من الغد ومن بعد الغدِ والذی يليه حتى جمعة الاخرى قام ذالك الاعرابی او قال غيره فقال يا رسول اللهِ تهدّم البنا وغرق المال فادعُ الله لنا فرفع يديهِ يديهِ فقال اللّٰهم حوالينا ولا علينا فما يشير بيده الى ناحيةٍ من السحاب الا انفرجت وصارت المدينة مثل الجوبة

وسال الوادی قناۃ الشہراً ولم یجیٔ احدٌ من ناحیۃٍ الا حدث بالجود = یعنی

کہا ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں پر قحط سالی پڑی تو جمعہ کے دن اس حالت میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے کہا یا رسول اللہ مال تلف ہو گیا۔ اور کنبہ بھوکا ہے۔ آپ ہمارے لئے دعا فرمائیے۔ اس پر آپ نے اپنے دونو ہاتھ اٹھائے "جبکہ ہم اس وقت آسمان پر ابر کا ایک ٹکڑا بھی نہ دیکھتے تھے" قسم اس ذاتِ پاک کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ آپ اپنے ہاتھوں کو ابھی جھکانے نہیں پائے تھے کہ ابر پہاڑوں کی طرح گھر آیا۔ پھر آپ اپنے منبر سے نہیں اترے تھے۔ کہ میں نے مینہ آپکی ڈاڑھی مبارک سے ٹپکتے ہوئے۔ دیکھا۔ چنانچہ اس دن بھی ہم پر بارش ہوئی۔ اور دوسرے، تیسرے، چوتھے بلکہ سارا ہفتہ اسی طرح دوسرے جمعہ کو وہ اعرابی یا کوئی دوسرا شخص خطبہ کے وقت پھر کھڑا ہو گیا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ۔ مکان گر گئے۔ مال ڈوب گیا۔ اور لوگ پریشان ہیں۔ پس آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا فرمائیے۔

تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا اے اللہ ہمارے آس پاس مینہ برسا دے ہم پر نہ برسا۔ پھر آپ جس ابر کے ٹکڑے کی طرف اشارہ فرماتے تھے وہ ہٹ جاتا تھا۔ اور مدینہ طیبہ ابر سے صاف ہو کر مثل حوض کے ہو گیا۔ اور قناۃ نامی وادی

ایک مہینہ تک بہتی رہی۔ اور جو شخص کسی طرف سے آتا تھا
وہ بارش کی کیفیت بیان کرتا تھا ؛

حدیث ۴۳ بخاری شریف حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے. کہ مجھے اکثر ابو طالب کا شعر یاد آجاتا ہے۔ جبکہ میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کو دُعائے استسقار مانگتے ہوئے دیکھتا۔ پس آپ منبر سے نہ اترنے پاتے تھے. کہ تمام پرنالے بہنے لگتے تھے۔ وہ شعر ابو طالب کا یہ ہے۔

وأبیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامٰی عصمۃ للارامل

یعنی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم گورے رنگ کے ہیں. ان کے چہرے مبارک کے طفیل ابر سے پانی مانگا جاتا ہے۔ وہ یتیموں کی پرورش کرنے والے ہیں۔ اور. بیوہ عورتوں کی جائے پناہ ہیں۔

حدیث ۴۴ بخاری شریف:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے. کہ حضور علیہ السلام نے مرض الموت میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر کچھ آہستہ آہستہ فرمایا تو وہ رونے لگیں. پھر دوبارہ...... حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے کہا. کہ اوّل آپ نے فرمایا تھا. کہ اسی مرض میں میری وفات ہوگی۔ یہ سُن کر میں رونے لگی۔ دوسری مرتبہ آپ نے یہ فرمایا ؎ اے فاطمہ میرے بعد اہل بیت سے پہلے تیری روح قبض ہوگی. یہ سُن کر میں خوش ہوئی۔ اور ہنسنے لگی۔

بلا کر آہستہ آہستہ فرمایا تو وہ ہنسنے لگیں. ہم حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اس کی بابت ہم

حدیث بخاری شریف ۵

حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ کہ میں نے محبوب علیہ السلام سے سُنا ہے۔ کہ نبی کو اختیار دیا جاتا ہے۔ چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے آخرت کو پسند کرے۔ ان احادیث میں محبوب علیہ السلام کا علمِ غیب، غیوبِ خمسہ بھی ثابت ہوا۔ وہ پانچ غیوب جن کا آیت شریف میں ذکر ہے۔ یعنی قیامت کب آئے گی۔ مینہ کب اور کہاں اور کتنا برسے گا۔ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے۔ کل کیا ہوگا۔ فلاں کہاں مرے گا۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے ان پانچ غیوب میں کسی کو باقی نہیں چھوڑا۔ مگر سب کا بیان فرما دیا۔ قیامت کب آئے گی؟ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا۔ کہ جب کام نا قابل کے سپرد کیا جائے۔ تو قیامت کا انتظار کرنا۔ لوگوں کو اُنکی سمجھ کے مطابق ارشاد فرمایا۔ اور بے شمار علاماتِ قیامت حضور علیہ السلام نے بتلائے۔ صرف تاریخ نہیں فرمائی۔ کیونکہ اس میں ہزارہا حکمتیں تھیں۔ اگر عام لوگوں کو قیامت کی تاریخ بتا دی جاتی، تو دنیاوی نظام میں خلل آجاتا۔ قیامت تو قیامت ہے۔ بلکہ قیامت سے پہلے اور قیامت کے بعد ہر ذرہ ذرہ، قطرہ قطرہ اور قیامت کی تاریخ وغیرہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کا علم ہے۔ ہاں مگر یہ حضور کی مرضی ہے۔ کہ جسے جس غیب کا علم بتا دیں۔ اور جس سے جس غیب کو چھپا رکھیں۔ مینہ کب برسے گا اور

کہاں برسے گا. جہاں حضور علیہ السلام فرمائیں وہاں برسے گا.
جیساکہ ابر کو ارشاد فرماتے تھے. اور وہ حکم کی تعمیل کرتا تھا. مادہ کے
پیٹ میں کیا ہے؟ مادہ کا پیٹ تو مادہ کا پیٹ ہے. حضور علیہ السلام
نے تو ہمبستری کی بھی خبر دے دی. فرمایا. کہ تیرا باپ فلاں
ہے. ایسا کون کہہ سکتا ہے. اگر حال روشن نہ ہو کل کیا ہوگا.
حضور علیہ السلام نے فرمایا. کہ فلاں، فلاں، فلاں شخص کل مرینگے.
کہاں مریں گے. "غزوہ بدر" میں. یہ تو مرنا ہے. یہاں تو
حضور کے اختیار میں ہے. کہ جب تک چاہیں دنیا میں رہیں.
اور جب چاہیں آخرت کو پسند فرمائیں. اور بی بی فاطمہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تو فرما دیا. کہ اس مرض میں میں وفات
پاؤں گا. اور اہلِ بیت میں سب سے پہلے آپ کی وفات ہوگی.
مگر فرمایا آہستہ آہستہ کہ عام لوگوں کو بتانا منظور نہیں تھا.

اس سے صاف معلوم ہوا. کہ ان پانچ غیوب میں سے
کوئی غیب بھی حضور علیہ السلام سے چھپا نہیں. اور یہ بھی ثابت ہوا. کہ
جس سے جو غیب پوشیدہ رکھیں. یا جسے حضور غیب بتائیں؟. حضور
علیہ السلام کی مرضی ہے.

علامہ حسن بن علی مدابغی حاشیہ فتح المبین امام ابن حجر مکی اور
فاضل ابن عطیہ فتوحاتِ وہابیہ شرح اربعین امام نووی میں نبی کریم
صلے اللہ علیہ وسلم کو علمِ قیامت عطا ہونے کے باب میں فرماتے ہیں:-

الحق کما قال جمع ان اللہ سبحٰنہٗ و تعالیٰ لم
یقبض نبینا صلے اللہ علیہ وسلم حتی اطلعہ علی

كل ما ابهم انه الا اته امر بكتمه بعض الا علام مبعض = یعنی حق مذہب وہ ہے۔ جو ایک جماعتِ علماء نے فرمایا کہ اللہ عزّ وجل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ حضور سے مخفی رہا تھا۔ اُس سب کا علم حضور کو عطا فرما دیا۔ ہاں بعض علوم کی نسبت حضور کو حکم دیا۔ کہ کسی کو نہ بتائیں۔ اور بعض کے بتانے کا حکم فرمایا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام علوم کان وما یکون ہر ذرہ ذرہ قطرہ قطرہ اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ ایسی کوئی شے باقی نہیں رہی جس کا علم حضور علیہ السلام کو نہ دیا گیا ہو۔

ابریز شریف میں ہے:۔ كيف يخف امر الخمس عليه صلے الله عليه وسلم والواحد من اهل التصرف من امته الشريفة لا مكنه التصرف الا بمعرفة هذا الخمس = یعنی حضور علیہ السلام سے یہ پانچ غیب کیونکر چھپے رہیں۔ حالانکہ حضور کی امت شریف میں جو اولیاء کرام اہلِ تصرف ہیں۔ کہ عالم میں تصرف فرماتے ہیں۔ وہ جب تک ان پانچوں غیبوں کو جان نہ لیں تصرف نہیں کر سکتے۔

حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں ذکر کیا امام اجل سیدی علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

بیس رجلٌ من بغدا بصرہ الی خارج هذا الوجود

کلہ وھناك یعرف قدر عظمۃ موجدہٖ سبحٰنہٗ وتعالیٰ
یعنی مرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ
میں ہے آسمان. جنت ونار یہی چیزیں محدود ومقید کر لیں.
مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گذر جائے.
وہاں اسے موجدِ عالم سبحٰنہٗ تعالیٰ کی عظمت کی قدر کھلے گی.
حدیث مشکوٰۃ شریف ۴۶۷ کتاب الفتن باب الملاحمؔ فصل اول میں
مسلم سے بروایت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔ ہے
اِنّی لاعرف اسماء ھم واسماء اٰباءھم والوان
خیولھم خیر فوارس او من خیر فوارس علے
ظھرِ الارض = یعنی ہم ان کے دجال
سے لڑنے والوں کے نام اُن کے دادوں کے نام انکے
گھوڑوں کے رنگ پہچانتے ہیں۔ وہ روئے زمین پر
بہترین سوار ہیں ۔
حدیث زیر مرقاۃ میں فرماتے ہیں :۔
فیہ مع کونہ من المعجزات دلالۃٌ علیٰ ان علمہٖ
علیہ السلام محیطٌ بالکلیاتِ والجزئیاتِ من الکائناتِ
وغیرھا۔ یعنی اس حدیث معجزہ ہونے کے ساتھ. اس پر
بھی دلالت ہے. کہ حضور علیہ السلام کا علم کُلی اور جُزی
واقعات کو گھیرے ہوئے ہے.
میرے پیارے بھائیو خیال فرمائیے. کہ آئندہ جب
دجال سے جو لوگ لڑیں گے. ان کے اور ان کے باپ دادوں کے

تمام ان کے گھوڑوں کے رنگ اور یہ کہ وہ اُس وقت روئے زمین پر بہترین سوار ہوں گے۔ حضور علیہ السلام نے ہر شئے کی پہلے ہی خبر دے دی۔

حدیث ۲۷ مشکوٰۃ شریف، عبدالرحمٰن بن عیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں۔ جس کا اس کتاب میں پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔ کہ حضور نے فرمایا:۔

فعلمت ما فی السمٰوٰتِ والارض: یعنی

ہم نے جان لیا جو کچھ بیچ آسمانوں کے ہے۔ اور جو کچھ بیچ زمینوں کے ہے۔

اس حدیث کے نیچے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ یعنی اس فیض کے پہنچنے سے ہم نے تمام چیزیں جان لیں۔ جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں۔ یعنی آسمان و زمین میں وہ چیزیں جو اللہ نے بنائیں، فرشتے اور درخت وغیرہ۔ یہ آپ کے اُس وسیع علم کا بیان ہے جو اللہ نے آپ پر ظاہر فرمایا۔ ابنِ حجر نے فرمایا کہ جان لی وہ تمام مخلوقات، جو آسمانوں، بلکہ جو اُس کے اوپر ہے۔ جیسا کہ حدیثِ معراج سے معلوم ہوتا ہے۔ اور زمین میں ہے۔ اور تمام وہ چیزیں جو ساتوں زمینوں، بلکہ اُس سے نیچے ہیں۔ جیسا کہ ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے۔ جن میں حضور علیہ السلام نے گائے اور مچھلی کی خبر دی۔ جن پر زمینیں قائم ہیں۔

جاننا چاہیئے۔ کہ ساتوں زمینوں اور ساتوں آسمانوں اور ان کے اندر جو کچھ ہے۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم، کے واسطے پیدا فرمائے ہیں۔ تو جو چیز حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پیدا کی گئی ہو اُس کا علم حضور علیہ السلام سے کیونکر چھپا رہے۔

محبوب صلے اللہ علیہ وسلم رحمۃ اللعالمین ہیں۔ عالم میں ہر شے کو اپنی رحمت کا فیض پہنچاتے ہیں۔ جس مخلوقات کا پروردگار عالم رب العالمین ہے۔ ان کا محبوب صلی اللہ علیہ وسلم رحمت اللعٰلمین ہے۔ یہاں تو محبوب علیہ السلام کی تمام مخلوقات پر ملکیت ثابت ہوگئی

یعنی اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو ہر شئے کا اختیار عطا فرما دیا ہے۔ نفع کی کنجیاں، نصرت کی کنجیاں۔ نبوت کی کنجیاں، جنت کی کنجیاں دوزخ کی کنجیاں گویا ہر شئے کی کنجیاں محبوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیے ہیں۔ اور نبوت کے معنے ہی یہی ہیں۔ کہ علمِ غیب کا جاننا — تو

مطلب یہ ہوا۔ کہ علمِ غیب کی کنجیاں حضور علیہ السلام کو عطا ہوئی ہیں۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی مرضی ہے۔ جسے جتنا چاہیں عطا فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرے محبوب علیہ السلام، لوگوں کو غیب کے بتانے میں بخل نہیں۔

اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزّ و جل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو کان و ما یکون کا سارا علم غیب عطا فرمایا ہے اور اختیار بھی عطا فرمایا ہے۔ کہ جسے جتنا چاہیں عطا فرمائیں۔

قصیدہ بردہ میں ہے :—

فَاِن مِن جودك الدنیا وضرتها ومن علومِك عِلمُ اللوح والقلم۔ یعنی دنیا و آخرت آپ ہی کے کرم سے

ہے۔ اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا بعض حصّہ ہے۔

شرح قصیدہ بردہ مصنفہ علامہ ابراہیم بیجوری میں اس شعر کے نیچے ہے:۔

فان قیل اذا کان علم اللوح والقلم بعض علومہ علیہ السلام فما البعض الآخر اُجیب بانّ البعض الاخر ھو ما اخبرہ اللہ تعالیٰ من احوال الآخرۃ لان القلم انما کتب فی اللوح ما ھو کائن الیٰ یوم القیمۃ ۔ یعنی

اگر کہا جائے کہ جب لوح و قلم کا علم حضور علیہ السلام کے علوم کا بعض حصّہ ہوا۔ تو دوسرے بعض کون سے علوم ہیں۔ جواب دیا جائیگا۔ کہ وہ بعض آخرت کے حالات کا علم ہے۔ جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو دی۔ کیونکہ قلم نے تو لوح میں وہی لکھا ہے۔ جو قیامت تک ہونے والا ہے:

ملا علی قاری حل العقدہ شرح قصیدہ بردہ میں اس شعر کے نیچے فرماتے ہیں:۔

وکون علومھما من علومہ علیہ السلام ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق و معارف و عوارف تتعلق بالذات والصفات وعلمھما یکون نھراً من بحور علمہ وحرفا من سطور علمہ ۔ یعنی

لوح و قلم کے علم حضور علیہ السلام کے علوم کے بعض اس لئے ہیں۔ کہ حضور کے علم منقسم ہیں۔ جزئیات اور کلیات اور معرفت اور ان معرفتوں کی طرف جن کا تعلق ذات اور صفات سے ہے۔ لہذا لوح و قلم کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے دریاؤں کی ایک نہر ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے علم کی سطروں کا ایک حرف ہے۔

امام بوصیری صاحب اپنے دوسرے قصیدہ ام القرٰی میں فرماتے ہیں:-

وسع العالمین علمًا وّحلیمًا۔ فهو بحرٌ لم تعیها الاعیاءُ = یعنی حضور علیہ السلام نے اپنے علم و اخلاق سے جہانوں کو گھیر لیا۔ پس آپ ایسے سمندر ہیں۔ کہ اُسکو گھیرنے والے نہ گھیر سکے۔

شیخ سلیمان جمل اس شعر کی شرح فتوحات احمدیہ میں فرماتے ہیں:-

ای وسع علمہٗ علوم العالمین الانس والجن والملٰئکۃ لان اللّٰہ تعالٰی اطلعہٗ علی العالم کلہ فعلم علم الاولین والاٰخرین وما کان وما یکون وحسبک علمہٗ علمِ القراٰن وقد قال اللّٰہ تعالٰی مَا فرطنا فی الکتاب من شیئٍ = یعنی آپکا علم تمام جہانوں یعنی جن انسان اور فرشتوں کے علم کو گھیرے ہوئے ہے۔ کیونکہ رب تعالٰی نے آپکو

تمام عالم پر خبردار فرمایا۔ پس اگلے پچھلوں کا علم سکھایا اور ماکان و ما یکون بتایا۔ اور حضور علیہ السلام کے علم کے لئے علم قرآن کافی ہے۔ کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی =

امام ابن حجر مکی اس شعر کی شرح افضل القریٰ میں فرماتے ہیں :—

لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم الاولین والاخرین وماکان وما یکون = یعنی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام جہانوں پر خبردار فرمایا۔ پس آپ نے اولین و آخرین کو اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہو گا۔ اس کو جان لیا۔

امام بوصیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں۔

وکلہم من رسول اللہ ملتمس ۔ غرفاً من البحر او رشفاً من الدیم = یعنی۔
تمام رسول حضور علیہ السلام سے لینے والے ہیں۔ سمندر سے ایک چلو یا تیز بارش سے ایک چھینٹا =

علامہ خرپوتی شرح قصیدہ بردہ میں اس شعر کے ماتحت فرماتے ہیں :—

ان جمیع الانبیاء کل واحد منہم طلبوا واخذوا العلم من علمہ علیہ السلام الذی کالبحر فی السعۃ والکرم من کرمہ علیہ السلام

مُفِیضٌ وھم مُستفاضون لانہٗ تعالیٰ خلق ابتداء روحہٗ علیہ السّلام ووضع علوم الانبیاءِ وعلم ماکان ومایکون ثم خلقہم فاخذوا علومھم منہ علیہ سلامٌ ۔ یعنی =

ہر نبی نے علم حضور علیہ السلام کے اُس علم سے مانگا۔ اور لیا جو وسعت میں سمندر کی طرح ہے۔ اور سب نے حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس کرم سے کرم حاصل کیا جو تیز بارش کی طرح ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام فیض دینے والے ہیں۔ اور وہ نبی فیض لینے والے۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے اوّل حضور کی روح مبارک پیدا فرمائی۔ پھر اُس روح میں نبیوں کے۔ اور ماکان دمایکون کے علوم رکھے۔ پھر ان رسولوں کو پیدا فرمایا۔ پس ان سب نے علوم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لئے ؂

مولانا بحر العلوم عبد العلی لکھنوی علیہ الرحمۃ خطبہ میرزاہد رسالہ میں فرماتے ہیں۔

علمہٗ علوم ما اقتوی علیہ العلم الاعلےٰ وما ستطاع علےٰ احاطتہا اللوح الارض کم یلد الدھر مثلہٗ من الازل ولم یولد الی الابد فلیس لہٗ من فی السمٰوٰت والارض کفواً احد = یعنی

حضور علیہ السلام کو رب نے وہ علم سکھائے۔ جن پر علمِ اعلیٰ بھی مشتمل نہیں۔ اور جس کے گھیرنے پر لوح محفوظ قادر

نہیں۔ نہ تو آپکی مثل زمانے میں پیدا ہوئی ازل سے اور نہ ابد تک اور زمینوں و آسمانوں میں کوئی آپ کا ہمسر نہیں۔

لہذا آیت و احادیث اور اقوالِ آئمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو تمام علومِ غیوب عطا فرمائے ہیں۔

کسی عاقل مسلمان کو حضور علیہ السلام کے عِلم میں کسی قسم کا شک نہیں ہو سکتا۔ ہاں تعجب ہے ان منکروں پر جو حضور علیہ السلام کے علمِ غیب سے انکار کرتے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کی توہین کر کے اپنا ٹھکانا ہمیشہ کے لئے دوزخ میں بنا رہے ہیں۔ منکر بتائیں۔ کہ وہ اپنے انکار پر کیا دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ جو نہ عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور نہ نقل سے۔ نیک اعمال تو جب کار آمد ہیں۔ کہ انسان کا ایمان صحیح ہو۔ اور اگر مومن ہی نہیں تو وہ جس قدر نماز پڑھے، قرآن پڑھے، کتابیں پڑھے، حج کرے یا زکوٰۃ وغیرہ دے۔ اللہ تعالےٰ کے دربار میں مقبول نہیں۔ جبکہ اُس کا عقیدہ صحیح نہ ہو۔ اور جو شخص حضور علیہ السلام کی توہین کرتا ہے۔ اور اس کے علمِ کمال میں نکتہ چینی کرتا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کو عیب لگاتا ہے۔ وہ مسلمان نہیں۔ جس کام کو وہ عبادت سمجھ کر کرتا ہے۔ وہ اس کے واسطے لعنت اور بلا و عذاب بن جاتا ہے۔

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کی دائمی قدیمی ذاتِ پاک

ایک ہے۔ وہ کسی مخلوق کا محتاج نہیں اور نہ ہی اُس کو کسی مخلوق کی ضرورت ہے۔ مہربانی سے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا روح مبارک پیدا فرمایا۔ وہ روح پاک ایک تنہا اللہ تعالےٰ کا مخلوق تھا۔ تو اب یہ کس کو معلوم ہے۔ کہ کتنے کروڑہا سال وہ روح پاک اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایک تنہا رہا ہے۔ یہ تو معلوم ہے۔ کہ ہر جنس کو جنس کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور کیونکہ حضور علیہ السلام مخلوق ہیں۔ ان کو مخلوق کی ضرورت تھی۔ تو اللہ تعالےٰ عزّ و جل نے یہ تمام مخلوقات دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے۔ آخرت اور آخرت میں جو کچھ ہے۔ سب حضور علیہ السلام کی خاطر پیدا فرمائے ہیں۔ تو حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی ہر شئے کے مالک و مختار ہیں۔ یہی مضمون اسی کتاب میں احادیث و تفاسیر سے خوب ثابت ہو چکا ہے۔

جب حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ہر شئے کا مالک بنا دیا ہے۔ تو ہر شئے حضور علیہ السلام کے پیش نظر ہے۔ لوح محفوظ کا سارا علم حضور علیہ السلام کے علم کا بعض حصّہ اسلئے ہے۔ کہ لوح محفوظ میں تو صرف وہی لکھا ہے۔ کہ جب سے دنیا بنی ہے۔ اور اس میں جو ہونے والا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے آخرت کا علم بھی عطا فرمایا ہے۔ کیونکہ دُنیا و آخرت اللہ تعالےٰ نے اپنے محبوب کی خاطر ہی تو پیدا فرمائے۔ تو یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ ان کا علم حضور علیہ السلام کو نہ ہو۔ جاننا چاہیئے۔ کہ منکروں کے پاس ایسی کوئی دلیل نہیں ہے

جس سے حضور علیہ السلام کے علمِ غیب کا انکار ثابت ہو۔ بغیر ان آیتوں اور احادیث جن کا ذکر آگے آتا ہے۔ جن آیتوں اور احادیث کا مطلب یہ منکر غلط بیان کرتے ہیں۔ خود تو گمراہ ہیں۔ اور مسلمانوں کو غلط بیان کر کر کے گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی خاطر ان گمراہوں کے ہر شر سے مسلمانوں کو پناہ عطا فرمائے۔ سارے قرآن شریف میں اور تمام احادیث میں کسی جگہ اللہ تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا۔ کہ میں نے اپنے محبوب علیہ السلام کو علمِ غیب نہیں دیا۔ اور محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ نہیں فرمایا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے علمِ غیب عطا نہیں فرمایا۔ اور نہ ہی عطا فرمائے گا۔ منکر جن آیتوں سے حضور علیہ السلام کے علمِ غیب کی نفی کی دلیل پیش کرتے ہیں :۔

آیت ع۱۸۹ پارہ ۹ سورۃ الاعراف :۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۔ یعنی آپ فرما دیجئے۔ کہ میں ذاتی اپنے نفع نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔ مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ۔ اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا۔ کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی۔

آیت ع۵۰ پارہ ۷ سورۃ الانعام :۔

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ :۔ یعنی آپ فرما دیجئے۔ کہ میں تم سے نہیں کہتا۔ کہ میرے پاس خزانے خدا تعالیٰ کے ہیں۔ اور نہ میں یہ

کہتا ہوں۔ کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔

آیت ۴۳:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ ؕ یعنی
اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی۔ کوئی نہیں جانتا اُن کو
مگر وہی جانتا ہے۔

آیت ۴۴ پارہ ۲۰ سورۃ النمل:۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ
اِلَّا اللّٰهُ ؕ = یعنی تم فرما دیجئو۔ کہ خود غیب نہیں
جانتے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ مگر اللہ۔

آیت ۴۵ پارہ ۲۱ سورۃ لقمان:۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ
مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ
غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ
اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ = یعنی

بیشک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا
ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے۔
اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔
بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔

یا اس قسم کی اور آیتیں جو بھی قرآن پاک میں ہیں۔ ان
سب کا مطلب تفاسیروں نے صاف بیان فرمایا ہے۔ جس
سے حضور علیہ السلام کے علمِ غیب کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔

تفاسیر نیشا پوری، تفاسیر بیضاوی، تفاسیر کبیر، تفاسیر خازن تفاسیر عرائس البیان، تفاسیر مدارک، تفاسیر روح البیان، تفاسیر جلالین، تفاسیر صادی، تفاسیر عنایت القاضی، تفاسیر نمو ذرج جلیل وغیرہ میں ثابت ہے۔ کہ اس قسم کی آیتوں کا مطلب علم غیب ذاتی کی نفی ہے۔ یا کل علم کی نفی ہے۔ یعنی جب حضور علیہ السلام کی روح مبارک پیدا نہ ہوئی تھی۔ اُس کے پیدا ہونے سے پہلے علم کی نفی ہے۔ یا یہ کلام تواضع اور انکسار کے طور پر بیان فرما دیا گیا ہے۔ یا یہ کہ میں علمِ غیب کا دعویٰ نہیں کرتا۔

آیت ۴۶ قُلْ لَا اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ = یعنی

تم فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا۔ کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ غیب جان لیتا ہوں۔

تفاسیر نیشاپوری اس آیت کے نیچے ہے :—

يحتمل اَنْ يَّكُوْنَ وَلَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ عطفًا علٰى الاَ اَقُوْلُ لَكُمْ اَیْ قَالَ لَا اَعْلَمُ الْغَيْبَ نيكون فيه دَلَالَةٌ علٰى اَنَّ الْغَيْبَ بِالْاِسْتِقْلَالِ لَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ۔

یعنی۔ اس آیت میں یہ احتمال بھی ہے۔ کہ لَا اَعْلَمُ کا عطف لَا اَقُوْلُ پر ہو۔ یعنی اے محبوب فرما دو۔ کہ میں غیب نہیں جانتا۔ تو اس میں دلالت اس پر ہوگی۔ کہ غیب بالاستقلال

یعنی ذاتی۔ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

نیز فرمایا:۔

اَیْ لَآ اَدَّعِیْ لِقُدْرَۃٍ عَلٰی کُلِّ الْمَقْدُوْرَاتِ وَالْعِلْمِ بِکُلِّ الْمَعْلُوْمَاتِ۔ یعنی

میں تمام مقدورات پر قدرت رکھنے اور تمام معلومات کے جاننے کا دعویٰ نہیں کرتا۔

تفسیر مدارک ع ۳۲ یہی آیت

وَمَحَلُّ لَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ النَّصَبُ عَطْفًا عَلٰی مَحَلِّ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ لِاَنَّہٗ مِنْ جُمْلَۃِ الْقَوْلِ کَاَنَّہٗ قَالَ لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ ھٰذَا الْقَوْلَ وَلَا ھٰذَا الْقَوْلَ۔ لَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ

کا اعراب زبر ہے۔ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ کے محل پر عطف کی وجہ سے کیونکہ یہ بھی کہی ہوئی بات میں سے ہے۔ گویا آپ نے یوں فرمایا۔ کہ میں تم سے نہ یہ کہتا ہوں۔ اور نہ یہ۔

تفسیر روح البیان، یہی آیت:

عَطْفٌ عَلٰی عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ وَلَا مَذْکُوْرَۃٌ لِلنَّفْیِ اَیْ وَلَا اَدَّعِیْ اِنِّیْ اَعْلَمُ الْغَیْبَ مِنْ اَفْعَالِہٖ تَعَالٰی عَلٰی اَنَّھَا عِنْدِیْ وَلٰکِنْ لَآ اَقُوْلُ لَکُمْ فَمَنْ قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ اللّٰہِ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ فَقَدْ اَخْطَاءَ فِیْمَا اَصَابَ۔ یعنی

اس کا عطف عندی خزائن اللہ پر ہے۔ اور لا زائد ہے۔ نفی کی یاد دلانے والا یعنی میں یہ دعویٰ نہیں کرتا۔ کہ خدا کے افعال میں غیب جانتا ہوں۔ اس بنا پر کہ خزانے اللہ میرے پاس

تو ہیں. مگر میں تم کو یہ نہیں کہتا. تو جو شخص یہ کہے. کہ نبی اللہ غیب نہیں جانتے تھے۔ وہ غلطی پر ہے. اس آیت میں جس میں یہ مصیب تھا۔

ان تفاسیر سے خوب ثابت ہوا. کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے بھی ہیں. اور علمِ غیب بھی ہے. مگر وہ منکروں کو نہیں بتاتے. یہ تو احادیث سے ثابت ہو چکا ہے. کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجیاں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں۔

محبوب علیہ السلام نے فرمایا. کہ تمام روئے زمین کی کُنجیاں مجھے عطا ہوئی ہیں.

اُتِیتُ مَفَاتِحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ نفع کی کنجیاں، نصرت کی کُنجیاں نبوت کی کُنجیاں، ہر شئے کی کُنجیاں اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیئے ہیں. تو علمِ غیب کا کیا پوچھنا جب نبوت کے معنے ہی یہی ہیں. کہ علمِ غیب کا جاننا اور نبوت کی کنجیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو عطا فرما دیئے، اور حضور کو اختیار عطا فرما دیا ہے. کہ اس خزانۂ علمِ غیب سے جسے جتنا چاہیں عطا فرما دیں.

آیت ۷۷ :-

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ

یعنی آپ فرما دیجئے. کہ میں ذاتی اپنے نفع نقصان کا اختیار

نہیں رکھتا۔ مگر جو چاہے اللہ تعالیٰ۔ اور اگر میں غیب جان لیا کرتا۔ تو یوں ہوتا۔ کہ میں نے بہت بھلائی جمع کرلی۔

صاوی حاشیہ جلالین میں ہے۔ یہی آیت :-

اِنْ قُلْتَ اَنْ ھٰذَا یَشْکُلُ مَعَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ اَنَّہٗ اُطْلِعُ عَلٰے جَمِیْعِ مُغَیَّبَاتِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ = فالجواب = اَنَّہٗ قَالَ ذٰلِکَ تَوَاضِعً = یعنی

اگر تم کہو کہ یہ آیت گذشتہ کلام کے خلاف ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کو تمام دینی و دنیوی غیبوں پر مطلع کردیا گیا۔ تو جواب یہ ہے۔ کہ یہ کلام لا اعلم الغیب بطور انکسار فرمایا ہے۔

تفسیر خازن میں جمل حاشیہ جلالین سے اسی آیت کے ماتحت نقل کیا۔ :-

فَاِنْ قُلْتَ قَدْ اخبر النبی علیہ السلام عَنِ المغیبات قَدْ جَاءَتْ احادیث فی الصحیح بذٰلک وھو من اعظم معجزاتہ فکیف الجمع بینہ و بین قولہ لَوْکنت اعلم الغیب قلت یحتمل ان یکون قالہ تواضعًا واد بًا والمعنٰی لا اعلم الغیب اِلّا ان یطلعنی اللّٰہُ علیہ ویُقدرہ لی = یعنی

پس اگر تم کہو کہ حضور علیہ السلام نے بہت سے غیبوں کی خبر دی ہے۔ اور اس کے متعلق بہت سی احادیث صحیح وارد ہیں۔ اور علم غیب تو حضور علیہ السلام کا بڑا معجزہ ہے۔ تو ان باتوں میں اور اس آیت میں کہ لوکنت اعلم الغیب مطابقت

کس طرح ہوگی۔ تو میں کہوں گا۔ کہ یہاں احتمال یہ ہے۔ کہ یہ کلام انکسار کے طریقہ پر فرمایا ہو تو اسکے معنی یہ ہیں۔ کہ میں غیب نہیں جانتا۔ بغیر خدا کے بتائے سے۔

نسیم الریاض میں زیر اس آیت ؛

قولہ ولو کنت اعلم الغیب فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ السلام باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق بقولہ تعالیٰ فلا یظھر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسل ؛

یعنی علم غیب کا ماننا اس آیت کے منافی نہیں۔ کہ ولو کنت اعلم الغیب الآیہ کیونکہ نفی علم بغیر واسطہ کے ہے۔ لیکن حضور علیہ السلام کا غیب پر مطلع ہونا اللہ کے بتانے سے یہ امر واقع ہے۔ رب تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ فلا یظھر علیٰ غیبہ الآیہ یہ کل معلوماتِ الٰہیہ جاننے کی نفی ہے۔ قُل لا املک لنفسی نفعًا ولا ضرًا ؛

اس کی تفسیر اسی آیت نے خود فرمائی ہے۔

فرمایا الا ماشاء اللہ ؛ یعنی میں اپنے نفع نقصان کا بذاتِ خود مالک نہیں۔ مگر ہاں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے چاہا مجھے عطا فرمایا۔

معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تو نفع بھی عطا فرمایا ہے۔ اور خیر بھی عطا فرمائی ہے۔ سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ اس کا اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔ ملائک گواہ ہیں۔ زمین گواہ ہے۔ آسمان گواہ ہیں۔ جن

گواہ ہیں۔ انسان گواہ ہیں۔ عالم گواہ ہیں۔ جہان گواہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اے محبوب ہم نے آپکو رحمت اللعٰلمین بنا کر بھیجا ہے۔ تو حضور علیہ السلام سرتا پا رحمت ہی رحمت ہیں۔ اور تمام عالموں کو رحمت پہنچانے والے ہیں۔ یہاں حضور علیہ السلام کو خیر اور نفع عطا ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ حضور علیہ السلام تو خود تمام مخلوقات کو خیر اور نفع عطا فرمانے والے ہیں۔

لَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ‎=

اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو لوگ حضور علیہ السلام کے علم غیب میں نکتہ چینی کرتے تھے۔ ان کو محبوب علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جان لو اگر مجھے خیر کثیر اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ تو علم غیب بھی عطا فرمایا ہے۔ خیر کثیر کس شئے کا نام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ‎= یعنی اے محبوب ہم نے آپکو بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں۔ (اللہ تعالیٰ نے تمام دنیاوی سامانوں کو قلیل فرمایا ہے۔ مگر جو محبوب علیہ السلام کو دیا ہے۔ وہ کثیر نہیں۔ اکثر نہیں بلکہ) کوثر ہے۔ یعنی بہت ہی زیادہ :

نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے :۔

مَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ‎= یعنی جس کو میں نے حکمت عطا فرمائی۔ پس تحقیق اُس کو ہم نے خیر کثیر عطا فرمائی۔

لہذا تعجب ہے۔ اِن منکروں پر جو دعویٰ اسلام کا کرتے ہیں۔ اور

قرآن شریف کے آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ غلط بیان کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

آیت وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ۔ یعنی

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی۔ ان کو وہی جانتا ہے۔

تفاسیر خازن میں اسی آیت کے ماتحت ہے۔:۔

لِأَنَّ اللهَ تعالیٰ لما کان عالماً بجمیع المعلومات عبر هذا المعنیٰ بهذه العبارة وعلی التفسیر الثانی یکون المعنیٰ وعنده خزائن الغیب والمراد منه القدرة الکاملة علی کل الممکنات :۔ یعنی

کیونکہ رب تعالیٰ جب تمام معلومات کا جاننے والا ہے۔ تو اس معنے کو اس عبارت سے بیان کیا۔ اور دوسری تفسیر پر اس کے معنے یہ ہوں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے نزدیک غیب کے خزانے ہیں۔ اور اس سے مراد ہے۔ ہر ممکن چیز پر قدرتِ کاملہ =

تفسیر ۳۴ = عنایت القاضی یہ ہی آیت :۔

وجه اختصاصها به تعالیٰ انه لا یعلمها کما هی ابتداءً الا هو ا = یعنی

ان غیب کی کنجیوں کے خدا تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کی وجہ یہ ہے۔ کہ جیسی وہ ہیں۔ اسی طرح ابتداءً خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ذاتی کوئی

نہیں جانتا۔

تفسیر ۳۵ عرائس البیان :۔

قال الحویری لا یعلمها الا ھو ومن یطلعہ علیها من خلیلٍ وحبیبٍ ای لا یعلمها الاوّلون والاٰخرون قبل اظهارہ تعالیٰ ذٰلک لھم۔ یعنی حریری نے فرمایا۔ کہ ان کنجیوں کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور سوائے ان محبوبوں کے، جن کو اللہ تعالیٰ خبردار کرے کوئی نہیں جانتا۔ یعنی ان کو اگلے پچھلے اللہ کے ظاہر فرمانے سے پہلے نہیں جانتے۔

حدیث ۴۸ :۔

ابو نعیم، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرتِ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں۔ جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے۔ میں نے دیکھا۔ کہ گوہرِ شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں۔ اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے۔ کہ :۔

قبض محمدٌ علے مفاتح النصرت و مفاتح الریح و مفاتح النبوۃ = یعنی نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں سب پر محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا

حدیث ۴۹ :۔

امام احمد اپنی مسند بسندِ صحیح حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی = حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:—

اوتیت بمقالید الدنیا علیٰ فرس ابلق جاءنی بہ جبرائیل علیہ السلام قطیفۃ من سندس۔

یعنی

دنیا کی کنجیاں ابلق گھوڑے پر رکھ کر میری خدمت میں حاضر کی گئیں۔ جبرئیل علیہ السلام لے کر آئے۔...... اس پر نازک ریشم کا زین پوش بانقش ونگار پڑا تھا۔

حدیث ۵۰:—

امام احمد مسند اور طبرانی معجم کبیر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:—

اُوتیت مفاتح کُلّ شیءٍ الا الخمس۔ یعنی مجھے ہر چیز کی کنجیاں عطا ہوئیں۔ سوا ان پانچ کے۔ یعنی غیوب خمسہ۔

علامہ حفنی حاشیہ جامع صغیر میں فرماتے ہیں:—

ثم اعلم بہا بعد ذالک = یعنی پھر یہ پانچ بھی عطا ہوئے۔ ان کا علم بھی عطا فرما دیا گیا۔

اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان غیوب خمسہ کی ولیوں کو عطا فرمانے

کی اجازت مل گئی۔ ورنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو تو یہ تمام علوم اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف سے اس وقت عطا ہوئے ہیں۔ جب محبوب علیہ السلام کی روح مبارک پیدا ہوئی۔ اور یہاں یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ ہر شئے کی کنجیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائے ہیں۔ تو علم غیب کا کیا پوچھنا۔

آیت ۴۸ :۔

قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ۚ = یعنی

آپ فرما دیجئے۔ خود غیب نہیں جانتے۔ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ مگر اللہ =

تفاسیر ۳۶ :۔ مدارک یہی آیت

والغیب مالم یقم علیہ دلیلٌ ولا اُطلع علیہ مخلوق = یعنی

اس سے وہ غیب مراد ہے۔ جس پر کوئی دلیل نہ ہو۔ اور کسی مخلوق کو اُس پر مطلع نہ کیا گیا ہو۔

مطلب یہ ہے۔ کہ مخلوقات کے پیدا ہونے سے پہلے علم ذاتی سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

تفسیر ۳۷ :۔ نمودج جلیل میں اسی آیت کے نیچے ہے۔

معناہٗ لا یعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او بلا تعلیم او جمیع الغیب = یعنی اس آیت کے معنی

یہ ہیں۔ کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے کے یا سارے غیب اللہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا

شرح شفا خفاجی میں ہے :۔

ھٰذا لا ینافی الاٰیات الدالۃ علیٰ انہ لا یعلم الغیب اِلّا اللہ فان المنفی علمہ من غیر واسطۃ اما اطلاعہٗ علیہ باعلام اللہ فامرٌ محققٌ ۔ یعنی یہ کلام ان آیتوں کے خلاف نہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ نفی بے واسطہ علم کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے جاننا یہ ثابت ہے ۔

فتاویٰ امام نووی :۔

ما معنیٰ قول اللہ لا یعلم من فی السمٰوٰتِ واشباہِ ذالک مع انہٗ قد عِلمِ مافی غدٍ والجواب معناہٗ لا یعلم ذالک استقلالاً والمعجزات والکرامۃ فحصلت باعلام اللہ لا الستقلالاً ۔ یعنی آیت لا یعلم من فی السمٰوٰت وغیرہ کے کیا معنی ہیں۔ حالانکہ حضور علیہ السلام آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔ جواب اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ غیب کو مستقل طور پر ذاتی کوئی نہیں جانتا۔ لیکن معجزات اور کرامات، پس یہ رب کے بتانے سے حاصل ہوئے نہ بالاستقلال ۔

آیت ۴۹ :۔ اِنَّ اللہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ

وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًاؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿﴾ = یعنی

بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے۔ جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے۔ اور کوئی جان نہیں جانتی۔ کہ کس زمین میں مرے گی۔ بیشک اللہ تعالیٰ جاننے والا بتانے والا ہے۔

تفسیر نمبر ۳۸ = صاوی آیت ماذا تکسب غداً کے ماتحت فرماتے ہیں۔

ای من حیث ذاتہا واما باعلام اللّٰہِ للغیر فلا مانع منہ کالانبیاءِ و بعض الاولیاء قال تعالیٰ ولا یحیطون بشیءٍ من علمہٖ اِلَّا بِمَا شَاءَ قال تعالیٰ فلا یظہر علیٰ غیبہٖ احداً اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ فلا مانع من کون اللہ یطلع بعض عبادہ الصّٰلحین علیٰ غیبہٖ = بعض المغیبات فتکون معجزۃً للنبی وکرامۃً للولی ولذٰلِکَ قالَ العلماءُ الحق انہٗ لم یخرج نبینا من الدنیا حتیٰ اطلعہٗ علی تلک الخمس = یعنی

ان باتوں کو کوئی اپنے آپ نہیں جانتا۔ لیکن کسی بندے کا، اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جاننا اس سے کوئی مانع نہیں۔ جیسے انبیاء اور بعض اولیاء، رب نے فرمایا۔ کہ یہ لوگ خدا کے علم کو نہیں گھیر سکتے۔ مگر جس قدر رب چاہے۔

اور فرمایا۔ کہ اپنے غیب پر کسی کو ظاہر نہیں فرماتا۔ سوائے برگزیدہ رسولوں کے = پس اگر خدا تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کو بعض غیبوں پر مطلع فرمائے۔ تو کوئی مانع نہیں۔ پس یہ علم نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہوگا۔ اسلئے علماء نے فرمایا۔ کہ حق یہ ہے۔ کہ حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہیں لے گئے۔ یہاں تک کہ ان کو ان باتوں پر رب نے مطلع فرما دیا ؛

تفاسیر نمبر ۳۹ روح البیان میں اسی آیت کے ماتحت =

وما روی عن الانبیاء والاولیاءِ مِنَ الاخبار عن الغیوب = فبتعلیم اللہِ تعالیٰ اما بطریق الالہام والکشف وکذا اخبر بعض الاولیاءِ عن نزول المطر واخبر عما فی الرحیم من ذکر وانثیٰ فوقع کما اخبر = یعنی

اور جو غیب کی خبریں انبیاء و اولیاء سے مروی ہیں۔ پس یہ اللہ کی تعلیم سے ہے۔ یا وحی یا الہام کے طریق سے ہے۔ اور اسی طرح بعض اولیاء نے بارش آنے کی خبر دی۔ اور بعض نے رحم کے بچے لڑکا یا لڑکی کی خبر دی۔ تو وہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا۔

تفاسیر نمبر ۴۰ عرائس البیان زیر آیت =

یعلم ما فی الارحام سمعت ایضاً من بعض الاولیاء انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر و انثیٰ = ورئیت

بعینی ما اخبر ۔ یعنی
ہم نے بعض اولیاء کو سُنا۔ کہ انہوں نے پیٹ کے بچہ
لڑکی یا لڑکے کی خبر دی۔ اور ہم نے اپنی آنکھوں سے
وہ ہی دیکھا۔ جس کی انہوں نے خبر دی تھی۔

آیت نمبر ۵۰ پارہ ۳۰

یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا۔ فِیْمَ اَنْتَ
مِنْ ذِکْرٰھَاؕ اِلٰی رَبِّکَ مُنْتَھٰھَاؕ یعنی
آپ سے قیامت کو پوچھتے ہیں۔ کہ وہ کب کے لئے
ٹھہری ہوئی ہے۔ تم کو اس کے بیان سے کیا تعلق
طرف رب تیرے کے ہے۔ اس کے علم کی انتہا ۔

تفسیر نمبر ۴۱ مدارک یہی آیت ۔

اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرُ مَنْ یَّخْشٰھَا اَیْ لَمْ تبعث
لِتَعْلَمَھُمْ بوقت السَّاعَۃِ اِنَّمَا اَنْتَ ۔ یعنی
آپ اسلئے نہیں بھیجے گئے۔ کہ اُن کو قیامت کے وقت کی
خبریں دیں۔ یعنی کفار کا یہ کہنا۔ کہ اگر آپ قیامت کی خبریں
دیں تو آپ نبی ہیں۔ ورنہ نہیں۔
محض بیہودہ ہے۔ کیونکہ قیامت کی خبر دینا نبوت کے
فرائض میں سے نہیں۔ نبی کے لئے تبلیغ احکام ضروری ہے۔

تفسیر نمبر ۴۲ مدارک یہی آیت ۔

قیل فیما انت من ذکرھا متصلٌ باسوال ای
یسئلونک عَنِ الساعۃِ اَیَّانَ مُرْسٰھَا وَیقولون

این انت من ذکرٰها ثم استانف فقال اِلیٰ ربك
یعنی اور کہا گیا ہے۔ کہ فیما انت سوال سے ملا ہوا ہے۔ یعنی
کفار ایسے پوچھتے ہیں۔ کہ قیامت کا قیام کب ہو گا۔ اور یہ بھی
کہتے ہیں۔ کہ آپ کو اس کا علم کہاں سے آیا۔ پھر رب تعالیٰ نے
اپنی بات شروع کی اِلیٰ ربك۔ تیرے رب کی طرف سے۔
یعنی کفار نے پوچھا۔ کہ آپکو یہ علم کہاں سے ملا ہے۔ رب نے
فرمایا۔ کہ اللہ کی طرف سے۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ آیت علمِ قیامت
کا ثبوت ہے۔

یَسْـَٔلُوْنَكَ کَاَنَّكَ حَفِیٌّ عَنْهَا قُلْ اِنَّمَا علمها عند اللهِ
یعنی آپ سے ایسا سوال کرتے ہیں گویا کہ آپ بحث کرنے والے ہیں
اُن سے آپ فرما دیجئے۔ سوا اس کے نہیں۔ کہ علم اس کا نزدیک
اللہ تعالیٰ کے ہے۔

تفسیر صاوی۔ یہی آیت ۴۲

وَالَّذِیْ یجب الایمان به ان النبی علیه السلام
لم ینتقل من الدنیا حتّٰی اَعْلَمَهُ الله جمیع
المغیبات التی تحصل فی الدنیا والاٰخرة فهو یعلم
ها کما هی عینِ یقینٍ لما ورد رفعت الیَّ الدُّنیا
فَانا نظر فیها کما نظر اِلٰی کفی هٰذه وَوَرَدَ انّه اطلع
اِلَی الجنّة وَمَا فیها والنّار وما فیها وغیر ذٰلِكَ مِمَّا
تواترت الاخبار ولکن اُمِرَ بکتمان بعضها۔ یعنی
جس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ نبی علیہ السلام

دنیا سے منتقل نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ رب تعالیٰ نے آپ کو وہ غیب چیزیں بتا دیں۔ جو دنیا اور آخرت میں ہوں گی۔ جس طرح کہ وہ ہیں۔ عین یقین کیونکہ حدیث میں آیا کہ ہمارے سامنے دنیا پیش کی گئی۔ پس ہم اس میں اسطرح نظر کر رہے ہیں۔ جیسے اپنے اس ہاتھ میں۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ ہم کو جنت اور وہاں کی نعمتوں اور دوزخ اور وہاں کے عذابوں پر اطلاع دی گئی۔ اور متواتر خبریں۔ لیکن بعض کے چھپانے کا حکم دیا گیا۔

آیت ۵۱ :-

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الآیہ

تفسیرات ۴۳ احمدیہ اس آیت کے نیچے ہے :-

ولك ان تقول ان علم هذه الخمسة وان لا تعلمها احداً الا الله لكن يجوز ان يعلمها من يشاء من محبه واولياءه بقرينة قوله تعالىٰ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ = بمعنى المخبر يعني اور تم یہ بھی کہہ سکتے ہو۔ کہ ان پانچ باتوں کو اگرچہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن جائز ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنے محبوبوں اور ولیوں میں سے جس کو چاہے سکھائے: اس قول کے قرینے سے کہ اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔ (خبیر بمعنی مخبر) =

آیت نمبر ۵۲ :-

اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝

یعنی رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو پیدا کیا۔ ماکانَ وما یکون کا انکو بیان سکھایا۔

تفسیر خازن نمبر ۱۴ = اسی آیت کے متعلق ہے۔

قیل المراد بالانسان محمدً صلے اللہ علیہ وسلم علمہ البیان = یعنی

بیان ماکان وما یکونَ لانّہٗ علیہ السلام نبیٔ عن خبر الاولین والاخرین وعن یوم الدین = یعنی کہا گیا ہے۔ کہ انسان سے مراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کہ ان کو اگلے پچھلے امور کا بیان سکھا دیا گیا۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کو اگلوں اور پچھلوں اور خاص قیامت کے دن کا علم دیا گیا ہے ؛

حدیث نمبر ۱۵ = مشکوٰۃ عبد الرحمٰن بن عائش سے روایت ہے۔

رئیت رَبّی عز وجل فی احسن صورۃٍ فوضع کفہ بین کتفیَّ فوجدت بردھا بین ثدیَّ فعلمت مافی السمٰوٰت وَالْاَرْضِ = یعنی

ہم نے رب کو اچھی صورت میں دیکھا۔ رب تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت ہمارے سینہ پر رکھا۔ جس کی ٹھنڈک ہم نے اپنے قلب میں پائی۔ پس تمام آسمان و زمین کی چیزوں کو ہم نے جان لیا۔

اس حدیثِ پاک نے دو باتیں بتائیں۔ ایک یہ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے بچشم سَر بیداری شبِ معراج رب تعالیٰ کو دیکھا۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ عزّ و جل نے تمام علوم محبوب علیہ السلام کو عطا فرمائے ہیں۔ لہٰذا جس آنکھ کو اللہ تعالیٰ عزّ و جل کا دیدار

نصیب ہوا ہو تو اُس سے مخلوق کا حال کیسے چھپا رہے۔ یہ تو صرف ایک محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے طاقت بخشی ہے۔ بغیر محبوب علیہ السلام کی تمام مخلوقات میں کسی کو بھی بچشم سر بیداری دنیا میں دیدار نہیں ہوگا۔

امام ابن حجر مکی افضل القدہ میں فرماتے ہیں :۔

لان اللہ تعالیٰ اطلعہ علی العالم فعلم الاولین والاخرین وما کان وما یکون۔ یعنی

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو تمام جہانوں پر خبردار فرمایا۔ پس آپ نے اولین و آخرین کو اور جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا۔ سب کو جان لیا۔

مواہب اللدنیہ القسیم الثانی :۔

فیما اخبر بہ علیہ السلام من الغیوب میں ہے:

لا شک ان اللہ تعالیٰ قد اطلعہ علی ازید من ذالک والقی علیہ الاولین والاخرین۔ یعنی

اس میں شک نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو اس سے بھی زیادہ علم پر اطلاع دی۔ اور آپ پر اگلوں پچھلوں کا علم پیش کر دیا۔

ابراہیم بیجوری شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں :۔

لم یخرج النبی علیہ السلام من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ بھذہ الامور الخمسۃ :۔ یعنی

حضور علیہ السلام دنیا سے تشریف نہ لے گئے۔ مگر اس

کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ان پانچوں چیزوں کا علم بتادیا۔
امام قسطلانی شرح بخاری کتاب التفسیر سورۂ رعد میں فرماتے ہیں۔
لَا یَعْلَمُ مَتٰی تَقُوْمُ السَّاعَۃ اِلَّا اللہ وَاِلَّا مَنِ ارْتَضٰی
مِن رسول فانہ یطلعہٗ علٰی غیبہٖ والولیّ تابع لہٗ
یأخذ لا عنہٗ ۔ یعنی
کون نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی۔ سوا اللہ کے اور
پسندیدہ رسول کے۔ کیونکہ رب تعالیٰ اُسکو اپنے غیب پر
مطلع فرماتا ہے۔ اور ان کا طابع ولی ہے۔ ان سے وہ
علمِ غیب لیتا ہے۔

قرآنِ پاک، احادیث شریف۔ تفاسیر اور اقوالِ آئمہ وغیرہ ہر طرح
سے خوب ثابت ہُوا۔ کہ جب سے دنیا بنی ہے۔ اور جب تک
رہے گی۔ ہر ذرہ ذرہ و قطرہ قطرہ اور غیوبِ خمسہ جن کا
آیات میں ذکر ہے۔ اور ان سے بہت زیادہ علوم، جن تک
عقل و حواس کی رسائی نہیں۔ یہ تمام اللہ تعالیٰ نے اپنے
محبوب علیہ السلام کو عطا فرما دیئے ہیں۔ اس میں کسی مومن
کو کسی قسم کا شک نہیں ہوسکتا۔ اور یہ بھی ثابت ہُوا۔ کہ
اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب کو اجازت عطا فرمادی۔
کہ جس غیب کو جس شخص [illegible] عطا فرمانا چاہیں۔ عطا فرمائیں۔
اور جس سے پوشیدہ رکھنا چاہیں پوشیدہ رکھیں۔ حضور کی
مرضی ہے۔ مگر ہاں ہمارے پاس منکروں کا کوئی علاج نہیں۔
منکر تو حضور علیہ السلام کو اِس دنیا میں نبوّت ملنے کے بعد

علمِ غیب عطا ہونے سے بھی انکاری ہیں۔ مگر یہاں تو دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے محبوب علیہ السلام کی روحِ پاک کو نبوت اور علمِ غیب عطا ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اس کا ثبوت آگے اسی کتاب میں آ رہا ہے۔ اور پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے۔

مدارج النبوت میں ہے۔ کہ سارے پیغمبروں نے اپنی اپنی اُمتوں کو حضور علیہ السلام کی تشریف آوری کی خوشخبری دی۔ نیز تفسیر عزیزی میں ہے۔ کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ میرے محبوب پر دس بار درود شریف بھیجو۔ تب حوّا علیہ السلام کو ہاتھ لگانا۔ کیونکہ میں نے آپ کو اور تمام دنیا کو ان کی خاطر پیدا فرمایا۔

قرآنِ پاک پارہ نو۹ میں ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام ستّر آدمیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی جناب میں حاضر ہوئے۔ اور اس کے قوم کے آدمیوں کو جب زلزلہ وغیرہ نے پکڑا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا فرمائی کہ اے اللہ ہم کو دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی نیکی عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں نیکی ان لوگوں کو ضرور عطا فرماؤں گا۔ جو پرہیزگار ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔ اور میری نشانیوں کے ساتھ ایمان لے آتے ہیں۔ اور ایمان لے آنے والے لوگوں کی نشانی یہ ہے:۔ کہ وہ پیروی کرتے ہیں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ کہ جن کو انہوں نے لکھا ہُوا پایا۔ تورات میں اور انجیل میں جو انہیں بُرائیوں سے بچاتا ہے۔

اور حلال فرماتا ہے۔ واسطے ان کے پاک چیزیں اور حرام فرماتا ہے۔ اوپران کے نا پاک چیزیں۔ اور اُتارتا ہے ان کے بوجھ۔ اور ان کے طوق، پس جو لوگ ایمان لائے ساتھ اُس کے اور اُنکی حمایت کرتے ہیں۔ اور ان کی مدد کرتے ہیں۔ اور پیروی کرتے ہیں۔ اُس علم کی جو ہیں نے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم پر اُتارا۔ یہ لوگ وہی ہیں فلاح پانے والے۔ اگر اتنے بیان سے بھی منکروں کو سمجھ نہ آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو اسی جگہ فرمایا۔ کہ آپ خود فرما دیجئے:-

آیت ۵۳ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا ۝

یعنی = آپ فرمادیجئے۔ اے لوگو تحقیق میں رسول اللہ کا ہوں طرف تمہاری سب کی ÷ پارہ ۲۸ = عیسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا۔ کہ میں تم کو اُس رسول کے نبوت کی خبر دیتا ہوں۔ جس کا نام احمد ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ محبوب علیہ السلام تمام پیغمبروں کے نبی ہیں۔ تو یہ نبوت روحانی ہے۔ حضور علیہ السلام کی روح مبارک کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا فرمائی ہے۔

آیت ۵۴ پارہ ۶ :-

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ ۝

یعنی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آیا۔ اور روشن کتاب۔

تفسیر ۴۵ جلالین اسی آیت کے نیچے ÷

هُوَ انوار النَّبِیّ صلے اللہ علیہ وسلم۔ یعنی نور سے مُراد محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہے ÷

تفسیر ۴۶ = ابن عباس تنویر المقباس میں اسی آیت کے نیچے ہے۔

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْرٌ رَسُوْلٌ ۔ یعنی مُحَمَّدٌ ۔ یعنی تمہارے پاس نورِ رسول یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔

تفسیر ۴۷۔ روح البیان اسی آیت کے متعلق ہے

وقیل المراد بالاول ھو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وبالثانی القرآن ۔ یعنی

کہا گیا ہے کہ اول یعنی نور سے مراد محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور کتاب سے قرآنِ پاک ہے۔

حدیث نمبر ۵۴۔ امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امامِ اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد، اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاد، حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام نے اپنی مصنف سیدنا و ابن سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی۔

قَالَ قُلتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقه الله تعالٰی قبل الاشیاء قال یاجابر ان الله تعالٰی قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نوره فجعل ذالک النور یدور بالقدرة حیث لیشاء الله تعالٰی ولم یکن فی ذالک الوقت لوح ولا قلم ولا جنة ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جن ولا انس

فلما ارد اللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذٰلک النور
اربعۃ اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی
اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجزء الرابع
اربعۃ اجزاء فخلق من الاول حملۃ العرش ومن الثانی
الکرسی ومن الثالث باقی الملٰئکۃ ثم قسم الرابع اربعۃ
اجزاء فخلق من الاول السمٰوٰت ومن الثانی الارضین
ومن الثالث الجنۃ والنار ثم الرابع اربعۃ اجزاء الحدیث
بطولہ۔ یعنی

وہ فرماتے ہیں۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرے ماں باپ
حضور پر قربان مجھے بتا دیجئے۔ کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل
نے کیا چیز بنائی۔ فرمایا اے جابر بے شک بالیقین اللہ تعالیٰ نے
تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور
اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں خدا
نے چاہا۔ دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح و قلم، جنت و دوزخ
فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا پھر
جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو جمع کرنا چاہا۔ اُس نور کے چار حصے
کئے۔ پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت
و دوزخ بنائے۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے۔ الی آخر الحدیث

حدیث ۵۳ احکام ابن القطان میں حضرت امام زین العابدین
سے انہوں نے اپنے والد امام حسن سے، انہوں نے اپنے والد
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کی۔ کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ہم آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ۱۴ ہزار سال پہلے رب کے حضور میں ایک نور تھے۔ اور پہلے کی کوئی حد نہیں۔ یہاں حضور علیہ السلام نے لوگوں کی سمجھ کے مطابق فرمایا۔ کہ دنیا کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں ایک تنہا نور تھا۔

تفسیر ۴۸ روح البیان پارہ ۹ زیرِ آیت
یَسْئَلُوْنَکَ کَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْہَا: یعنی
محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو علمِ قیامت عطا ہونے کے بیان میں ہے۔ کہ دنیا کی کل عمر ستر ہزار سال ہے۔ یہ بروایت صحیح ثابت ہے۔ مگر محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے روح پاک کی پیدائش سوا اللہ تعالیٰ کے اور سوا اس کے محبوب کے اور کوئی نہیں جانتا۔ کہ کتنے کروڑ ہا سال دنیا کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا روح پاک پیدا فرمایا۔

تفسیر روح البیان شریف میں لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ کی تفسیر میں ہے۔ ایک بار حضور علیہ السلام نے حضرت جبرئیل سے پوچھا تمہاری عمر کتنی ہے۔ عرض کیا۔ کہ یہ تو مجھے خبر نہیں۔ ہاں اتنا جانتا ہوں کہ چوتھے حجاب میں ایک تارا ستر ہزار برس کے بعد چمکتا تھا۔ اور اُسے میں نے بہتر ہزار دفعہ چمکتے دیکھا۔ تو فرمایا۔ اے جبرئیل قسم رب کی وہ تارا ہم ہی ہیں۔ جاننا چاہیئے۔ کہ یہ تو اُس وقت جبرئیل علیہ السلام اپنی عمر کا اندازہ پانچ ارب چار ہم کروڑ سال بتا رہے تھے۔ تو حضور علیہ السلام کے روح پاک کی عمر کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔

جس وقت محبوب علیہ السلام کی روح پاک پیدا ہوئی ہے۔
اُس وقت جبرئیل علیہ السلام پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ اور نہ ہی کوئی اور مخلوق پیدا ہوئی تھی۔ اللہ کے اور اس کے محبوب کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کہ محبوب علیہ السلام کا روح پاک کتنے ارب اور کتنے کروڑ ہا سال اللہ تعالیٰ کی حضور میں اکیلا تنہا رہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا۔ تو جبرئیل علیہ السلام بھی حضور کے نور سے پیدا ہوئے۔ اور باقی تمام مخلوقات حضور علیہ السلام کے نورِ مبارک سے پیدا ہوئی ہے۔ تو اب حضور علیہ السلام کے روح پاک کی عمر کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ مگر ہاں یہ تو معلوم ہے۔ کہ نبوت اور علمِ ظاہر و غیب یہ سب حضور علیہ السلام کی روح پاک کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئے ہیں۔ یہ ہم کو محبوب علیہ السلام نے فرمایا ہے۔

حدیث ۵۴: مشکوٰۃ احمد اور بیہقی اور حاکم نے صحیح اسناد سے عرباض ابنِ ساریہ سے روایت کیا۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ میں رب تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا۔ حالانکہ ابھی آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں جلوہ گر تھے۔

حدیث ۵۵: ترمذی، امام احمد حاکم بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی کہ ایک بار صحابہ کرام نے پوچھا۔ کہ یا رسول! آپ کے لئے نبوت کس وقت ثابت ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

یہاں بھی محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی سمجھ کے مطابق ارشاد فرمایا۔ کہ میرے روح پاک کو آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے نبوت عطا ہوئی ہے۔ اور پہلے کی کوئی حد ہی نہیں۔ جیسے نبی پاک کے روح مبارک کی عمر کی کوئی حد نہیں۔ اسی طرح آدم علیہ السلام کے پیدا ہونے سے پہلے محبوب علیہ السلام کی روح پاک کو نبوت عطا ہونے کی بھی کوئی حد نہیں۔ مگر نبوت محبوب علیہ السلام کی روح مبارک کو عطا ہوئی ہے۔ اور ائمہ مفسرین نے ثابت کیا ہے۔ کہ نبوت کے معنی ہی یہی ہیں۔ کہ علم غیب کا جاننا ؂

امام قسطلانی مواہب میں فرماتے ہیں :۔

النبوت ماخوذۃ من النباء بمعنی الخبر ای اطلعہ اللہ علی الغیب = یعنی

نبوت نبا سے متعلق ہے۔ جس کے معنی ہیں خبر۔ یعنی اللہ نے ان کو غیب پر خبردار فرمایا =

لہٰذا معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے علمِ غیب وغیرہ محبوب علیہ السلام کی روح پاک کو عطا فرمائے ہیں۔ اسلئے محبوب علیہ السلام کے علم تک عقلوں اور دماغوں کی رسائی نہیں۔

علامہ خرپوتی شرح قصیدہ میں فرماتے ہیں :۔

ان جمیع الانبیاء کل واحد منھم طلبوا واخذ و العلم من علمہ علیہ السلام الذی کالبحر = فی السعۃ والکرم من کرمہ علیہ السلام الذی

ھو کا الدیم لانہٗ علیہ السلام مفیض وھم متقاصون لانہٗ تعالیٰ خلق ابتداءً روحہٗ علیہ السلام ووضع علوم الانبیاء وعلم ما کان وما یکون ثم خلقھم فاخذوا علومھم منہ علیہ السلام۔ یعنی

ہر نبی نے حضور علیہ السلام کے اُس علم سے مانگا۔ اور لیا۔ جو وسعت میں سمندر کی طرح ہے۔ اور سب نے کرم حضور علیہ السلام کے اس کرم سے حاصل کیا جو تیز بارش کی طرح ہے۔ کیونکہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم فیض دینے والے ہیں۔ اور وہ نبی فیض لینے والے۔ کیونکہ رب تعالیٰ نے پہلے محبوب علیہ السلام کی روح مبارک پیدا فرمائی۔ پھر اس روح میں نبیوں کے اور ما کان وما یکون کے علوم رکھے۔ پھر ان رسولوں کو پیدا فرمایا۔ پس ان سب نے اپنے علوم محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے لئے۔

لہذا ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے پہلے ہی سے اپنے محبوب علیہ السلام کی روح مبارک کو یہ تمام علوم عطا فرمائے ہیں۔ اور یہ طاقت بھی بخش دی۔ کہ تمام عالموں کو اپنی رحمت کا فیض پہنچائیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام .... رحمت اللعلمین ہیں۔

امام ربانی احمد بن محمد قطیب مواہب الدنیہ و منح محمدیہ میں فرماتے ہیں۔ :—

و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امرا الا منہ

ولا ینقل خیراً الاّ عنہ صلے اللہ علیہ وسلم الا
بابی من کان ملکاً وسیداً وادم بین الماءِ والطین فاقف
اذا اراد امراً لا یکون خلافہ ولیس لذالک الامر
فی الکون صارفٌ = یعنی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خزانہ رازِ الٰہی و جائے نفاذِ امر ہیں کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا. مگر حضور کے دربار سے. اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی. مگر حضور کی سرکار سے صلی اللہ علیہ وسلم خبردار ہو میرے باپ قربان ان پر جو بادشاہ سردار ہیں. اس وقت سے کہ آدم علیہ السلام ابھی آب و گل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے. وہ جس بات کا ارادہ فرمائیں اس کا خلاف نہیں ہوتا. تمام جہان میں کوئی ان کے حکم کو پھیرنے والا نہیں. (صلے اللہ علیہ وسلم)

امام احمد بن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب مستطاب جوہر منظم میں فرماتے ہیں :—

ھُوَ صلے اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الاعظم الذی
جعل خزائن کرمہٖ و موائد نِعمہٖ طوع یدیہ وارادتہ
یعطی مَن یَشَآءِ = یعنی

نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ عزّ وجل کے وہ خلیفۂ اعظم ہیں. کہ حق جلّ وعلا نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے مطیع ان کے ارادے کے زیرِ فرمان کر دیئے. جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں. (صلے اللہ علیہ وسلم)

حدیث ۵۶ مشکوٰۃ کہ یہ پانچ غیب کوئی نہیں جانتا، اسکی شرح امام قرطبی و امام عینی و امام قسطلانی شرح بخاری میں۔ اور ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اس حدیث کے نیچے فرماتے ہیں۔

فمن ادعی علم شیءٍ منھا غیر مسندٍ الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کان کاذباً فی دعواہ ۔ یعنی پس جو شخص ان پانچ غیوب میں سے کسی چیز کا دعوی کرے حضور علیہ السلام کی طرف بغیر نسبت کئے ہوئے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے ۔ یہ کیوں؟ اسلئے کہ یہ تمام علوم سب کو محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے رحمت کے علوم سے عطا ہوتے ہیں۔ اور اس شخص نے یہ نہ کہا کہ مجھے یہ علم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمایا ہے ۔

لہٰذا یہ شخص جھوٹا ہے. اور اگر محبوب علیہ السلام کی طرف نسبت کرتا. کہ مجھے یہ علم محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ملا ہے. تو پھر یہ شخص سچا ہوتا

در المختار شروع کتاب الحج میں ہے :۔

فرض الحج سنہ التسع وانما اخرہ علیہ السلام بعشرٍ بعذرٍ مع علمہ ببقاءِ حیاتہٖ لیکمل التبلیغ

یعنی حج ۹ سنہ میں فرض ہوا۔ اور حضور علیہ السلام نے اسکو ۱۰ سنہ تک مؤخر فرمایا. کسی عذر کی وجہ سے، کیونکہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی پاک کے باقی رہنے کا علم تھا۔ تاکہ تبلیغ پوری ہو جائے ۔

علم ظاہری ہو یا علم غیب، جس کو جو بھی ملتا ہے۔ محبوب علیہ السلام کی سرکار سے اور جس کو جو بھی نعمت عطا ہوتی ہے حضور علیہ السلام کے دربار سے۔ ملا علی قاری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں :—

علمہ صلے اللہ علیہ وسلم حاو لفنون العلم الی ان قال ومنها علمہ بالامور الغیبۃ = یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا علم اقسام علوم کو حاوی ہے غیوب علم بھی حضور علیہ السلام کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔

تفسیر ۷۹ روح البیان پارہ ۲۶ سورۃ فاتحہ زیر آیت ....

اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا ہے :—

فَاِنَّہٗ لَمَّا کان اوّل مخلوقٍ خلقہُ اللہ کان شاھداً بوحدانیت الحق وشاھداً بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس والاجرام والارکان والاجساد والمعادن والنبتات والحیوانات والملک والجن والشیطٰن والانسان وغیر ذالک لیلا یشذ عنہ ما یمکن للمخلوقِ واسرار افعالہٖ وعجائبہٖ یعنی چونکہ حضور علیہ السلام اللہ کی پہلی مخلوق ہیں اسلئے اس کی واحدانیت کے گواہ ہیں۔ اور اُن چیزوں کو مشاہدہ کرنے والے ہیں۔ جو عدم سے وجود میں آئیں، ارواح، نفوس، اجسام، معدنیات، نباتات، حیوانات، فرشتے، انسان اور جن وغیرہ۔ تاکہ آپ پر رب کے وہ اسرار عجائب مخفی نہ رہیں۔ جو کسی مخلوق کے لئے ممکن ہیں ٭

اسی جگہ آگے چل کر فرماتے ہیں :—

فشاهد أخلقهٗ وماجریٰ علیہ من الاکرام والاخراج من الجنۃ بسبب المخالفۃ وما تاب اللّٰہ علیہ الیٰ آخر ماجریٰ اللّٰہ علیہ وشاهد أخلق الابلیس وماجریٰ علیہ ۔ یعنی

محبوب علیہ السلام نے حضرت آدم کا پیدا ہونا انکی تعظیم ہونا اور خطا پر جنت سے علیحدہ ہونا۔ پھر توبہ قبول ہونا آخر تک انکے سارے معاملات جو ان پر گذرے۔ سب کو دیکھا۔ اور ابلیس کی پیدائش اور جو کچھ اُس پر گذرا۔ اس کو بھی دیکھا۔

حیاۃ الاولیاء میں علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں :۔

النظرُ فی اعمال امتہ والاستغفارُ لهُم من السیات والدُعاء بکشف البلاء عنهم وَ لتردد فی اقطار الارض والبرکۃ فیها وحضور جنازۃ من صالحی اُمتہ فان هٰذہ الاُمور من اشغالہ کما وردت بذالک الحدیث والآثار ۔ یعنی

اپنی امت کے اعمال میں نگاہ رکھنا ان کے لئے گناہوں سے استغفار کرنا اُن سے رفع بلا کی دُعا فرمانا۔ طرف زمین میں آنا جانا اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مرجائے تو اس کے جنازہ میں جانا۔ یہ چیزیں حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہیں۔ جیسے کہ اس پر احادیث اور آثار آئے ہیں۔

تحفہ شریف میں زبور مقدس سے منقول ہے :۔

یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک من اجل ذٰلک ابارک علیک فتقلد السیف فان بهارک وحمدک

العالب الیٰ قولہ الامم یخرون تحتک کتابٌ حقٌ جآء اللہ بہ من الیمن والتقدیس من جبل فاران وامتلأت الارض من تحمید احمد وتقدیسہ وملک الارض ورقاب الامم = یعنی

اے احمد رحمت نے جوش مارا تیرے لبوں پر، میں اسلئے تجھے برکت دیتا ہوں۔ تو اپنی تلوار حمائل کر، کہ تیری چمک اور تیری تعریف غالب ہے۔ سب اُمتیں تیرے قدموں میں گرینگی سچی کتاب لایا اللہ کی، برکت و پاکی کے ساتھ، مکہ کے پہاڑ سے بھر گئی زمین احمد کی حمد اور اسکی پاکی بولنے سے احمد مالک ہوا ساری زمین اور تمام اُمتوں کی گردنوں کا (صلے اللہ علیہ وسلم) ❖

حضرت امام اجل عارف باللہ سیدی سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پھر امام قاضی عیاض شفا شریف پھر امام احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ پھر علامہ شہاب الدین نسیم الریاض، پھر علامہ محمد بن عبدالباقی، زرقانی شرح مواہب میں تفسیراً فرماتے ہیں :-

من لم یروِ ولایت الرسول علیہ فی جمیع احوالہ ویر نفسہٗ فی ملکہٖ لا یذوق حلاوۃ سنتہٖ = یعنی جو ہر حال میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا ولی، اور اپنے آپ کو حضور کی مِلک نہ جانے۔ وہ سنتِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حلاوت سے اصلاً خبردار نہ ہوگا۔ یعنی وہ سنت کا مخالف ہے ❖

ہم ہر بات کو بار بار اسلئے لکھتے ہیں۔ کہ ہر شخص اچھی طرح سمجھ لے

مرکاۃ شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری فرماتے ہیں :۔

وقال الغزالی سلم علیہ اذا دخلت فی المسجد فانہٗ علیہ السلام یحضر فی المسجد :۔ یعنی

امام غزالی فرماتے ہیں. کہ جب تم مسجدوں میں جاؤ. تو حضور علیہ السلام کو سلام عرض کرو۔ کیونکہ وہ مسجدوں میں موجود ہیں.

شفا شریف میں ہے :۔

اِنْ لَمْ یَکُنْ فِی الْبَیْتِ اَحَدٌ فقل السلام علیکم ایہا النبی ورحمۃ اللّٰہ تعالیٰ وبرکاتہٗ :۔ یعنی

جب گھر میں کوئی نہ ہو. تو تم کہو کہ اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں.

اس کے ماتحت ملا علی قاری شرح شفا میں فرماتے ہیں :۔

لِاَنَّ رُوْحَ النَّبی علیہ السلام حاضرٌ فی بیوت اھلِ الاسلام = یعنی

کیونکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی روح پاک مسلمانوں کے گھر میں حاضر ہے.

درمختار جلد اوّل میں ہے :۔

وَیقصدُ بالفاظ التشہد الانشاء کانہٗ یحی علی اللہ ویسلم علی نبیہٖ نفسہٖ = یعنی

التحیات کے لفظوں میں خود کہنے کی نیت کرے۔ گویا نمازی رب کو تحیۃ اور خود ہی نبی علیہ السلام کو سلام عرض کر دیا ہے +

مدارج النبوۃ جلد دوم میں ہے :۔
اس کے بعد اگر کہیں کہ رب تعالیٰ نے حضور کے جسم پاک کو ایسی حالت و قدرت بخشی ہے۔ کہ جس مکان میں چاہیں۔ تشریف لے جائیں۔ خواہ بعینہٖ اس جسم سے خواہ جسمِ مثالی سے خواہ آسمان پر خواہ قبر میں تو درست ہے قبر سے ہر حال میں خاص نسبت رہتی ہے۔

مدارج النبوۃ جلد اوّل، شیخ عبدالحق محدّث دہلوی فرماتے ہیں۔ بعض عارفین نے کہا ہے۔ کہ التحیات میں یہ خطاب اس لئے ہے۔ کہ حقیقتِ محمدیہ موجودات کے ہر ذرّہ ذرّہ میں اور ممکنات کی ہر فرد میں سرایت کئے ہے۔ پس حضور علیہ السلام نمازیوں کی ذات میں موجود حاضر ہیں۔

نمازی کو چاہیئے۔ کہ اس معنیٰ سے آگاہ رہے۔ اور اس شہود سے غافل ہو۔ تاکہ قرب کے نور اور معرفت کے بھیدوں سے آگاہ ہو جائے۔ اور ہر قبر میں محبوب علیہ السلام کا حاضر ہونا اسی کتاب میں حدیث بخاری میں پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

حدیث مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر پیش کی جاتی ہے۔

فیقولان ما کنت تقول ھذا الرجل لمحمد : یعنی نکیرین میّت سے پوچھتے ہیں۔ کہ تم ان کے یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو۔

حاشیہ مشکوٰۃ میں یہی حدیث :۔

قیل یکشف للمیت حتی یری النبی علیہ السلام

وھی بشریٰ عظیمۃ یعنی:
کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اُٹھا دئے جاتے ہیں. یہانتک کہ نبیٔ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے۔ اور یہ بڑی ہی خوشخبری ہے۔

امام قسطلانی شرح بخاری جلد تین میں فرماتے ہیں:۔

فقیل یکشف للمیت حتی یری النبی علیہ السلام وھی بشریٰ عظمۃ للمؤمنین من اِن صحّا: یعنی
پس کہا گیا ہے کہ میت سے حجاب اُٹھا دئے جاتے ہیں. یہاں تک کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے۔ اور یہ مسلمانوں کے لئے بڑی خوشخبری ہے۔ اگر ٹھیک رہے۔

تفسیر ص۵۰ روح البیان پارہ ۹ زیر آیت:۔
هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَۃٍ :
فرمایا کہ تمام روحیں روح محمدی سے پیدا ہوئیں. لہذا حضور اَبُوْ الْاَرْوَاح ہیں۔

امام ابو صیری قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:۔
فَاِنَّکَ شَمْسُ فضلٍ ھم کواکبھا یظھرون انوارھا لِلنَّاسِ فی الظلم = یعنی
یا حبیب اللہ آپ بزرگی کے سورج ہیں۔ اور سارے نبی حضور کے تارے ہیں۔ جو حضور ہی کا نور اندھیریوں میں لوگوں میں پھیلاتے ہیں۔

امام قسطلانی مواہب الدنیہ شریف جلد اوّل میں فرماتے ہیں:۔

قال تعالیٰ یا آدم ارفع رأسك فرفع راسه فرأً نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی سرادق العرش فقال یارب ما ھذا نورٌ قال ھذ النور نبی من ذریتك اسمه فی السماءٌ احمد وفی الارض محمد لولاهٗ ما خلقتك ولا خلقت سماءً ولا ارضًا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ آدم اپنا سر اٹھا۔ تو انہوں نے اپنا سر اُٹھایا تو عرش کے پردوں میں ایک نور دیکھا۔ عرض کی اَے مولےٰ یہ نور کیسا ہے۔ فرمایا یہ نور ایک نبی کا ہے۔ جو تمہاری اولاد میں سے ہونگے۔ ان کا نام آسمان میں احمد اور زمین میں محمد ہے۔ اگر وہ نہ ہوتے تو نہ ہم تمہیں پیدا کرتے۔ اور نہ آسمان اور نہ زمین کو ۔

اور صحیح احادیث سے ثابت ہو چکا ہے۔ محبوب علیہ السلامؑ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نبوت اس وقت عطا فرمائی ہے۔ کہ جب آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔ یعنی آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے مجھے نبوت عطا ہوئی ہے۔ اور پہلے کی تو کوئی حد ہی نہیں۔ کہ آدم علیہ السلام سے کتنے کروڑ ہا سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی روح مبارک پیدا فرمائی اور اس روحِ پاک کو یہ تمام علوم عطا فرمائے ہیں۔ جب نبوت ہی روح پاک کو عطا ہوئی ہے۔ تو علمِ غیب اور کس شئے کا نام ہے۔ ایمہٗ مفسرین فرماتے ہیں:۔ کہ نبوت کے معنی ہی یہی ہیں کہ علمِ غیب کا جاننا۔

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نبوت کے کئی خاصے بیان فرمائے ہیں۔ اور فرمایا کہ علمِ غیب کو جان لینا یہ بھی نبوت کا ایک خاصہ ہے۔ اس کا بیان شروع کتاب نبوت کے ذکر میں ہو چکا ہے۔ اور علامہ خرپوتی شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں:۔

کہ رب نے اوّلاً محبوب علیہ السلام کی روح مبارک پیدا فرمائی۔ پھر اس روح میں نبیوں کے اور ما کان وما یکون کے علوم رکھے۔ پھر ان رسولوں کو پیدا فرمایا۔ پس ان سب نے اپنے علوم محبوب علیہ السلام سے مانگے۔ اور لئے۔ لہٰذا خوب روشن ہُوا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزّوجلّ نے اپنے محبوب علیہ السلام کی روح مبارک کو تمام علوم جب سے دنیا بنی ہے۔ اور جب تک رہے گی۔ ہر ذرّہ و قطرہ قطرہ جو کچھ ہو چکا ہے۔ اور جو کچھ ہوگا۔ قیامت تک اور قیامت کی تاریخ کا علم اور پانچ غیوب جن کا آیاتِ شریفہ میں پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے علاوہ وہ علوم جن تک ہمارے عقل وحواس کی رسائی نہیں، عطا فرمائے ہیں۔ اور اختیار بھی عطا فرمایا۔ حضور علیہ السلام کی مرضی ہے۔ کہ جس نبی کو اور ولی کو جو علمِ غیب چاہیں عطا فرمائیں۔ اور ان میں سے بعض وہ علم بھی ہیں۔ کہ جن کا پہلے ولیوں کو عطا نہ فرمانے کا حکم تھا۔ غیوبِ خمسہ وغیرہ جن کا آیت شریف میں ذکر ہے۔ مگر بعد میں ان غیوب کی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے محبوب علیہ السلام کو اجازت مل گئی۔ کہ وہ ان غیوب خمسہ سے بھی جس غیب کو چاہیں ولیوں

کو عطا فرمائیں۔ اور یہ پہلے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ محبوب علیہ السلام کی اُمت میں ایسے بہت سے لوگ ہیں۔ کہ جن کو یہ علوم خمسہ جن کا آیت میں ذکر ہے عطا ہوئے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطیؒ شرح صدور میں فرماتے ہیں :-

ان اعتقد النّاس ان روحهٗ و مثالهٗ فی وقت قراۃ المولود وختم رمضان و قرأۃِ القصائد یحضر جاز۔

یعنی لوگوں کو یہ عقیدہ رکھنا کہ حضور علیہ السلام کی روحِ پاک اور آپ کی مثل مولود شریف پڑھتے، اور ختمِ رمضان اور نعت خوانی کرتے وقت آتی ہے۔ تو یہ جائز ہے۔

شیخ عبدالحق محدثِ دہلوی مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں :-

حضور علیہ السلام کو یاد کرو۔ اور درود بھیجو اور حالتِ ذکر میں ایسے رہو۔ کہ حضور بحالت حیات جہان میں تمہارے سامنے ہیں۔ اور تم ان کو دیکھتے ہو۔

ادب اور جلال و تعظیم اور ہیبت و حیا سے رہو۔ اور جانو، کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم دیکھتے اور سُنتے ہیں۔ تمہاری کلام کو کیونکہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم صفاتِ الٰہی سے موصوف ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے۔ کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔

امام ابن الحاج مُدخل میں اور امام قسطلانی مواہب جلد دوم فصل ثانی میں فرماتے ہیں :-

وَقَدْ قَالَ عُلَمَاءُ نَا لَا فرق بین موتہٖ وحیاتہٖ

عليه السلام فى مشاهدته لامته ومعرفته باحوالهم ونياتهم وعزائمهم وخواطرهم وذالك جلى عنده لاخفاء به: يعنى =

ہمارے علماء نے فرمایا۔ کہ حضور علیہ السلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ اپنی امت کو دیکھتے ہیں۔ ان کے حالات ونیات اور ارادے اور ان کے دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ یہ آپکو بالکل ظاہر ہیں۔ اس میں کسی قسم کی پوشیدگی نہیں۔

لہٰذا ہر طرح سے خوب ثابت ہوا۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو تمام علوم غیوب وظاہر جب سے دنیا بنی ہے اور جب تک رہے گی ہر ذرہ ذرہ وقطرہ قطرہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔ اور حضور علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں۔ اس میں کسی مسلمان کو کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہوسکتا۔ مگر ہاں ہمارے پاس منکروں وہابیوں اور ضدی لوگوں کا کوئی علاج نہیں ہے۔

تیسرا باب

وہابیوں کی عبارتوں کا بیان

یہاں وہابیوں کی کتابوں سے عبارتیں پیش کی جاتی ہیں۔

مگر جاننا چاہیئے۔ کہ کتابوں کے صفحے چھاپنے میں آگے پیچھے ہو جاتے ہیں۔ اسلئے توجہ سے آگے پیچھے دیکھنا چاہیئے۔ اور یہ عجیب بات ہے۔ کہ شیطان اور ملک الموت کے علمِ غیب کے منکر بھی قائل ہیں۔ مگر محبوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے علمِ غیب عطا ہونے کے منکر ہیں۔ شیطان کا دنیا میں قیامت تک رہنا اور آدم علیہ السلام سے قیامت تک سب آدمیوں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں متعدد بار فرمایا ہے۔

آیت پارہ ۸ سورۃ الاعراف ع ۵۵ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ط۔
اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ یعنی
تحقیق وہ دیکھتا ہے تم کو وہ اور کنبہ اُس کا اس طرح سے

کہ نہیں دیکھتے تم ان کو تحقیق کیا ہم نے شیطانوں کو دوست
واسطے ان لوگوں کے کہ نہیں ایمان لے آتے ۔

اس آیت کے حاشیہ پر قرآن شریف مترجم با
بدو ترجمہ صفحہ ۲۱۵ عبارت ۱ مصنّف رفیع الدین دہلوی و
اشرفعلی تھانوی دیو بندیوں نے تحریر کیا ہے. کہ شیطان انسان کے
جسم میں خون کی طرح سرایت کرتا ہے ۔ اور خاص آدمی کا دل اس کا
ٹھکانا ہے ۔ اور سانپ کے پھن کی صورت میں دل پر چھایا ہوتا ہے.
اس سے معلوم ہوُا. کہ یہ منکر شیطان کے علمِ غیب اور اُسکو حاضر و
ناظر اور آدمیوں کے دلوں میں اس کا ٹھکانا مانتے ہیں .

آگے دیکھئے :۔ عبارت براہین قاطعہ مصدقہ گنگوہی رشید احمد
دہابی صفحہ ۵۱ عبارت ۲ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط
زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ
سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصّہ ہے ۔
شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی. فخر عالم کے
علم کی کونسی نص قطعی ہے. کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک
شرک ثابت کرتا ہے ۔ (انتہیٰ بلفظہ)

کتاب توحید مصنّف محمد بن عبد الوہاب جو فرقہ وہابیہ [illegible]. کا
امام ہے ۔ یہ مسلمانوں کو بات بات پر اور قدم قدم پر مشرک کہتا
ہے ۔ اور محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو دل کھول کر گالیاں دیں.
دیکھو عبارت ۳) کتاب التوحید صفحہ ۴۰ جو نیک لوگوں سے
حاجتیں مانگتے اور انہیں وسیلہ گردانتے تھے. اسی میں صاف

تصریح ہے. کہ یہی کام شرکِ اکبر ہے. یعنی اصلی شرک.

کتاب التوحید صفحہ ۵۴ عبارت ۴ خدا کے سوا دوسرے کی پناہ لینا شرک ہے.

کتاب التوحید صفحہ ۱۱۴ عبارت ۵ اور اسی طرح کہ کہے: اگر اُسکی کتیا نہ ہوتی تو چور آ جاتے۔ اور اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی تو چور آ جاتے۔ یہ سب اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے.

کتاب التوحید صفحہ ۵۶ عبارت ۶ شرک اکبر یعنی اصلی اور بڑا شرک یہی ہے. کہ انسان غیر اللہ کو پکارے۔ اور اُس سے مدد طلب کرے۔ تمام لوگوں میں سے بہترین و افضل شخص یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر ایسا فعل کریں جس میں کسی دوسرے کی خوشی ہو۔ تو ظالموں میں شامل ہو جائیں گے۔ (انتہیٰ بلفظہ)

جاننا چاہیئے. کہ جب کتاب التوحید مولوی اسماعیل دہلوی وہابی دیو بندی کے ہاتھ لگی۔ تو اُس نے اس کا خلاصہ اُردو زبان میں لکھا. جس کا نام "تقویۃ الایمان" رکھا لہذا تقویۃ الایمان کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔

تقویۃ الایمان مصنف اسماعیل دہلوی صفحہ ۱۱ عبارت ۷ جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے۔ اور دور و نزدیک سے پکارا کرے مشرک ہو جاتا ہے۔ اسی صفحہ میں تھوڑا آگے چلکر لکھا. خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے. خواہ پیر و مرشد و شہید سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے خواہ اللہ کے دینے سے. غرض اس

عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔) (انتہیٰ بلفظہ)

۸) تقویۃ الایمان صفحہ ۹ عبات ع۸ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۲ عبارت ع۹ پھر خواہ یوں سمجھے۔ کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

تقویۃ الایمان صفحہ ع۳۱ عبارت ع۱۰ یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دنیا میں، خواہ قبر میں، خواہ آخرت میں، سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو، نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔

تقویۃ الایمان صفحہ ع۵۱ عبارت ع۱۱ اور جس کا نام محمدؐ یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

تقویۃ الایمان صفحہ ع۲۱ عبارت ع۱۲ یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان ۔ (انتہیٰ بلفظہ)

تقویۃ الایمان صفحہ ع۲۸ عبارت ع۱۳ اللہ صاحب نے فرمایا۔ کہ اپنا حال لوگوں کے سامنے صاف بیان کر دیں۔ تاکہ سب لوگوں کا حال معلوم ہو جاوے۔ سو انہوں نے یعنی حضور علیہ السلام نے بیان کر دیا۔ کہ مجھکو نہ کچھ قدرت ہے۔ نہ کچھ غیب دانی۔ میری قدرت کا تو یہ حال ہے۔ کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ تو دوسرے کا کیا کر سکوں۔ اور غیب دانی اگر میرے قابو میں

ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتا۔ اور اگر بھلا معلوم ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتا۔ اور اگر بُرا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتا۔ غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں ہے ۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۲۹ عبارت ۱۴ اور اس بات کی ان میں کچھ بڑھائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو۔ اسی صفحہ میں کچھ آگے عبارت ۱۵، اس بات میں بھی ان کو بڑھائی نہیں کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہو۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۷ عبارت ۱۶، اولیاء و انبیاء و امام زادہ، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑھائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔

تقویۃ الایمان صفحہ ۱۷، عبارت ۱۷، اور یقین جان لینا چاہیئے۔ کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے معوذ باللہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

بہشتی زیور صفحہ ۳۵ عبارت ۱۸ اشرفعلی دیوبندی، وہابی، کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا، کہ اس کو خبر ہوگی، شرک ہے۔

قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مولوی اشرفعلی صفحہ ۵۱۰ کے حاشیہ پر، عبارت ۱۹ انبیاء و اولیاء کو پکارنا اور ان کے نام پر نذر و نیاز کرنا اور اُٹھتے بیٹھتے ان کا نام لینا شرک ہے۔

اسی قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ کے حاشیہ صفحہ ۵۱۲ عبارت

عبارت ۲۰؎، بعض لوگ مولود شریف کی مجلس کو آراستہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے عمل ضائع اور مردود ہیں۔

قرآن شریف بدو ترجمہ۔ مصنف اشرفعلی حاشیہ صفحہ ۲۴۹

عبارت ۲۱؎ حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یعنی اپنا حال لوگوں کے آگے صاف بیان کردے۔ کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے۔ نہ کچھ غیب دانی، میری قدرت کا تو یہ حال ہے۔ کہ اپنی جان تک کا بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں۔ تو دوسرے کا کیا کرسکوں اور غیب دانی میرے قابو میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کرلیتا۔ اگر بھلا معلوم ہوتا۔ تو اس میں ہاتھ ڈالتا۔ اور اگر بُرا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتا۔ غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں ہے۔

کچھ آگے لکھا کہ انبیاؑ و اولیاء کو جو اللہ تعالیٰ نے ان کو سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔ سو انہیں بڑھائی یہی ہوتی ہے۔ کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں۔ اور اس بات میں کچھ ان کی بڑھائی نہیں۔ کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرّف کرنے کی کچھ قدرت بخشی ہو۔ اور اس بات میں بھی ان کو کوئی بڑھائی نہیں۔ کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دی ہو۔

عبارت ۲۲؎ اشرفعلی تھانوی نے اپنی کتاب "حفظ الایمان" صفحہ ۷ پر صاف لکھدیا۔ دیکھو عبارت آپ کی ذاتِ مقدس پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے۔ یا کُل غیب، اگر

اگر بعض علومِ غیب مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ یعنی اس میں گدھے، کُتے، سؤر وغیرہ سب آ گئے۔

قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ حاشیہ صفحہ ۲۹۲ عبارت ۲۳ مصنف اشرفعلی تھانوی، اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ اور صفحہ ۲۹۳ عبارت ۲۴ پر لکھدیا۔ منتیں ماننی نذر و نیاز کرنی اور اپنا وکیل و سفارشی سمجھنا کُفر و شرک ہے۔ جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے۔ گویا کہ اس کو اللہ تعالیٰ کا بندہ و مخلوق بھی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔

تھوڑا آگے چل کے لکھا۔ جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا۔ مشرک ہو جائے گا۔ خواہ انبیاؑ و اولیا سے کرے، خواہ پیروں اور شہیدوں سے۔ خواہ بھوت و پری سے۔

قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ مصنفِ اشرفعلی تھانوی حاشیہ صفحہ ۵۷ عبارت ۲۵ اور غیر خدا سے کیوں محبت کی جائے۔ بلکہ وہی ایک مالک لائق محبت اور خوف اور امید ہے۔ مگر ہمارے زمانہ کے مشرک شرک و کفر میں ان سے کئی حصّے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اللہ کے سوا اوروں کو بھی مدبر اور صاحبِ اختیار سمجھتے ہیں۔

اور صفحہ ۲۹۲ عبارت ۲۶ قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ کے حاشیہ پر صاف لکھدیا۔ کہ اور کو ماننا محض خبط ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ وہابیوں کے مزید کتابیں، مثلاً "صراط مستقیم" مصنفہ اسماعیل دہلوی رسالہ "تحذیر الناس" مولوی قاسم نانوتوی، دیوبندی۔ فتاویٰ بلا دو العرس، اور فتاویٰ رشیدیہ ہر دو جلد مصنف رشید احمد گنگوہی وغیرہ سے بھی اس مضمون کی عبارتیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر جس شخص پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو۔ اس کے لئے یہی عبارتیں بھی کافی ہیں۔ جو پیش کی جا چکی ہیں۔ اور یہ بھی جاننا چاہیئے کہ فرقۂ وہابیہ .... ایسی چالاکی سے گول مگول عبارت لکھ جاتے ہیں۔ اور جائز و ناجائز سب باتیں آگے و پیچھے کر کے ایسا مضمون بیان کر جاتے ہیں۔ کہ عوام اس کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ کہ یہ کیا کہہ گئے ہیں۔ انبیاء و اولیاء سے ان کی دشمنی ہے۔ اور محبوب علیہ السلام سے تو ان کی خاص کر ضد ہے۔ آگے پیچھے دوسری باتیں لکھ دیتے ہیں۔ اور درمیان میں اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کی توہین اور شان گھٹانا اور قسم قسم کے جملے لکھ جاتے ہیں۔ ہمیشہ انبیاء و اولیاء کے پیچھے پڑے رہتے ہیں سب انہوں نے توحید کے معنے یہی سمجھے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوبوں سے دشمنی اور کلمہ شریف صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ بھی زبان سے پڑھ لیتے ہیں۔ اور محمد رسول اللہ کے صاف منکر ہیں۔ جگہ جگہ تحریر کرتے ہیں۔ کہ اللہ کے سوا اور کسی کو نہ مان، یعنی نبوت کو نہ مان، کتابوں کو نہ مان، ملائک کو نہ مان، اور لکھتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کا ماننا محض خبط ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ وہابیت کا بڑا مقام ہندوستان میں ہے۔ اور جہاں کہیں ان کے معتقدین اور مریدین ہیں۔ وہ سب ان کی شاخیں ہیں

یہی لوگ ہیں. جو اپنا نام مسلمان رکھ کر عوام مسلمان کو دھوکہ دے رہے ہیں. قرآن پاک پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور غلط بیانی کر کے مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ جو آیت کافروں کے حق میں نازل ہوئی ہیں. وہ مسلمانوں کے حق میں جڑ جاتے ہیں.

جہاں کہیں قرآن پاک میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کافروں مشرکوں کو فرمایا ہوتا ہے. کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں. میری ہر بات مانو۔ اور جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہیں. وہ حق ہیں۔ ملائک، قیامت اور قیامت میں حساب جنت اور دوزخ وغیرہ سب حق ہیں. اور اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں. اے مُشرکو تم نے جو آٹے کے خدا بنائے ہیں۔ مٹی اور پتھروں کے خدا بنائے ہیں. جن کو تم پوجتے ہو۔ کیا یہ تمہیں اللہ کے عذاب سے بچا سکتے ہیں۔ ان بتوں کا پوجنا چھوڑ دو ۔ اور میں تم کو جو کچھ کہوں۔ تم کو میری ہر بات ماننی پڑے گی۔ اگر میری ہر بات مانو گے تو ہر عذاب سے بچ جاؤ گے ۔ ورنہ تم کو یہ مٹی اور پتھر کے خدا نہیں بچا سکتے ۔ تو نبی علیہ السلام کو مشرک یہ جواب دیتے تھے۔

وَيَقُولُونَ اَئِنَّا لَتَارِكُوٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجۡنُوۡنٍ ۔:۔ (یعنی)

اور کہتے تھے. کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کی وجہ سے چھوڑ دیں گے ؟

لہٰذا اس قسم کے . . . بکنے والے شرک پسند منافقوں،
کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے . کہ میرا محبوب سچا ہے . اور تم نے
میرے محبوب علیہ السلام کی باتوں کو نہیں مانا - اور بتوں کو نہیں
چھوڑا. لہٰذا تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے - اور یہ اس مضمون کو
الٹ بیان کرتے ہیں. وہ کہتے ہیں - کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو
فرمایا ہے :- کہ انبیاء و اولیاء کو چھوڑ دو - اور کہتے ہیں کہ انبیاءٔ
کو ماننا اور محبت کرنا شرک ہے . یہ منافق . . . اولیاء - انبیاء
اور بت، بھوت اور پری وغیرہ سب کو ملا دیتے ہیں - جگہ جگہ
لکھتے ہیں - انبیاء - بھوت و پری کوئی کسی کا حمایتی اور سفارشی
نہیں بن سکتا.

لہٰذا مسلمان انصاف فرماویں . کہ یہ محبوب علیہ السلام کی شفاعت
کا صاف انکار ہے - یا نہیں . اور محبوب علیہ السلام کی شان کو بھوت
اور پری کی شان کے ساتھ ملا دیا - یا نہیں . اور یہ حضور کی شان
گھٹائی یا نہیں اور یہ محبوب علیہ السلام کی توہین کی یا نہیں . آج
یہاں یہ منکر جو کچھ کہہ جائیں سو کہہ جائیں کل اس حقیقت
کے میدان میں سب مان لیں گے . کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
نبی رحمت اللعٰلمین ہیں . اور اللہ کے سچے محبوب ہیں . اللہ تعالیٰ
نے ان کو ہر شئے عطا فرمائی ہے . مگر وہاں ان کا یہ ماننا ان کو
کچھ فائدہ نہ دے گا - پچھتائیں گے اور سخت پچھتائیں گے .

جاننا چاہیے . کہ وہابیوں کی کتابوں سے ۲۷ عبارتیں نقل کرکے
پیش کیے گئے ہیں - ان سب کا رد اس کتاب میں پہلے ذکر ہو چکا ہے

مگر پھر بھی ہر ایک عبارت کا علیحدہ علیحدہ رد اور حضور علیہ السلام کے علمِ غیب کا ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔

عبارت ع۱ اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے۔ کہ خاص آدمیوں کا دل شیطان کا ٹھکانا ہے۔ یعنی آدمی کے دل میں شیطان حاضر و ناظر ہوتا ہے۔

دیکھئے شیطان کے علمِ غیب کا تو اشرفعلی قائل ہے۔ مگر نہ جانے محبوب علیہ السلام کے علمِ غیب کا کیوں منکر ہے۔

اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے قرآن پاک میں فرمایا ہے :-

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

یعنی البتہ تحقیق تشریف لائے تمہارے پاس رسول تمہارے نفسوں میں جن پر تمہاری مشقت میں پڑنا گراں ہے۔

اس آیتِ پاک کا حکم عام ہے۔ یعنی محبوب علیہ السلام تمہارے پاس تشریف لائے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ان کا آنا تم میں ایسے ہے جیسا روح کا آنا قلب میں۔ کہ ہر وقت جسم میں رہتی ہے۔ مگر نگاہ سے غیب۔ اسی طرح اے مسلمانو! وہ تمہارے دل میں رہتے ہیں۔ تمہارے خیال میں ہیں۔ مگر نگاہ سے غیب۔ اب جو آگے فرمایا جا رہا ہے۔ کہ تمہاری مشقت اُن پر بھاری ہے یعنی تمہاری تکلیف سے ان کو تکلیف پہونچتی ہے۔ اس کا مطلب بالکل ظاہر ہو گیا۔ کہ جب وہ تم میں ایسے آئے جیسے قلب میں جان۔ تو جسم کے ہر عضو کی تکلیف سے ان روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح ہر مسلمان کی تکلیف سے ان کو تکلیف ہوتی ہے۔

جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام مسلمانوں کے ہر حال سے ہر وقت خبردار ہیں۔ ورنہ ہماری تکلیف سے ان کو تکلیف کس طرح ہو سکتی ہے۔ جاء کم سے ثابت ہوا۔ کہ تمام جگہ حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ اور حاضر و ناظر ہیں۔ نیز فرمایا اللہ تعالیٰ نے اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ۔ یعنی نبی مومنوں کے ساتھ خود ان کے نفسوں سے بھی زیادہ قرب رکھتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ ہر شخص کو اپنی جان زیادہ قریب ہے۔ مگر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہر شخص کو اپنی جان سے بھی بہت ہی زیادہ قریب ہیں۔

حدیث ۵۷ بخاری شریف، حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ایسا کوئی مؤمن نہیں۔ مگر جو مومن ہے۔ میں دنیا میں اس کا اور آخرت میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ نیز ہر شخص کے ساتھ ہر قبر میں حضور علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں۔ اور مومنوں کے ان گھروں میں جہاں کوئی نہ رہتا ہو۔ وہاں روحِ مبارک حضورِ علیہ السلام حاضر ہوتی ہے۔ حضور کو سلام کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر مومن کے دل میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم حاضر و ناظر ہیں۔ مگر اشرفعلی تو شیطان کا حاضر و ناظر ہونا مانتا ہے۔ اور محبوب علیہ السلام کے حاضر و ناظر ہونے سے انکاری ہے۔

عبارت ۲ مصنف خلیل احمد بھٹی، مصدقہ گنگوہی ــــ . . . نے لکھا ہے۔ کہ علمِ غیب شیطان کے لئے تو نص سے ثابت ہے۔ اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علمِ غیب

ماننے کو خلاف نصوص قطعیہ اور شرک بتلاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں. کہ شیطان کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی اور حبیب خدا کے علم کے لئے کوئی نص نہیں ہے۔ جو شخص حضور علیہ السلام کے لئے علم غیب مانے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں انصاف فرمائیے۔ انہوں نے یہ کیسے صاف صاف محبوب علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی اور حضور علیہ السلام کو ایذائیں دیں۔

اللہ عزّ و جل فرماتا ہے :-

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ یعنی جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اور فرمایا اللہ تعالیٰ عزّ و جل نے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّلَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ۝ - یعنی بے شک جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں. ان پر لعنت اللہ کی ہے۔ دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ اللہ عزّ و جل ایذا سے پاک ہے۔ اسے کون ایذا دے سکتا ہے۔ مگر اللہ نے محبوب علیہ السلام کی شان میں گستاخی کو اپنا ایذا فرمایا۔ نیز اللہ تعالیٰ عزّ و جل فرماتا ہے۔

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ رُّسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ = یعنی

اور اللہ کی شان یہ نہیں۔ کہ اے عام لوگو! تم کو غیب کا علم دے۔ ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے۔ جس کو چاہے۔

تفسیر ۵۱ کبیری میں اس آیت کے نیچے ہے۔

فانا معرضنة ذالک علٰے سبیل الاعلام من الغیب فھو امن خواص الانبیاء یعنی

ان باتوں کا بطریق غیب پر مطلع ہونے کے جان لینا یہ انبیاء کرام کی خصوصیت ہے۔

(المعنٰے لکن اللہ یجتبی ان یصطفٰی من رسولہ من یشاء یطلعہ علے الغیب یعنی

معنٰے یہ ہے۔ کہ اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ پس ان کو غیب پر مطلع کرتا ہے۔

تفسیر جلالین ۵۲ اسی آیت کے ماتحت ہے۔ یعنی خدا تعالیٰ تم کو غیب پر مطلع نہیں کرتا۔ تاکہ فرق کرنے سے پہلے منافقوں کو جان لو۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے۔ چھانٹ لیتا ہے۔ تو اس کو غیب اپنے پر مطلع فرماتا ہے۔ جیساکہ نبی علیہ السلام کو منافقیت کے حال پر مطلع فرمایا۔

تفسیر روح البیان ۵۳ میں ہے۔

فان غیب الحقائق والاحوال لا ینکشف بلا واسطۃ الرسول = یعنی

کیونکہ حقیقتوں اور حالات کے غیب نہیں ظاہر ہوتے۔ بغیر

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے :
نیز فرمایا اللہ تعالیٰ عزّوجل نے :-
عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ اَحَدًا
اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ : یعنی
اللہ تعالیٰ عالمِ غیب تو وہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔ سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔
(تفسیر خازن اسی آیت کے نیچے ہے)
اِلَّا مَنْ یَّصْطَفِیْهِ لِرِسَالَتِهٖ و نبوتہ فیظھر عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنَ الغیب حَتّٰی یَسْتَدِلَّ علی نبوتہ بما یخبر بہ من المغیبات فیکون ذالک معجزۃ لہ
یعنی سوائے اس کے جس کو اپنی نبوت اور رسالت کیلئے چن لے۔ پس ظاہر فرماتا ہے۔ جس پر چاہتا ہے غیب۔ تاکہ ان کی نبوت پر دلیل پکڑی جائے۔ ان غیب چیزوں سے جس کی وہ خبر دیتے ہیں۔ پس یہ ان کا معجزہ ہوتا ہے۔

تفسیر روح البیان ع۵۴ یہی آیت

قال ابن شیخ انہ تعالیٰ لا یُطلع علے الغیب الذی یختص بہ تعالیٰ علمہ الا المرتضٰی الذی یکون رسولًا وما لا یختص بہ یطلع علیہ غیر رسول : یعنی
ابن شیخ نے فرمایا۔ کہ رب تعالیٰ اس غیب پر جو اس سے خاص ہے کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ سوائے برگزیدہ رسول کے

اور جو غیب رب سے خاص نہیں۔ اس پر غیر رسول کے بھی مطلع فرما دیتا ہے۔ نیز

فرمایا اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے:۔

وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ٥ = یعنی یہ نبی لوگوں کو غیب کے بتانے میں بخیل نہیں۔

تفسیر ۵۵ معالم وخازن اسی آیت کے نیچے ہے۔

يَقُولُ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاتِيهِ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يَبْخَلُ بِهٖ عَلَيْكُمْ بَلْ يُعَلِّمُكُمْ = یعنی اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔ میرے نبی علیہ السلام کو غیب کا علم آتا ہے۔ وہ تمہیں غیب بتانے میں بخل نہیں فرماتے۔ بلکہ تم کو بھی اس کا علم دیتے ہیں۔

امام قسطلانی شرح بخاری تفسیر سورۃ رعد میں فرماتے ہیں:۔

لَا يعلم متىٰ تقوم الساعة اِلَّا اللّٰه اِلَّا من ارتضىٰ مِنْ رَّسول فانه يطلع علىٰ مايشآء من غيبه والوَلِى تابع لهٗ ياخذ عنه = یعنی کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی۔ سوائے اس کے پسندیدہ رسولوں کے۔ اللہ انہیں اپنے جس غیب پر چاہے۔ اطلاع دیتا ہے۔ یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں۔ اور اولیاء رسولوں کے تابع ہیں۔ ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔

مُلّا علی قاری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں:۔

یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا علم اقسامِ علوم کو حاوی ہے

غیبوں کا علم بھی علم حضور کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔

لہذا محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے ثبوت میں کس کس آیت کو پیش کیا جائے۔

قرآن پاک تو سب کا سب اوّل سے آخر تک جگہ جگہ ہر ہر آیت میں محبوب علیہ السلام کے علمِ غیب کا ثبوت دے رہا ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ منکروں ․ ․ ․ کی نص وہ کون سی نص ہے۔ جس سے حضور علیہ السلام کا علمِ غیب ثابت ہو:

آیت ۵۶ :-

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ٥ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۚ یعنی

اور اگر تم اُن سے پوچھو تو بے شک ضرور کہیں گے۔ کہ ہم تو یوںہی ہنسی کھیل میں تھے۔ آپ فرما دیجیے۔ کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ٹھٹھا کرتے تھے۔ بہانے نہ بناؤ۔ تم کافر ہو چکے ہو۔ اپنے ایمان کے بعد =

تفسیر امام طبری میں اور تفسیر در منثور ہی میں بروایت ابوبکر ابن ابی شیبہ اُستاد امام بخاری و مسلم وغیرہ و ائمہ محدثین سیدنا امام مجاہد تلمیذ خاص حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے۔

انہ قال فی قولہ تعالیٰ و لئن سألتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب = قال رجل من المنافقین

يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادي كذا وكذا

وما يدريه بالغيب = يعنی

کسی کا ناقہ گم ہو گیا تھا۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فلاں جنگل میں ہے۔ ایک منافق بولا۔ کہ محمد غیب کیا جانے۔ اس پر اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے یہ آیتِ پاک اتاری کہ ان سے فرما دیجئے:۔ کیا اللہ، اس کے آیتوں اور اس کے رسولوں سے ٹھٹھا کرتے ہو۔ بہانے نہ بناؤ۔ تم کافر ہو چکے ایمان کے بعد =

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علمِ غیب کے منکروں پر اللہ عزّوجل نے خود کفر کا حکم فرما دیا ٭

لہذا منکروں سے دریافت کیا جائے۔ کہ یہی نص کافی ہے یا کسی دوسری نص کی بھی ضرورت ہے؟

اے شیطان کے علمِ غیب کا ثبوت نص سے ماننے والے اور محبوب علیہ السلام کے علمِ غیب کے قائل کو مشرک کہنے والے۔ اب تو تمہاری مراد پوری ہو گئی ہے۔ تم کو کفر اور شرک پسند ہے۔ اب تو تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفر مل چکا ہے،

محبوب علیہ السلام کے علمِ غیب کے ثبوت کی آئتیں تم کو نظر نہیں آتیں۔ کیونکہ تمہاری آنکھوں پر پٹی ہے۔ یعنی دلوں پر مُہر، کانوں اور آنکھوں پر پردہ ہے۔ اور واسطے تمہارے عذاب دردناک تیار کیا گیا ہے۔

عبارت ۳ محمد بن عبدالوہاب جو فرقہ وہابیہ کے امام ہیں۔

لکھا ہے۔ کہ نیک لوگوں کا وسیلہ جائز جاننے والا شخص مشرک ہے۔

حدیث ۵۸ بخاری شریف : ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہ لوگ جہاد کریں گے۔ تو یہ کہا جائے گا۔ تم میں کوئی شخص ایسا ہے۔ کہ جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت اٹھائی ہو۔ جواب دیا جائیگا ہاں! پھر اُسکے وسیلہ سے دعا مانگی جائے گی۔ اور اُس کی فتح ہو جائے گی۔ پھر ایک ایسا زمانہ آئیگا لوگ کہیں گے کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے۔ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی صُحبت اٹھائی ہو۔ جواب دیا جائے گا۔ ہاں! اُس کے وسیلہ سے دُعا مانگی جائے گی۔ اور فتح ہو گی۔

پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا۔ کہا جائے گا۔ کہ تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے۔ مَنْ صحبَ صَاحبَ اصحاب النّبی صلے اللہ علیہ وسلم فیقول نعم فیفتح : یعنی جس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی صحبت اٹھانے والے کی صحبت اُٹھائی ہو۔ جواب دیا جائیگا ہاں! پس اس کے وسیلہ سے دُعا مانگی جائے گی۔ پس فتح ہو جائے گی۔

اس حدیث پاک سے دو باتیں خوب ثابت ہوئیں۔ ایک یہ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے آئندہ علم غیب ہر ہر زمانہ اور ہر ہر وقت کی خبر دے دی۔ اور دوسری یہ کہ نیک لوگوں کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ لہذا وسیلہ بہت ضروری ہے۔

عبارۃ ۴۲ خدا کے سوا کسی دوسرے کی پناہ لینا شرک ہے۔

حدیث ۵۹ حاکم وغیرہ فرماتے ہیں۔ صلے اللہ علیہ وسلم
النجوم امانٌ لاھل السماءِ واھلبیتی امانٌ لِاُمتی
یعنی ستارے آسمان والوں کے لئے امان ہیں۔ اور میری اہلبیت
میری امت کی پناہ ہے۔

حدیث ۶۰ طبرانی و حاکم ابی سعید خدری وحضرت علیؓ المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما راوی ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:—
اطلبوا الحوائج الی ذوی الرحمۃ من اُمتی ترزقوا
تنجحو و فی لفظ اطلبوا الفضل عند الرحماءِ تعیشوا
فی اکنافیھم فان فیھم رحمتی و فی لفظ اطلبوا
الفضل من الرحماء و فی روایۃ اُخریٰ اطلبوا
معروف من رحماءِ اُمتی تعیشوا فی اکنافیھم ۔ بھی
یعنی میرے رحم دل اُمتیوں سے حاجتیں مانگو۔ ان سے فضل طلب
کرو۔ ان سے بھلائی چاہو۔ رزق پاؤ گے۔ مرادوں کو پہنچو گے۔
ان کے دامن میں آرام سے رہو گے۔ ان کی پناہ میں چین کرو گے۔
ان میں میری رحمت ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تو یہ ہے
مگر منکر کہتے ہیں . . . . کہ یہ سب باتیں شرک اور کفر
ہیں۔

عبارت ۵ اور اس طرح کہے کہ اگر اس کی کُتیا نہ ہوتی تو
ہمارے یہاں چور آجاتے۔ اگر گھر میں بطخ نہ ہوتی تو چور آجاتے
یہ سب اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا ہے۔ مطلب یہ ہے۔ کہ اگر کوئی کہے
کہ دروازہ بند نہ ہوتا تو بلی آجاتی اور گوشت کھا جاتی۔ اور

اگر بلی نہ ہوتی تو چوہا نقصان کر جاتا۔ اور اگر بستر نہ ہوتا۔ تو ٹھنڈی لگ جاتی اور اگر مجھے فلاں نہ جگاتا۔ تو نماز قضا ہو جاتی۔ اور اگر ڈاکٹر سوئی نہ لگاتا تو بخار ہو جاتا۔ ہر ہر بات سے مشرک بن جائے گا۔

مسلمانو! دیکھو یہ کیا ۔ ۔ ہے۔ اس..... نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان کو کیا سمجھا ہے۔ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک بنائے جاتا ہے۔ اس نے نہ عقل سے کام لیا اور نہ نقل سے۔

آیت:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَئُوْهُمْ فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوْا... لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۔ یعنی

اور اگر نہ ہوتے ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں جن کی تمہیں خبر نہیں۔ کہیں تم انہیں روند ڈالو تو ان سے تمہیں انجانی میں مشقت پہنچے۔ تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں لے لے۔ اور اگر یہ لوگ الگ ہو جاتے تو ہم ان میں سے کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔

حدیث ۶۱ طبرانی و بیہقی وغیرہ کہ فرماتے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم:۔

لَوْلَا عِبَادُ اللّٰهِ رُكَّعٌ وَصِبْيَةٌ رُضَّعٌ وَبَهَائِمُ رُتَّعٌ لَصُبَّ عَلَيْكُمُ الْعَذَابُ صَبًّا ثُمَّ رُضَّ رَضًّا ۔ یعنی

اگر نہ ہوتے اللہ تعالیٰ کے نمازی بندے اور دودھ پیتے بچے تو بیشک عذاب تم پر بسختی ڈالا جاتا - پھر مضبوط و محکم کر دیا جاتا - اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب تو صاف فرماتے ہیں۔ کہ اگر یہ نہ ہوتا تو وہ ہو جاتا وغیرہ =

اور دُنیا میں ایسا کوئی انسان نہ ملے گا۔ جو یہ باتیں نہ کرے۔ تو کیا ساری دنیا میں تمام لوگ مشرک ہیں۔ مسلمانو خیال فرمائیے کہ ان باتوں کا شرک سے کیا تعلق ہے۔

عبارت ۶ غیر اللہ کو پکارنا یا اس سے مدد طلب کرنا.... شرکِ اکبر ہے :-

حدیث ۶۲ طبرانی

عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا :- اذا اضل احدکم شیئاً واراد عون وھو بارض لیس بھا انیس فیقل یاعباد اللہ اعنونی یاعباد اللہ اعنونی یاعباد اللہ اعنونی فاللہ عباد لا یراھم = یعنی

جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے۔ اور مدد مانگنی چاہے۔ اور ایسی جگہ ہو۔ جہاں کوئی ہمدم نہ ہو تو اسے چاہیئے۔ کہ یوں پکارے۔ اے اللہ کے بندے میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندے میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندے میری مدد کرو۔ کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں۔ جنہیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کریں گے۔

اس حدیثِ پاک نے دونوں باتیں ثابت فرما دیں۔ ایک یہ کہ کسی

کو پکارے۔ دوسرا یہ کہ کسی سے مدد طلب کرے۔ ان دونو باتوں کا حضور علیہ السلام نے حکم فرمادیا۔ کہ یوں پکارو۔ اور مدد طلب کرو اور وہابی نے اس عبارت ۶ع کے ساتھ یہ بھی لکھدیا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ایسا فعل کریں۔ کہ جس میں کسی دوسرے کی خوشی ہو۔ تو ظالموں میں شامل ہوجائیں گے۔

مسلمانو! دیکھو۔ کہ اس نے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی۔ اور شان گھٹائی۔ اس گستاخ نے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو صاف گالیاں دیں۔ اور ایذا پہنچایا۔

اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔ کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچاتے ہیں۔ ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔

آیت ۵۷ = اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پارہ ۱۱ میں =

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ = یعنی بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی اور خوشی کے بہت چاہنے والے ہیں۔ مسلمانوں پر بہت کرم والے مہربان ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ کہ میرا محبوب عام مسلمانوں کی بہت بھلائی اور خوشی چاہنے والا ہے۔ مگر منکر . . . . . نے لکھدیا۔ کہ حضور علیہ السلام اگر کسی کی خوشی چاہیں۔ تو ظالموں میں شامل ہوجائیں گے۔ جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ ایک جھوٹ

اور دوسرا اللہ تعالیٰ اور اُس کے محبوب پر بولنا۔ (استغفراللہ)

عبارت ۵ اسماعیل دہلوی . . . جو کوئی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لیا کرے۔ مُشرک ہو جاتا ہے۔

آیت ۵۸ پارہ ۲۳ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ = یعنی

تحقیق اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس کے درود بھیجتے ہیں۔ اوپر نبی کے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی درود بھیجو اوپر اُس کے اور سلام بھیجا کرو۔

اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے حکم فرما دیا۔ کہ میرے محبوب پر درود اور سلام بھیجا کرو۔ اور اُس کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں فرمایا۔ بلکہ ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے میرے محبوب علیہ السلام کے نام پر درود بھیجا کرو۔ یعنی اُٹھتے بیٹھتے میرے محبوب کا نام لیا کرو۔ کلمہ پاک اور اذان میں، التحیّات میں، کلمۂ شہادت میں، درودِ پاک میں الغرض ہر ہر جا میں محبوب علیہ السلام کے نام لینے کا حکم ہے۔ اور کیوں نہ ہو۔ یہ کیسا اچھا کام ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ خود کرتا ہے۔ اور اللہ کے سب فرشتے کرتے ہیں۔ اور حکم فرمایا اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی درود بھیجو اور سلام بھیجا کرو۔ لہٰذا یہ وہ کام جو سب کاموں سے نرالا ہے۔ اور یہ وہ فرمان ہے۔ جو سب فرمانوں سے نرالا ہے۔ کیونکہ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں۔ یہ کیسا پیارا فرمان ہے۔ کہ تحقیق اللہ اور اُس کے

فرشتے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی علیہ السلام کے۔

اے ایمان والو! تم بھی درود اور سلام بھیجا کرو۔ یعنی میرے محبوب علیہ السلام پر ہر وقت درود اور سلام کے تحفے بھیجا کرو۔ یہاں تک کہ نماز جو اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت کا وقت ہے۔ اس میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر درود اور سلام بھیجنے کا حکم فرمایا۔ بلکہ نماز میں خاصکر محبوب علیہ السلام کو سلام عرض کیا جاتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ = یعنی سلام آپ پر اے نبی =

ایک التحیات میں پانچ بار حضور علیہ السلام کے نام لینے کا حکم ہے۔ بلکہ ابراہیم علیہ السلام کے نام لینے کا بھی حکم ہے۔

معلوم ہوا۔ کہ اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت حضور علیہ السلام کے نام لینے اور پکار کر سلام عرض کرنے کا حکم ہے۔

اس پیارے فرمان سے کوئی مومن انکار نہیں کر سکتا۔ وہ کیسا ہی بد بخت اور بدنصیب شخص ہوگا۔ جو اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی رحمت سے محروم ہو۔ مسلمان تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ مگر منافقین . . . اس پیارے فرمان کے منکر ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ جو کوئی کسی کا نام اُٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے۔ وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح مکر اور فریب کی گول مگول عبارت کیوں لکھتے ہیں۔ صاف صاف ایسا کیوں نہ تحریر کیا۔ کہ محبوب علیہ السلام پر درود اور سلام عرض کرنا کفر اور شرک ہے۔ یہ منافق خود تو

گمراہ ہیں۔ ایسی پیاری رحمت سے محروم ہیں۔ مگر عوام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی کام شیطان کا ہے۔ صاف ایسا کیوں نہیں کہتے۔ کہ اگر کوئی کہے یا نبی اللہ السلام علیک ۔ یا اُٹھتے بیٹھتے رسول اللہ کا نام لے۔ جیساکہ ہمیشہ تمام مسلمانوں کی یہ عادت ہے۔ تو وہ مشرک ہو جائے گا۔ ان کو شرم تو آتی ہی نہیں۔ اس قسم کے ہزارہا بکواس بک جاتے ہیں۔ مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی خاطر ان منکروں کے شر سے مسلمانوں کو پناہ عطا فرمائے۔

عبارت ۵ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا۔

حدیث ۶۳ طبرانی و ابو نعیم والدارمی و بیہقی وغیرہ:

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام لاتے ہی حضور علیہ السلام سے عرض کی:—

انی لاجد صفتك فی کتاب اللہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا الیٰ قولہٖ۔ لن یقبضہ اللہ حتی یقیم بہ الملۃ العوجاء حتی یقولوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَیفتح بہ اعینا عمیا واذانا صما و قلوبا وغلفا ۔ یعنی بے شک میں حضور کی صفت تورات میں پاتا ہوں۔ اے نبی یقیناً ہم نے تجھے بھیجا گواہ اوپر اپنی امت کے۔ تمام احوال و افعال پر مطلع اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اللہ عزوجل اسی نبی کو نہ اٹھائے گا۔ یہانتک کہ اس کے سبب ٹیڑھے

دین کو سیدھا کر دے۔ بہرے کان اور غلاف چڑھے دل کھل جائیں۔

حدیث ۶۴ عن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے ہیں صلی اللہ علیہ وسلم :- لما خلق اللہ العرش کتب علیہ بقلم نورًا طول القلم ما بین المشرق والمغرب لا الٰہ الا اللہ محمدٌ رسول اللہ بہٖ اٰخذ و اعطی امتہٗ افضل الامم و افضل ابوبکرن الصدیق = یعنی جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا۔ اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق سے مغرب تک تھا۔ لکھا اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔ محمد اللہ کے رسول ہے۔ میں انہیں کے واسطے سے لوں گا۔ اور اُنہیں کے واسطے سے دونگا۔ ان کی امت سب امتوں سے افضل ہے۔ اور اُنکی امت میں سب سے افضل ابوبکر صدیق ہے۔

صاف معلوم ہوا۔ کہ جہاں جو چیز جس کو ملتی ہے۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے ملتی ہے۔

دُنیا، قبر اور آخرت میں اپنی امت کی بلکہ تمام نبیوں کے امتوں کی حمایت اور شفاعت محبوب علیہ السلام ہی فرمانے والے ہیں۔

اٰیت :- فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا۔ یعنی قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبارِ دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ اسی آیت کے نیچے۔

معالم التنزیل شریف میں ہے۔ یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ یہ مُدبّرات الامر ملائکہ ہیں۔ کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے۔ جن کی کاروائی اللہ تعالیٰ نے انہیں تعلیم فرمائی۔

عبداللہ بن سابط نے فرمایا:۔

یدبر الامر فی الدنیا اربعۃ، جبرئیل، میکائیل وملک الموت واسرافیل علیہم الصلوٰۃ والسلام = یعنی دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں۔ جبرائیل میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم الصلوٰۃ والسلام =

اب آیتِ کریمہ کے دوسرے معنیٰ لیجئے۔ اس آیت کے نیچے:۔ تفسیر ۵۶ ۔ بیضاوی شریف میں ہے۔

اوصاف النفوس فاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر شرفہا وقوتہا من المدبرات = یعنی ان آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ عزوجل نے ارواح اولیاءِ کرام کا ذکر فرمایا۔ جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں۔ کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہو کر عالمِ بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی۔ خطیرہائے حضرتِ اقدس تک جلد رسائی پاتی۔ پس اپنی بزرگی اور طاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر اور تصرف اور کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں ـــــ لہذا خوب ثابت ہوا۔ کہ اولیاء کرام بعد وصال بھی عالم میں تصرف کرا اور کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر شئے کے مالک و مختار ہیں ٭

عبارت ۹ :- پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے ان کو اللہ نے ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔

حدیث ۶۵ بخاری شریف، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یُعْطِی :- یعنی

اور سوا اس کے نہیں کہ میں ہی تقسیم کرنے والا ہوں۔ اور اللہ عزّ وجل مجھے عطا فرماتا ہے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ عزّ وجل نے اپنے محبوب کو ہر چیز عطا فرمائی ہے۔ اور محبوب علیہ السلام عالم میں مخلوق کو عطا فرماتے ہیں۔

حضور کا فرمان ہے۔ کہ یہ قدرت اور طاقت مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے — مگر منکرین کا کوئی علاج نہیں

نہ اللہ تعالیٰ سے حیا اور نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے شرم!

لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ ۝

عبارت ۱۰ :- یعنی جو کچھ اللہ ... اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں، خواہ قبر میں، سوا اللہ کے اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو، نہ ولی کو نہ اپنا حال، نہ دوسرے کا ؛

حدیث ۶۶ مسلم و مشکوٰۃ باب الایمان بالتقدیر میں ہے۔ کہ ایک بار حضور علیہ السلام اپنے دونوں مبارک ہاتھوں میں دو کتابیں

لئے ہوئے اصحابہ کرام کی مجلس میں جلوہ گر ہوئے اور فرمایا۔ کہ اس کتاب میں تو جنتی لوگوں کے نام ان کے باپوں کے نام اُنکے قبیلوں کا ذکر ہے۔ اور دوسری کتاب میں دوزخیوں کے نام اور قبیلے وغیرہ مذکور ہیں۔ اور آخر میں اُن کو ٹوٹل لگا دیا گیا ہے۔ کہ کل جنتی اتنے ہیں۔ اور کلُ دوزخی اتنے۔

آیت ۵۹ع پارہ ۷

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ۔ یعنی اے ایمان والو! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کر دی جاویں تو تم کو بری لگیں۔ اور اگر انہیں اسوقت پوچھو گے۔ جب قرآن اتر رہا ہے۔ تو تم پر ظاہر کر دی جائیں گی۔ اللہ انہیں معاف کر چکا۔ اور اللہ بخشنے والا حلیم ہے۔

شانِ نزول:۔ بعض لوگ حضور علیہ السلام کے ساتھ بہت سے بے فائدہ سوال کیا کرتے تھے۔ ایک روز محبوب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اچھا جو کچھ پوچھنا ہو پوچھو ہم ہر بات بتا دیں گے۔ ایک نے پوچھا میرا انجام کیا ہوگا۔ حضور نے فرمایا تیرا انجام جہنم ہے۔ دوسرے نے پوچھا میرا باپ کون ہے۔ حضور نے فرمایا تو صداقہ کے نطفہ سے ہے۔ یعنی تو حرامی ہے۔ کیوں کہ اس کی ماں صداقہ کی بیوی نہ تھی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ اور فرمایا گیا۔ اے مسلمانو! ہمارے محبوب سے ایسی باتیں نہ کہلواؤ۔ جس میں

تمہارے عیب کھل جائیں۔
(تفسیر احمدی) حدیث مسلم و بخاری کی روایت ہے۔ کہ اسی موقع پر عبد اللہ بن خذافہ سہمی نے پوچھا۔ کہ میرا باپ کون ہے۔ حضور نے فرمایا حُذافہ۔ عبد اللہ کی والدہ نے یہ واقعہ سنا تو کہنے لگی۔ تو بڑا نالائق ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ زمانۂ جہلیت کی عورتوں کا کیا حال ہے۔ اگر تیری ماں سے کوئی قصور ہُوا ہوتا۔ تو وہ آج کیسی رسوا ہوتی۔ (مسلم کی روایت) میں ہے۔ کہ ایک بار حضور نے فرمایا۔ کہ مسلمانوں پر حج فرض ہے۔ اس پر ایک شخص نے کہا۔ کہ کیا۔ ہر سال فرض ہے۔ تو حضور نے خاموشی اختیار فرمائی۔ سائل نے بار بار یہی سوال کیا۔ تو ارشاد فرمایا۔ کہ اگر ہم اس وقت ہاں کہدیتے تو ہر سال حج کرنا فرض ہو جاتا۔ اور تم نہ کر سکتے۔ اس پر یہ آیت اتری۔ اس سے خوب معلوم ہُوا۔ کہ محبوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کل علمِ غیب جب سے دنیا بنی ہے۔ اور جب تک رہے گی۔ ہر ذرہ ذرّہ اور قطرہ قطرہ کون جہنمی ہے۔ اور کون جنتی اور کون کس کا بیٹا ہے۔ عطا فرمایا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہُوا۔ کہ حضور علیہ السلام مالک احکام بنائے گئے ہیں۔ جو کلمہ اُس زبانِ پاک سے نکل جاوے۔ وہی قانونِ الٰہی بن جاتا ہے۔ اور منکر کہتا ہے۔ کہ حضور علیہ السّلام کو نہ اپنا حال معلوم ہے۔ نہ دوسرے کا۔ قرآنِ پاک و حدیثِ پاک کا صاف منکر ہے۔ اور دعویٰ اسلام کا کرتا ہے۔ مسلمانوں کو دھوکہ دے رہا ہے —

عبارت ع۱۱ تقویۃ الایمان اور جس کا نام محمّد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

حدیث ع۶۷ مُسلم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے۔ کہ محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

اَنَا نَائِمٌ اِذْ جِیْئُ بِمَفَاتِحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدَیَّ: یعنی

میں سو رہا تھا۔ کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں۔ اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ محبوب علیہ السلام نے فرمایا:۔

اُعْطِیْتُ مَا لَمْ یُعْطَ اَحَدًا مِنَ الْاَنْبِیَاءِ قَبْلِیْ: یعنی

مجھے وہ عطا ہُوا جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ مِلا۔

اس کتاب میں پہلے کئی بار ذکر ہو چکا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ عزّ وجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو تمام خزائن زمین کی کُنجیاں نصُرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، جہنّم کی کنجیاں بہشت کی کنجیاں۔ سب عطا فرمائی ہیں۔

حدیث ع۶۸ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں۔ کہ جب حضور میرے شِکم سے پیدا ہوئے۔ تو ایک سفید ابر نے آکر حضور کو ڈھانپ لیا۔ پھر روشن ہوُا تو کیا دیکھتی ہوں۔ کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہُوا کپڑا حضور کی مُٹھی میں ہے۔ اور ایک منادی پُکار رہا ہے۔

مجیء بجئ قبض محمد علی الدنیا کلھا۔ لم یبق خلق من اھلھا الا دخل فی قبضتہ = یعنی

واہ واہ ساری دنیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی۔ زمین وآسمان میں کوئی ایسی مخلوق نہ رہی۔ جو ان کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ہر شئے کا اختیار عطا فرما دیا ہے۔ کہ جسے جو چاہیں عطا فرماویں۔

محبوب صلے اللہ علیہ وسلم اللہ عزّ وجل کی طرف سے مختار عام ہیں۔ اور رحمت اللعٰلمین ہیں۔ تمام عالموں کو اپنی رحمت کا فیض بخشنے والے۔ مگر منکر.. .. .. کہتا ہے۔ کہ جس کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

لعنت اللہ علی الکذبین ؕ

عبارۃ ۱۲ یعنی اللہ کے سوا اور کسی کو نہ مان۔

آیت ۶۰ پارہ ۶ =)

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَکۡفُرُوۡنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یُّفَرِّقُوۡا بَیۡنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوۡلُوۡنَ نُؤۡمِنُ بِبَعۡضٍ وَّنَکۡفُرُ بِبَعۡضٍ وَّیُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ یَّتَّخِذُوۡا بَیۡنَ ذٰلِکَ سَبِیۡلًا ۙ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡکٰفِرُوۡنَ حَقًّا ۚ وَاَعۡتَدۡنَا لِلۡکٰفِرِیۡنَ عَذَابًا مُّہِیۡنًا ؕ = یعنی

تحقیق جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں۔ ساتھ اللہ کے اور رسول اسکے کہ اور ارادہ کرتے ہیں۔ یہ کہ جدائی ڈالیں۔ درمیان اللہ اور رسول اُسکے کے۔ اور کہتے ہیں۔ ایمان لاتے ہیں۔ ہم ساتھ بعض کے اور کفر

کرتے ہیں۔ ہم ساتھ بعض کے اور چاہتے ہیں. یہ کہ پکڑیں درمیان
اس کے راہ۔ یہ لوگ وہی ہیں کافر، تحقیق تیار کیا ہم نے
واسطے کافروں کے عذاب رُسوا کرنے والا =

اس آیتِ پاک نے صاف صاف بیان فرمادیا. کہ جو لوگ اللہ عزوجل اور اس کے محبوب کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں. کہ اللہ کے سوا ہم اور کسی کو نہیں مانتے۔ یقیناً یہی لوگ کافر ہیں۔ اور ان کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا۔ اب منکروں کی اُس عبارت کا اندازہ لگایئے. جس میں اس نے لکھا ہے۔ کہ اللہ کے سوا اور کسی کو نہ مان اوروں کا ماننا محض خبط ہے۔ اور اس طرح کہنے والے کو خود اللہ تعالیٰ نے کُفر کا حکم لگا دیا ہے۔

عِبارت ۱۳ = محبوب علیہ السلام کو اپنی جان کے نفع ونقصان کا اختیار نہیں. تو دوسرے کا کیا کر سکتے ہیں - اور نہ ہی حضور علیہ السلام علمِ غیب جانتے ہیں.

آیت :— قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۤءَ اللّٰهُ
یعنی - آپ فرما دیجئے کہ میں ذاتی اپنے نفع ونقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔
مگر جو چاہے اللہ -

تفسیر خازن، حاشیہ جلالین اور نسیم الریاض اور تفسیر صادی حاشیہ جلالین علامہ سلیمان جمل نے فتوحاتِ الٰہیہ حاشیہ جلالین وغیرہ نے اس آیت کے نیچے تحریر فرمایا. کہ حضور علیہ السلام نے یہ کلام بطور انکسار فرمایا ہے۔ اور نفی بھی بغیر واسطہ کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمانا یہ امر واقع ہے ۔اور دوسری اس آیت نے

خود تفسیر فرمائی۔

فرمایا۔ اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰہُ۔ یعنی جو کچھ اللہ تعالیٰ چاہے مجھے عطا فرماتا ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ عزّوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو سب کچھ عطا فرمایا ہے۔ اور ساری دنیا قلیل ہے۔ اور محبوب علیہ السلام کو کوثر عطا ہوا۔ یعنی بہت ہی زیادہ عطا ہوا۔

فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ یعنی اور اللہ نے آپکو خیر کثیر عطا فرمائی۔ مگر:

مُنکروں کا محبوب علیہ السلام کی شان گھٹانے میں پیٹ نہیں بھرتا۔ محبوب علیہ السلام کو تو اللہ تعالیٰ نے وہ طاقت بخشی ہے۔ کہ جس تک کسی دماغ کی رسائی نہیں۔

عبارت ۱۴ اور اس بات کی ان میں کچھ بڑھائی نہیں۔ کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی ہو۔ اس کا رد عبارت ۸ میں مفصل بیان ہو چکا ہے۔ اور آیت و تفاسیر سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت بخشی ہے۔ بلکہ اولیاء بعد وفات کے بھی عالم میں تصرّف کرتے ہیں۔

عبارت ۱۵ اس بات میں بھی ان کو بڑھائی نہیں۔ کہ اللہ صاحب نے غیب دانی ان کے اختیار میں دیدی ہو۔ جاننا چاہیئے۔ کہ محبوب علیہ السلام کی غیب دانی اسی کتاب میں اوّل سے آخر تک خوب ثابت کی گئی ہے۔ ہر ہر جگہ کس کس آیت اور حدیث کو پیش کیا جائے۔ مگر مُنکر وہابی کا کوئی علاج نہیں۔

عبارت ۱۶ اولیاء و انبیاء بندے عاجز ہیں۔ اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑھائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہوئے۔

آیت نمبر ۶۱ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے:۔ سپارہ ۲۲

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ = یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ بلکہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور سب نبیوں سے پچھلے۔

یعنی ظاہری صورت میں سب نبیوں سے پیچھے آنے والے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں سب نبیوں سے پہلے نبوت پانے والے۔ اِس آیت سے خوب ثابت ہوُا۔ کہ محبوب علیہ السلام کو نہ کوئی باپ کہے نہ بھائی کہے۔ اور نہ چچا ماموں وغیرہ کہے۔ اپنے آپس میں سب سے بڑا عزت والا باپ ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عزّ وجل فرماتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو باپ بھی نہ کہو۔ تو بھائی کہنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ خود اپنے محبوب کو يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ، يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ وغیرہ خطابوں سے پکارتا ہے۔ یا ان کے علاوہ اور پیارے پیارے خطابوں سے يَا اَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ یعنی اے پیارے چادر کے اوڑھنے والے اے میرے پیارے کپڑوں کے پہننے والے۔ گویا سارے قرآن مجید میں اوّل سے آخر تک حضور علیہ السلام کو کسی جگہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کا بھائی کہکر نہیں پکارا۔

عالمگیری وغیرہ میں ہے۔ کہ انبیاء کرام کو بھائی وغیرہ کہنا حرام ہے۔

اور اگر نیتِ توہین ہو تو کہنے والا کافر ہے۔

آیت ۶۲ :- پارہ ۱۸ -

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا = یعنی رسول کے پکارنے کو ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو +

اس آیتِ پاک نے بھی بتا دیا۔ کہ محبوب علیہ السلام کو اے بھائی۔ اے باپ وغیرہ خطابوں سے پکارنا حرام ہے۔ بلکہ یارسول اللہ یاحبیب اللہ وغیرہ القابوں سے پکارو۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا۔ کہ حضور علیہ السلام کو ہر جگہ سے ہر وقت پکارنا جائز ہے۔ مگر ضروری ہے۔ کہ اچھے القاب سے پکارا جائے۔ اور فرمایا:-

آیت ۶۳ پارہ ۲۶ =

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ یعنی

اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو۔ جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو۔ ورنہ تمہارے اعمال ضبط ہو جائیں گے۔ اور تم کو خبر بھی نہ ہو گی۔ اور اعمال کا ضبط ہونا کفر سے ہوتا ہے۔

لہٰذا خوب ثابت ہوا۔ کہ محبوب علیہ السلام کو بھائی کہنے والے کے عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ اس میں حضور علیہ السلام کی توہین ہے۔ اور محبوب علیہ السلام کی توہین کرنے والا کافر ہے۔ جب اس مُمتحن نے دیکھا۔ کہ ان باتوں سے تو میرا کچھ نہیں بنتا۔ تو پھر صاف صاف محبوب علیہ السّلام کی توہین .. ..کرنا شروع

کر دیا۔ دیکھو عبارت ۱۷ ؎

عبارت ۱۷ :- "اور یقین جان لینا چاہیئے۔ کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔"

جاننا چاہیئے۔ کہ سب مخلوق سے بڑے محبوب علیہ السلام ہیں۔ تو اس منکر نے حضور علیہ السلام کی کیسی شان گھٹائی اور توہین کی ؎ توبہ۔

مذہب حنفی سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں۔

ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ وبانت منہ امرءتہ = یعنی

جو شخص مسلمان ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دشنام دے یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے۔ یا حضور کو کسی طرح کا عیب لگائے۔ یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے۔ وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی۔

اور ہزار ہا ائمہ دین اور علماء حنفیہ کے نزدیک حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والے کی توبہ قبول نہیں۔

شفا شریف و بزازیہ و درر و غرر و فتاویٰ خیریہ وغیرہ میں ہے

اجمع المسلمون ان شاتمہ صلی اللہ علیہ وسلم کافر ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر = یعنی

تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ کہ جو حضور علیہ السلام کی شان پاک میں گستاخی کرے وہ بھی کافر ہے۔ اور جو اس کے معذب یا کافر

ہونے میں شک کرے۔ وہ بھی کافر ہے۔

مجمع الانہار، در المختار میں ہے:۔

ولفظ لہ الکافر بسبب نبی من الانبیاء لا تقبل توبتہ مطلقاً ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر = یعنی کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو اس کی توبہ قبول نہیں۔ اور جو اس کے عذاب اور کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

معلوم رہے۔ کہ عدم قبول توبہ حاکم اسلام کے یہاں ہے۔ کہ وہ اس معاملہ میں بعد توبہ بھی سزائے موت دے۔ ورنہ اگر توبہ صدقِ دل سے ہے۔ تو عند اللہ مقبول ہے۔ کہیں یہ وہابی بدگو اس مسئلہ کو دستاویز نہ بنالیں۔ کہ آخر توبہ تو قبول نہیں۔ پھر کیوں تائب ہوں۔ نہیں نہیں توبہ سے کفر مٹ جائے گا۔ مسلمان ہو جاؤ گے۔ جہنم ابدی سے نجات پاؤ گے۔ اس قدر پہ اجماع ہے۔ کمافی ردالمختار وغیرہ۔

عبارت ۱۸ بہشتی زیور اشرفعلی تھانوی ..... دیوبندی،

"کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گی۔ شرک ہے۔"

اس کا جواب عبارت ۶ میں دیا گیا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کی چیز گم ہو جائے۔ اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں۔ اور مدد مانگنی چاہے۔ تو یوں پکارے:۔

اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، تین بار کہے۔ کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں۔ جنہیں وہ نہیں دیکھتا۔ وہ اس کی مدد کریں گے۔

حضور علیہ السلام تو حکم دیتے ہیں۔ کہ اس طرح پکارو۔ اور مدد طلب کرو۔ مگر منکر وہابی پکارنے اور مدد طلب کرنے والے کو مشرک کہتا ہے۔

عبارت ۱۹ قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ کے حاشیہ پر اشرفعلی تھانوی ..... نے لکھدیا۔ کہ " انبیاء و اولیاء کا اُٹھتے بیٹھتے نام وغیرہ لینا شرک ہے " اس کا جواب بھی عبارت ۷ میں آیت وحدیث سے بیان کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ عزّ و جل نے خود ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اور فرشتے اس کے درود بھیجتے ہیں اوپر نبی کے۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی درود بھیجو اور سلام بھیجا کرو۔

اللہ جل شانہ مسلمانوں کو حکم فرما رہا ہے۔ کہ اے مسلمانو! اُٹھتے بیٹھتے ہر وقت میرے محبوب علیہ السلام کا نام لیا کرو۔

مگر ..... منکر نہ مانیں تو اس کا کیا علاج ۔

عبارت ۲۰ " بعض لوگ مولود شریف کی مجلس کو آراستہ کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے عمل ضائع اور مردود ہیں "

مسلمانو! دیکھو یہ کیا لکھ دیا ہے۔ امام جلال الدین سیوطی شرح صدور میں فرماتے ہیں۔ :-

اِنْ عتقد النّاس اَنّ روح ومثالہ فی وقت قراءۃِ ... المولود وختم رمضان وقراءۃ القصائد یحضر جازا

یعنی اور یہ عقیدہ رکھنا لوگوں کا کہ حضور علیہ السلام کی روح اور آپ کی مثال مولود شریف پڑھتے وقت اور ختم رمضان اور نعت خوانی کرتے وقت آتی ہے تو جائز ہے ۔

لہٰذا یہ کیسا اچھا مبارک وقت ہے۔ کہ میلاد شریف اور نعت خوانی کی مجلس میں محبوب علیہ السلام تشریف فرماتے ہیں۔ مگر

نکو ہابی ... اس کا بھی منکر ہے۔ جس جس بات میں حضور علیہ السلام کی شانِ اقدس بیان کی جائے۔ اُس ہر بات کا یہ منکر اور سخت دشمن ہے۔

عبارت ۲۱ "حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں اپنی جان کے نفع نقصان کا مالک نہیں۔ تو دوسرے کا کیا کر سکوں۔ اور نہ مجھے غیب دانی ہے۔" وہابی کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام اپنی جان کے نفع نقصان کے مالک نہیں۔ تو دوسرے کا کیا کر سکیں گے۔ اس عبارت کا ذکر عبارت ۱۳ میں کیا گیا ہے۔ اور یہ تو اس کتاب میں کئی بار آیت و حدیث اور تفاسیر و اقوالِ آئمہ سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کو وہ علومِ غیوب عطا فرمائے ہیں۔ اور وہ وہ اختیار عطا فرمائے ہیں۔ کہ جس تک کسی مخلوق کی عقل و حواس کی رسائی نہیں۔ جب سے دنیا بنی ہے۔ اور جب تک رہے گی۔ ہر ذرہ و قطرہ کا علم اور اختیار عطا فرمایا ہے۔ حضور علیہ السلام کی مرضی ہے۔ کہ جسے جو چاہیں عطا فرمائیں۔ مگر منکرین اللہ تعالیٰ اور محبوب علیہ السلام پر جھوٹ بولنے سے نہیں شرماتے۔

لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ

اشرفعلی تھانوی جب اُس کا بھی ... کچھ نہ بنا تو عبارت ۲۲ پر صاف لکھدیا۔ دیکھو عبارت " آپ کی ذاتِ مقدس پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے۔ یا کل غیب۔ اگر

بعض علومِ غیب مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ یہ اس عبارت میں صاف لکھ گیا ہے۔ کہ جیسا علمِ غیب حضور علیہ السلام کو ہے۔ ایسا علمِ غیب تو گدھوں، کتوں سؤروں کو بھی حاصل ہے

مسلمانو! دیکھو اس سے زیادہ اور کیا توہین ہوگی۔

آیت ۶۴ پارہ ۲۲۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا۔ یعنی

بے شک جو لوگ۔ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں۔ اُن پر اللہ کی لعنت ہے۔ دنیا اور آخرت میں۔ اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ایذا سے پاک ہے۔ مگر محبوب علیہ السلام کی گستاخی کو اپنا ایذا فرمایا۔ مگر فرقہ وہابیہ کو نہ شرم آتی ہے۔ اور نہ مانتے ہیں۔

عبارت ۲۳ ”اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ اس کا بھی اس کتاب میں کئی بار ذکر کیا گیا ہے۔

آیت ۶۵ پارہ ۲۱ = اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

قُلْ یَتَوَفّٰکُمْ مَّلَکُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُکِّلَ بِکُمْ = یعنی

آپ فرما دیجئے۔ کہ تمہیں موت دیتا ہے وہ مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آیت ۶۶

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ یعنی
مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ :- فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا ۔ یعنی
قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبارِ دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ عزوجل نے اپنے مقبول بندوں و محبوبوں کی قسم فرمائی۔ کہ جو عالم میں تدبیر و تصرف کرتے ہیں۔ اور چار ملائکہ خاص طور پر عالم کی تدبیر و تصرف پر مقرر کئے گئے ہیں۔ اور اسی آیت کے نیچے۔ تفسیر ۵۷ بیضاوی وغیرہ نے تحریر کیا۔ کہ اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے روح اولیاء کرام کا ذکر فرمایا۔ کہ وہ بعد وصال عالم میں تصرف کرتے۔ اور اس کے کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی مدد فرماتے ہیں۔ اور اس کے معنے کی تائید میں امام حجۃ الاسلام محمد غزالی قدس سرہٗ الاعلیٰ اور امام فخر رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ فرماتے ہیں۔ یعنی اسی لئے کہا گیا ہے۔ کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو جاؤ تو مزاراتِ اولیاء سے مدد مانگو۔

آیت توریت شریف امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دارمی اور طبرانی اور یعقوب بن صفیان حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، کہ توریت مقدس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت یوں ہے۔ :-

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا ۔
حِرْزًا لِّلْاُمِّیِّیْنَ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی ۔ یَعْفُوْا وَیَغْفِرُ ۔ یعنی

اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا۔ اور ڈر سنانے والا اور بے پڑھوں کے لئے پناہ، معاف کرتا ہے۔ اور مغفرت فرماتا ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب شریف میں فرماتے ہیں:—

جعلہٗ نفسہٗ حرزاً مبالغۃً لحفظہٖ لھم فی الدارین:
یعنی محبوب صلے اللہ علیہ وسلم تو پناہ دینے والے ہیں۔ مگر رب تبارک وتعالیٰ نے حضور کو بطور مبالغہ خود پناہ کہا۔ جیسے عادل کو عدل یا عالم کو علم کہتے ہیں۔ اور اس وصف کی وجہ یہ ہے۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت میں اپنی امت کے حافظ و نگاہ بان ہیں۔
منکر مانیں یا نہ مانیں ہمارا حامی و مددگار اور جائے پناہ تو محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔

عبارت ۲۴ "کسی کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا شرک وکفر ہے۔ اگرچہ اُس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے۔ سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہیں۔ خیال رہے۔ کہ منکر نے اس عبارت میں شفاعت کا صاف انکار کیا۔ اور شفاعت کے قائل کو کافر ومشرک اور ابوجہل کے برابر کہا۔

حدیث حاکم۔ محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں، بے شک بالیقین میں بروزِ قیامت تمام جہان کا سید ہوں۔ میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا۔ کوئی شخص ایسا نہ ہوگا۔ جو میرے نشان کے نیچے نہ ہو۔ کشائش کا انتظار کرتا ہوا میں چلوں گا اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے یہاں تک کہ دروازہ جنت پر تشریف فرما کر دروازہ کھولوں گا۔ سوال ہوگا۔ کون ہے۔ میں فرماؤں گا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

کہا جائیگا مرحبا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر جب میں اپنے رب عزوجل کو دیکھوں گا۔ اس کے لئے سجدۂ شکر میں کرونگا۔ اس پر کہا جائے گا۔

ارفع راسک وقل تطاع و شفع تشفع ۔ یعنی اپنا سر اٹھا اور جو کہنا ہے کہو۔ تمہاری اطاعت کی جائیگی۔ اور تم شفاعت کرو۔ تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔

پس جو لوگ جل چکے تھے۔ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے وہ دوزخ سے نکال لیے جائیں گے۔

حدیث:۔ امام احمد و ابن عساکر بن حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ فرماتے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم:

ان ربی استشارنی فی امتی ماذا افعل بھم فقلت ما شئت یا رب ھم خلقک وعبادک ۔ یعنی

بے شک میرے رب نے میری امت کے باب میں مجھ سے مشورہ طلب فرمایا۔ کہ میں ان کے ساتھ کیا کروں۔ میں نے عرض کی۔ کہ اے رب میرے جو تو چاہے وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ اس نے دوبارہ مجھے مشورہ طلب کیا۔ میں نے پھر بھی وہی عرض کی۔ اس نے سہ بارہ مجھ سے مشورہ لیا میں نے پھر بھی وہی عرض کی۔ اس پر رب عزوجل نے فرمایا۔ اے احمد بے شک میں ہر گز تجھے تیری امت کے بارے میں رسوا نہ کروں گا۔ اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب سے پہلے میرے ساتھ داخل بہشت ہوں گے۔ ان ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار داخل بہشت ہوں گے۔ جن سے حساب تک نہ لیا جائیگا۔

حدیث ۸۔ ابن منیع ۔ فی معجمہ عن زید بن ارقم و لبضعة عشر من الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

شفاعتی یوم القیامة حق فمن لم یؤمن بہا لم یکن من اہلہا = یعنی

روز قیامت میری شفاعت حق ہے۔ تو جو اس پر یقین نہ لائے وہ اس کے لائق نہیں۔

لہذا یہ اس کے منکر ہیں۔ تو ان کی شفاعت نہ کی جائے گی۔

فتاویٰ فارصہ و بحر الرائق وغیرہما میں ہے۔

فتاویٰ تاتار خانیہ پھر طریقۂ محمدیہ میں ہے۔

من انکر شفاعة الشافعین یوم القیامة فہو کافر،

یعنی قیامت میں شفیعوں کی شفاعت کا منکر کافر ہے۔

امام ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:۔

لا تجوز الصلوٰۃ خلف منکر الشفاعة لانہ کافر: یعنی منکر شفاعت کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ وہ کافر ہے۔

عبارت ۲۵ اور غیر کے ساتھ کیوں محبت کی جائے۔ یعنی انبیاء اور اولیاء الغرض اللہ تعالیٰ کے کسی محبوب سے محبت نہ کی جائے اور اللہ تعالیٰ کے کسی محبوب سے محبت کرنے کی وجہ سے نفع حاصل ہونے کی امید بھی نہ کی جائے۔ اور اگر کوئی کسی اللہ کے بندے یا محبوب سے محبت یا نفع کی امید رکھے تو ی مشرک اور کافر ہو جائیگا

مسلمانو! دیکھو۔ یہ کتنی کھلی بکواس ہے۔ وہابی کے دل میں جو بھی بکواس آتی ہے۔ بک جاتا ہے۔ اس کو کوئی کہتے ٹوک نہیں۔ کفر کے

بے شمار مذہب ہیں۔ مگر یہ کسی مذہب کے کافر کا بھی عقیدہ نہیں۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے محبوبوں سے اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت کرے تو وہ کافر ہو جائے۔ بغیر ان وہابیوں کے۔ کہ ان کا یہی عقیدہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب سے اگر کوئی محبت کرے۔ تو وہ کافر ہے۔

آیت ۶۷ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے:-

وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ ۝ یعنی

اور جو کوئی دوست رکھے اللہ کو اور رسول اس کے کو۔ اور ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں۔ تحقیق گروہ اللہ کے۔ وہی غالب ہیں۔

اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے۔ کہ میرے محبوب علیہ السلام اور ایمان والے میرے پیارے وہی غالب ہیں۔ مگر وہابی کہتا ہے۔ کسی کو دوست رکھنا کفر و شرک ہے۔

حدیث ۶۹ بخاری شریف ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

والذی نفسی بیدہٖ لا یؤمنوا احد کم حتی اکون اَحَبَّ الیہ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ = یعنی

اس پاک ذات کی قسم ہے۔ جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کوئی ایمان دار نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کی اولاد سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

دوسری روایت میں ہے۔ کہ تمام لوگوں سے اور اس کو اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

یہاں تو محبوب علیہ السلام فرما رہے ہیں۔ کہ جو شخص مجھے دوست نہ رکھے گا۔ وہ مسلمان نہیں۔ مگر وہابی کہتے ہیں۔ کہ جو شخص حضور علیہ السلام سے محبت رکھے گا۔ وہ مسلمان نہیں۔

حدیث شریف بخاری۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کی بابت پوچھا کہ قیامت کب آئیگی؟۔ تو آپ نے فرمایا کہ تونے اس کے لئے کیا سامان مہیا کیا ہے۔ اس شخص نے کہا :۔

لَا شَیْءَ اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

فَقَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ = یعنی

سوا اسکے اور میرے پاس کچھ نہیں۔ کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ تو پھر تُو اُسی کے ساتھ ہوگا جسے دوست رکھتا ہے۔

یعنی حضرت انس کہتے ہیں۔ کہ ہم کسی بات پر اسقدر خوش نہیں ہوئے۔ جس قدر نبی علیہ السلام کے اس قول سے کہ تو اسی کے ساتھ ہوگا جسے دوست رکھتا ہے۔

خوش ہوئے حضرت انسؓ اور کہتے تھے۔ کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دوست رکھتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں۔ کہ بوجہ اُن کی محبت کے جو مجھے ان کے ہمراہ رہوں گا۔ اگرچہ میں نے ان کے اعمال کی مثل عمل نہیں کیے۔

محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں :۔ کہ جو شخص جس سے محبت رکھے گا۔ قیامت میں اسی کے ساتھ رہے گا۔ اور اصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں ۔۔ کہ میں حضور علیہ السلام اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کو دوست رکھتا ہوں ۔ اور اُمید رکھتا ہوں ۔ کہ اس محبت کی وجہ سے میں ان کے ساتھ رہوں گا ۔ اگرچہ میرے نیک عمل ان کے اعمال کے برابر نہیں ۔ مگر وہابی کہتا ہے ۔ کہ کسی کو دوست رکھنا یا دوستی سے فائدہ حاصل ہونے کی اُمید رکھنا کفر و شرک ہے ۔ لہٰذا مسلمان خود انصاف فرمائیں ۔

لَعۡنَتُ اللّٰہِ عَلَی الۡکٰذِبِیۡنَ ۝

عبارت ۲۶ صفحہ ۲۹۲ حاشیہ قرآن شریف مترجم بدو ترجمہ رفیع الدین و اشرفعلی دیو بندیوں نے بھی اسی طرح لکھدیا ۔ جیسا اسمٰعیل دہلوی وہابی نے لکھا ہے ۔

دیکھو عبارت : "اللہ کے سوا اوروں کا ماننا محض خبط ہے ۔"

آیت ۱۳۶ پارہ ۵ سورۃ نساء : اللہ تعالٰی فرماتا ہے :۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِیۡ نَزَّلَ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِیۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَمَنۡ یَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالۡیَوۡمِ الۡاٰخِرِ فَقَدۡ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیۡدًا ۔ یعنی اے لوگو ! جو ایمان لائے ہو ، ایمان لاؤ ساتھ اللہ کے اور رسول اس کے کے ۔ اور کتاب کے جو اُتاری ہے اُوپر رسول اپنے کے اور ان کتابوں کے جو نازل ہو چکے ہیں پہلے اس سے اور جو کوئی کفر کرے ۔ ساتھ اللہ کے ، اور فرشتوں اسکے کے ۔ اور رسولوں اسکے کے اور روزِ قیامت کے ۔ پس تحقیق گمراہ ہوا ۔ گمراہی دور کی ۔۔

اس آیتِ پاک میں اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے صاف ارشاد فرما دیا. کہ
اے مسلمانو! اللہ کو مانو، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مانو.
اور قرآنِ پاک کو مانو۔ اور ان کتابوں کو مانو! جو قرآنِ پاک سے پہلے
نازل ہوئی ہیں. اور فرمایا. کہ جو شخص اللہ کا انکار کرے. یا فرشتوں کا
انکار کرے. یا کتابوں کا انکار کرے. یا روزِ قیامت کا انکار کرے۔
پس تحقیق گمراہ ہوا. بہت ہی گمراہ۔

اللہ عزوجل کا تو یہ فرمان ہے. مگر اشرفعلی وغیرہ کہتے ہیں.
کہ اوروں کا ماننا محض خبط ہے۔ جیساکہ فرقہ وہابیہ نے اپنی کتابوں
میں صاف صاف لکھ دیا. کہ "اللہ کے سوا اور کسی کو نہ مان"

یہ بات تو معلوم ہے. کہ سب کافروں کے عقل و حواس چٹ
ہیں. مگر فرقہ وہابیہ تو چٹ سے بھی پار نکل گئے۔ قرآنِ پاک
کی ہر ہر بات کا صاف انکار کر رہے ہیں. اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے صاف منکر ہیں. اور حضور علیہ السلام کی قسم قسم کی
توہین کرتے ہیں۔ انبیآء و اولیآء کے خاص طور پر پیچھے پڑے
ہوئے ہیں. اللہ تعالیٰ کے محبوبوں سے دشمنی رکھنا ان کی توحید ہے.

حدیث ۸؎ بخاری. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے. کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا. کہ اللہ
عزوجل فرماتا ہے :-

مَنْ عَادیٰ لِی وَلِیًا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ = یعنی
جس نے میرے دوست سے عداوت رکھی میں اُس کو اپنی
لڑائی سے خبردار کرتا ہوں۔

مگر فرقہ وہابیہ ایسے خرمغز لوگ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی لڑائی سے بھی نہیں ڈرتے۔ گول مگول عبارت میں بکتے بکتے جب دل ٹھنڈا نہیں ہوتا۔ تو پھر صاف بکنا شروع کر دیتے ہیں۔ کبھی کہتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ اور ہم ان کے چھوٹے بھائی۔ اور کبھی کہتے ہیں۔ کہ جس کا نام محمد ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اور کبھی محبوب علیہ السلام کے علم کو شیطان کے علم سے کم بتاتے ہیں۔ طرح طرح کی بکواس بکتے ہیں۔ پھر صاف انکار کر جاتے ہیں۔ کہ ہم اللہ کے سوا اور کسی کو نہیں مانتے۔ اللہ کی لعنت ہے اوپر جھوٹوں کے ؛

یہاں تک وہابیوں کے چھبیس ۲۶ عبارتوں کا رد علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ اہلسنّت وجماعت حضرت مولانا مولوی الشاہ محمد احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی اللہ تعالیٰ عزّ وجل ان کو رحمت عطا فرمائے۔ اور ان کے تمام خاندان کو رحمت اور برکت عطا فرمائے۔ انہوں نے وہابیوں، منافقوں، منکروں، بے دینوں کے مکر و فریب و دھوکہ سے مسلمانوں کو آگاہ اور خبردار فرما دیا۔ ان کی ہر ایک کتاب گمراہوں کو راہ دکھانے والی۔ بیماروں کو شفا فرمانے والی۔ اور ان کی ہر ایک عبارت محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت سے بھرپور ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ انکی تصنیف شدہ کتابوں کو پڑھا کریں۔ اور اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ اور موجودہ وقت میں اہلسنت جناب مولانا الحاج المفتی احمد یار خانصاحب نعیمی گجرات

پنجاب، انہوں نے بھی حد کر دی۔ کہ فرقہ وہابیہ [redacted] کا خوب منہ کالا کر دیا۔ ان کی بھی ہر کتاب مثلاً "جاء الحق" و "شان حبیب الرحمٰن" و "سلطنت مصطفےٰ" وغیرہ بہت اچھی کتابیں ہیں۔

مسلمانوں کو چاہیئے کہ مفتی احمد یار خانصاحب کی تصنیف شدہ کتابیں خود پڑھیں۔ اور اپنے بچوں کو پڑھائیں۔ تاکہ فرقہ وہابیہ [redacted] کے شروں سے بچ جائیں۔

علاوہ ازیں کتاب "بہارِ شریعت" مصنّف جناب مولانا مولوی حکیم ابو العلا محمد امجد علی خاں صاحب اعظمی رضوی، سُنی، قادری برکاتی دامت فیوضہم، اس کتاب کا بھی ہر مسلمان کے واسطے پڑھنا ضروری ہے۔ یہ اَن پڑھوں کو عالم بنانے والی کتاب ہے۔ اسمیں دینِ اسلام کا ہر مسئلہ خوب تحقیق کیا ہُوا موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے سب مسلمانوں کو اپنے محبوب کی سچی محبت اور نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔

وہابی کہتے ہیں۔ کہ اگر فرقہ وہابیہ دیوبندی گمراہ ہوتے تو پھر اس وقت ان کی جماعت مسلمانوں سے زیادہ کیوں ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان میں بڑے بڑے مولوی، قاضی، مفتی مسجدوں میں وعظ کرتے ہیں قرآن پاک اور حدیث شریف پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سُناتے ہیں۔ اور اسلام کے ہر شہر میں زیادہ تعداد ان دیوبندیوں کی ہے۔ اور شہروں میں اکثر بڑی بڑی مسجدوں میں یہی لوگ پیش امام ہوتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ لوگ گمراہ نہیں۔ بلکہ صحیح مسلمان یہی لوگ ہیں جاننا چاہیئے۔ کہ فرقہ وہابیہ کا نام تو ایک ہے۔ مگر ان کے ہر آدمی کا

علیحدہ علیحدہ مذہب ہے۔ ہر ایک دوسرے کا مخالف ہے۔ بلکہ اپنے علیحدہ مذہب پر بھی قائم نہیں رہتے۔ اس لئے یہ سب گمراہ ہیں۔ ایک کچھ کہتا ہے۔ دوسرا کچھ کہتا ہے۔ آج کچھ کہتے ہیں۔ کل کچھ کہتے ہیں۔ ایک مجلس میں کچھ کہتے ہیں۔ دوسری میں کچھ، ان سے راہ گم ہوگیا ہے۔ میدان میں سرگردان اور پریشان ہو گئے ہیں۔ دلوں پر مُہر کانوں اور آنکھوں پر پردے ہیں۔ اور تعجب تو یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے کے تو برخلاف ہیں۔ ان ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ عقیدہ ہے۔ اور ہر ہر بات میں نیا نیا عقیدہ بنا لیتے ہیں۔ مگر خاص اپنی جان کے کیوں دشمن بن جاتے ہیں۔ خاصکر اپنی ذات کے بھی دشمن و مخالف ہو جاتے ہیں۔ اپنی کتابوں میں ایک کتاب میں کچھ اور دوسری کتاب میں کچھ لکھ جاتے ہیں۔ ان کی کسی بات پر اعتبار نہیں۔ اس کا باقاعدہ ثبوت پیش کیا جاتا ہے۔ سُنیئے!۔

مولوی رشید احمد گنگوہی نے "لطائفِ رشیدیہ" ص۲۷ پر صاف لکھ دیا۔ کہ انبیاء کرام کو ہر دم مشاہدہ امور غیبیہ اور حضور وحق تعالیٰ کا رہتا ہے۔ اس نے اس عبارت میں حضور علیہ السلام کے علمِ غیب کو مان لیا۔ مگر دوسری کتاب براہین قاطعہ ص۵۱ پر لکھا ہے۔ کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ۔ علمِ محیط، زمین کا فخر عالم کو خلافِ نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں۔ تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کو علم کی کونسی نص قطعی ہے۔ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (انتہیٰ بلفظہٖ) اس عبارت میں اس نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے

علمِ غیب سے انکار کیا۔ انکار تو انکار ہے۔ مگر حضور علیہ السلام کے علم سے تو شیطان کے علم کو بھی زیادہ مانا۔ اور اشرفعلی تھانوی نے تکمیل الیقین مطبوعہ ہندوستان۔ نیشنل پریس صفحہ ۳۵ پر لکھدیا۔ کہ شریعت میں وارد ہُوا ہے۔ کہ رسل واولیاء آئندہ کی خبریں دیا کرتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا غیب اور آئندہ کے حوادثات اُس کے علم سے اسی کے ارادے کے متعلق ہونے سے اُسی کے فعل سے پیدا ہوتا ہے۔ تو پھر اس سے کون امر مانع ہو سکتا ہے۔ کہ یہ خدا ان رُسل واولیاء میں سے جسے چاہے اُسے غیب یا آئندہ کی خبر دے دے۔

اس عبارت میں اشرفعلی تھانوی نے یہ بھی اقرار کر لیا۔ کہ انبیاء و اولیاء کو اللہ تعالیٰ عزوجل نے علمِ غیب عطا فرمایا۔ مگر دوسری کتاب بہشتی زیور حصہ اوّل ص۳۵ پر صاف انکار کر گیا۔ اور لکھدیا۔ کہ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اُس کو خبر ہو گی۔ شرک ہے۔ اور اس نے اپنی دوسری کتاب حفظ الایمان ص۷ پر اور بھی صاف واضح لکھدیا اور ساتھ ہی ساتھ حضور علیہ السلام کی توہین بھی کر گیا۔ جیسے رشید گنگوہی نے توہین کی ہے۔ :- دیکھو عبارت، آپکی ذاتِ مقدس پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے۔ کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل غیب، اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں۔ تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ لہذا اس میں گدھے، کُتے، سُوئر وغیرہ سب آگئے۔ انکار تو انکار ہے۔ مگر اس سے زیادہ اور کیا توہین ہو سکتی ہے۔

اور ان کے امام قاسم نانوتوی وہابی، دیو بندی نے "تحذیر الناس" ص۴ پر صاف لکھدیا.... دیکھو عبارت:- علوم اولین مثلاً اور ہیں۔ اور علوم آخرین اور۔ لیکن وہ سب علم رسول اللہ میں مجتمع ہیں۔ اسی سے عالم حقیقی حضور رسول اللہ ہیں۔ اور انبیاء و باقی اولیا بالعرض ہیں۔ اور ان کے دوسرے امام۔ اسماعیل دہلوی وہابی دیو بندی نے کتاب "تقویۃ الایمان" ص۳۱ پر لکھدیا۔ دیکھو عبارت:- جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا۔ خواہ دنیا میں خواہ قبر میں۔ خواہ آخرت میں سو اسکی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ (انتہیٰ بلفظہ) لہذا یہ ایک دوسرے کے تو مخالف ہیں۔ مگر خاص اپنی ذات کے بھی مخالف ہیں۔

فرقہ وہابیہ کی زیادہ تعداد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان سب کا علیحدہ علیحدہ عقیدہ ہے۔ ان ہی کے فرقے سے بے شمار فرقے بن گئے ہیں۔ اور یہ سب گمراہ ہیں۔ اللہ عزّوجل فرماتا ہے:-

آیت ۶۹ پارہ ۲۸۔ سورۃ الحشر:-

تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَّقُلُوبُهُمْ شَتّٰى ۚ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۚ = یعنی

آپ ان کو ظاہر میں متفق خیال کرتے ہیں۔ حالانکہ دل ان کے متفرق ہیں۔ یہ اس وجہ سے ہے۔ کہ وہ ایسے لوگ ہیں۔ جو عقل نہیں رکھتے۔ یعنی

ان کے عقیدے علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور ان کے ہوش وحواس چٹ ہوگئے ہیں۔ اس لئے اس فرقہ کے زیادہ تعداد کا ہونا نہ ہونے کے

برابر ہے۔ باقی رہا ان کے نمازوں کا پڑھنا سو اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ عزوجل نے فرمایا ہے:۔

آیت ۷ پارہ ۵ سورۃ نساء:۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰہَ وَھُوَ خَادِعُھُمْ وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا قَلِیْلًا۝ مُّذَبْذَبِیْنَ بَیْنَ ذٰلِکَ لَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰی ھٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَنْ تَجِدَ لَہٗ سَبِیْلًا۝

یعنی تحقیق منافق لوگ چالبازی کرتے ہیں۔ اللہ سے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ عزّوجل اس چال کی سزا ان کو دینے والا ہے۔ اور جب نماز کو کھڑے کھڑے ہوتے ہیں۔ تو بہت کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو دکھلاتے ہیں۔ اور نہیں یاد کرتے اللہ کو مگر تھوڑا۔ دبگدہے ہیں ہیں۔ درمیان لوگوں کے۔ (نہ طرف ان کی اور نہ طرف ان کی) اور جس کو گمراہ کرے اللہ ہرگز نہ پاوے گا تو واسطے اس کے راہ =

مطلب صاف ظاہر ہو گیا۔ کہ یہ ایسے لوگ ہیں۔ جو نماز پڑھ پڑھ کر لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ اللہ کے واسطے نماز نہیں پڑھتے۔ بلکہ لوگوں کے واسطے پڑھتے ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ کسی کے ساتھ شامل نہیں ہوتے۔ نہ اِدھر کے رہے اور نہ اُدھر کے۔ درمیان میں غرق ہو گئے۔ اور اگر ظاہری صورت میں زیادہ تعداد کی وجہ سے یہ صحیح راہ پر ہیں۔ تو ہندوستان میں کُفار ہندو وغیرہ مسلمانوں سے کئی حصّے زیادہ تعداد میں ہیں۔ تو کیا وہ کُفار بھی صحیح راہ پر ہیں۔

لہٰذا یہ زیادہ تعداد کا سوال غلط ہے۔ باقی رہے ان کے مولوی

قاضی مفتی وغیرہ، یہ جو مسجدوں میں امامت کرتے ہیں۔ اور وعظ کرتے ہیں۔ قرآنِ پاک پڑھ پڑھ کر لوگوں کو سُناتے ہیں۔ اس کا بھی اللہ پاک نے قرآن شریف میں بیان فرمایا:—

آیت ۷ پارہ اوّل سُورۃ البقرہ =

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۔ یعنی

کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو۔ اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔ حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

جاننا چاہیئے۔ کہ عرب کے یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے مشرکینِ عرب کو محبوب علیہ السلام کی تشریف آوری کی خبر دیتے تھے۔ اور ان کی اطاعت کرنے کی ہدایت کرتے تھے۔ پھر جب حضور تشریف لائے تو یہ ہدایت دینے والے حسد سے خود کافر ہو گئے۔ تب یہ آیتِ کریمہ اُتری = تفسیر خزائن العرفان اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ علماءِ یہود عرب یہودیوں سے جن سے کچھ دنیاوی لالچ تھا۔ چپکے سے کہہ دیتے تھے۔ کہ تم ان نبی آخر الزمان پر ایمان لے آؤ۔ یہ سچے ہیں۔ اور مالدار یہودیوں جن سے اُن کو آمدنی تھی۔ کہتے تھے۔ حضور علیہ السلام کے نبی آخر الزمان ہونے کی بعض... علامتیں ہیں۔ اور بعض نہیں۔ لہٰذا ایمان لانے میں جلدی نہ کرو۔ ذرہ غور کر لینے دو۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے۔ کہ اگر یہ لوگ ہاتھ سے نکل گئے۔ تو ہماری عزت اور آمدنی جاتی رہے گی۔ ان کے متعلق یہ

آیتِ کریمہ اُتری۔ تفسیر روح البیان جیسے یہود کے مولوی، مفتی، قاضی ان کو توریت پڑھ پڑھ کر سناتے تھے۔ اور وعظ کرتے تھے۔ غلطبیان کرکے ان کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اور خود گمراہ تھے کیونکہ حضور علیہ السلام کی صفات میں شک ڈالتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام کے مقابلے میں اپنی آمدنی اور عزّت چاہتے تھے۔ اور حضور علیہ السلام کی شان گھٹاتے تھے۔ یہی حال ہے منکروں .. .. کا۔ کہ یہ قرآن پاک اور حدیث شریف پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں۔ اور غلط بیان کرکے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ اپنی عزت اور بڑھائی چاہتے ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کی بے ادبی اور شان گھٹاتے ہیں۔

آیت ۶ اللہ تعالیٰ عزّ وجل فرماتا ہے۔ پارہ ۸ سورۃ الاعراف

قَالُوْا مَآ اَغْنٰی عَنْكُمْ جَمْعُكُمْ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ ۝ یعنی

کہیں گے تمہاری جماعت اور تمہارا اپنے کو بڑا سمجھنا تمہارے کچھ کام نہ آیا۔ مطلب صاف ہے۔

یعنی تمہارا فرقہ اور مولوی، مفتی، قاضی جو اپنی بڑھائی چاہتے ہیں اور حضور کی شان گھٹاتے ہیں۔ ان کی یہ بڑھائی اور عزّت ان کے کچھ کام نہ آئے گی۔

حدیث بخاری ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا۔ آپ فرماتے تھے۔

یخرج فیکم قوم تحقرون صلوٰتکم مع صلوٰتہم وصیامکم مع صیامھم و عملکم مع اعمالھم

ویقرءون القراٰن لا یجاوز حناجرھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ۔ یعنی تم میں سے ایک قوم نکلے گی جو تمہاری نماز اور روزے۔ اور تمہارے اعمال کو اپنی نماز روزے اور اعمال کے مقابلے میں حقیر سمجھے گی۔ اور قرآن پڑھے گی۔ جو ان کے گلے کے نیچے نہ اُتریگا۔ مگر دین سے وہ ایسی نکل جائے گی۔ جیسے تیر شکار سے سُوکھا نکل جائے ــــ نیز

بخاری شریف کی دوسری حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ بھی ہے۔ کہ محبوب علیہ السلام ایک روز کچھ مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ ایک شخص دھنسی ہوئی آنکھوں والا جس کے رخساروں کی ہڈیاں اُبھری ہوئی تھیں۔ اُونچی پیشانی گھنی داڑھی۔ سر منڈا ہُوا اُونچی ازار باندھے ہوئے کھڑا ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ اللہ سے ڈریئے۔ آپ نے فرمایا:۔ خدا تجھے ہلاک کرے۔ کیا میں سب اہلِ زمین میں سے ڈرنے والا نہیں ہوں۔ پھر آپ نے اُس کی طرف دیکھا جبکہ وہ پیٹھ موڑے جا رہا تھا۔

فقال یخرج من ضئضئ ھذا قومٌ یتلون کتاب اللہ رطبا لا یجاوز حناجرھم یمرقونَ من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ واظنہ قال لئن ادرکتھم لاَ قتلھم قتل ثمود = یعنی

آپ نے فرمایا اس شخص کے اصل سے ایسی قوم نکلے گی۔ جو کتاب اللہ کو مزے سے پڑھے گی۔ حالانکہ وہ کتاب ان کے

گلوں سے نیچے نہ اُترے گی۔ اور وہ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے۔ جس طرح تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ راوی کہتا ہے۔ کہ مجھے خیال ہے۔ کہ آپ نے یہ بھی فرمایا۔ اگر وہ قوم مجھے ملے۔ تو انہیں قوم ثمود کی طرح قتل کر دوں۔

اس حدیث پاک نے منکروں کی پہچان فرمادی۔ سر منڈانا وغیرہ سب علامات بیان فرمائے۔ اس وقت مسلمانوں کے لئے بہت مشکلات اور فتنے پیدا ہو گئے ہیں۔ مگر تمام فتنوں میں زبردست فتنہ ... اور تمام مصیبتوں میں خطرناک مصیبت، منکروں کا فتنہ ہے۔ جس کی خبر مخبرِ صادق محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی دے دی ہے۔ اور طرح طرح سے اس فتنہ سے مسلمانوں کو آگاہ فرمادیا ہے۔ چنانچہ حدیث بخاری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی :-

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ شَامِنَا = اے اللہ ہمارے لئے ہمارے شام میں برکت دے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ یَمَنِنَا۔ اے اللہ ہمارے لئے ہمارے یمن میں برکت دے

حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا۔ وَفِیْ نَجْدِنَا۔ یارسول اللہ دعا فرمائیے کہ ہمارے نجد میں برکت دے۔ پھر حضور علیہ السلام نے وہی دعا فرمائی۔ یعنی شام اور یمن کا ذکر فرمایا۔ مگر نجد کا نام نہ لیا۔ انہوں نے پھر عرض کی وَفِیْ نَجْدِنَا۔ حضور یہ بھی دعا فرمائیے۔ کہ ہمارے نجد میں برکت ہو۔ غرض حضور علیہ السلام نے تین بار یمن اور شام کے لئے دعا فرمائی۔ بار بار توجہ دلانے پر نجد کو دعا نہ فرمائی۔ بلکہ آخر میں فرمایا۔

هنالك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطين.
یعنی میں اس ازلی محروم خطہ کو دعا کس طرح فرماؤں۔ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ اور وہاں شیطانی گروہ پیدا ہوگا۔

اس حدیث پاک نے آئندہ ہونے والے غیب کا خوب بیان فرمادیا۔ محبوب علیہ السلام نے صاف بیان فرما دیا۔ کہ نجد سے فرقہ شیطانیہ ضرور پیدا ہوگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ عزوجل کے ہر امر میں حکمت ہوتی ہے۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانِ عالی کے مطابق بارھویں صدی میں نجد سے محمد بن عبدالوہاب پیدا ہوا۔ اس نے اہل حرمین اور دیگر مسلمانوں پر بے حد اور بے شمار ظلم کئے۔ اس کی داستان تو سیف الجبار اور بوارقِ محمدیہ علی ارغاماتِ النجدیہ وغیرہ کتبِ تواریخ میں دیکھو۔ اس کے کچھ ظلم علامہ شامی نے اپنی کتاب ردالمحتار جلد سوئم باب اللغات کے شروع میں اسی طرح بیان کئے ہیں۔

كما وقع فى زماننا فى اتباع عبد الوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبوا على الحرمين وكانوا ينتحلون الى الحنابلة لكن هم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خالف اعتقادهم مشركون واستباحوا بذلك قتل اهل السنة وقتل علمائهم حتى كسر الله شوكتهم وخرب بلادهم وظفر بهم عساكر المسلمين عام ثلث وثلثين ومائتين والف = یعنی

جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ مدینہ پر انہوں نے غلبہ کر لیا۔ اور

اپنے کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے۔ لیکن اُن کا عقیدہ یہ تھا۔ کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں۔ اور جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہے۔ وہ مشرک ہے۔ اسی لئے انہوں نے اہل سنت کا قتل جائز سمجھا۔ اور ان کے علماء کو قتل کیا۔ یہانتک کہ اللہ نے ان کی شوکت توڑی۔ اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا۔ اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی۔ یہ واقعہ ۱۲۳۳ھ ہجری میں ہوا ؛

یہ تو ہے محمد بن عبد الوہاب نجدی۔

اور ہندوستان یعنی دہلی میں ایک شخص پیدا ہوا۔ جس کا نام تھا مولوی اسماعیل، اس نے محمد بن عبد الوہاب نجدی کی کتاب التوحید کا اُردو میں خلاصہ کیا۔ جس کا نام تقویۃ الایمان رکھا = اور اس کی ہندوستان میں اشاعت کی۔ .. ..

.. .. اور اس کے علاوہ اُن کے کئی امام ہوئے ہیں۔ جن کا ذکر اس کتاب میں کئی بار ہو چکا ہے۔ .. ..

.. ..

.. .. .. جس کی خبر محبوب علیہ السلام نے پہلے دے دی۔

.. ..

.. ..

.. ..

.. .. ان لوگوں کی دنیا میں شرمندگی آخرت میں رسوائی اور دوزخ کی آگ میں ان کا ٹھکانہ ہے۔ جب یہ لوگ مر جاتے ہیں۔ تو قبر میں بھی ان کو جگہ نہیں ملتی زمین مار مار کر

.. کہ باہر پھینک دیتی ہے۔ دیکھو حدیث بخاری شریف۔
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک نصرانی شخص نے مسلمان ہو کر سورۃ البقر اور آل عمران پڑھ لی۔ تو وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کتابت وحی کرنے لگا۔ بعد اس کے پھر وہ مُرتد ہو کر نصرانی ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔

ما یدری محمد الا ما کتبت لہ = یعنی
محمد صلے اللہ علیہ وسلم صرف اتنا ہی جانتے ہیں۔ جتنا میں نے ان کے لیے لکھدیا ہے۔

فاماتہ اللہ فدفنوہ فاصبح وقد لفظتہ الارض =
یعنی بعد ازاں اللہ نے اُسے موت دے دی۔ اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ مگر صبح کو دیکھا گیا۔ کہ زمین نے اس کی لاش باہر پھینک دی تھی۔

اس پر اس کے کنبے والے لوگوں نے کہا۔ کہ یہ تو محمد اور ان کے اصحاب کا فعل ہے۔ کہ وہ ان کے ہاں سے بھاگ آیا تھا۔ اس لئے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی چنانچہ انہوں نے اُسے قبر میں رکھ کر اب کے اور بہت گہرائی میں دفن کر دیا۔ جہاں تک ان کے امکان میں تھا پھر صبح کو زمین نے اسکی لاش کو پھر باہر پھینک دیا۔ اس پر بھی لوگوں نے کہا۔ کہ یہ تو محمد اور ان کے اصحاب کا فعل ہے۔ انہوں نے ہمارے ساتھی کی قبر کھود ڈالی ہے۔ کیونکہ وہ ان کے ہاں سے بھاگ آیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے اسکی قبر پھر بنائی۔ اور بہت ہی گہری کھودی۔ جہاں تک کہ ان کے امکان میں تھا۔

فاصبح قد لفظته الارض فعلموا انہ لیس من الناس فالقوہ =

یعنی

مگر صبح کو دیکھا۔ تو اس کی لاش پھر زمین نے باہر پھینک دی تھی۔ اس پر لوگوں نے سمجھ لیا۔ کہ یہ بات آدمیوں کی طرف سے نہیں۔ یہ اللہ کی طرف سے ہے۔

اس حدیث پاک سے خوب روشن ہوا۔ کہ اس شخص نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کمال سے انکار کیا۔ اور حضور کے علم میں نقطہ چینی کرنے لگا۔ تو اس کا یہ حال ہوا۔

اسی طرح منکروں کا .. .. بھی یہی حال ہے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں نقطہ چینی اور توہین کرتے ہیں :-

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنے محبوب کی خاطر ان کے ہر شر سے پناہ عطا فرمائے۔

باقی رہا حضور علیہ السلام کا علم غیب اگر نورِ ایمان کی نظر سے دیکھا جائے۔ تو قرآنِ پاک اول سے آخر تک ہر ہر سورۃ ہر ہر آیت، ہر ہر صفحہ اور ہر ہر سطر محبوب علیہ السلام کے علمِ غیب کا ثبوت دے رہا ہے۔ ہر مضمون اور ہر بیان میں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب ثابت ہو رہا ہے۔ اس میں کسی مسلمان کو شک نہیں ہو سکتا ﴿

چوتھا باب

بیعت کے بیان میں

جس کا کوئی پیر نہیں اُس کا پیر شیطان ہے۔ بیعت قرآن پاک اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔

آیت ۲۳ پارہ ۲۶ سورۃ الفتح

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ = یعنی

تحقیق جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے ہیں۔ سِوا اس کے نہیں۔ کہ وہ لوگ اللہ سے بیعت کر رہے ہیں۔ ہاتھ اللہ کا ان کے ہاتھوں پر ہے۔

اس آیتِ پاک سے بیعت خوب ثابت ہوئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ عزّ و جل محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرما رہا ہے کیونکہ ہاتھ پاؤں وغیرہ اجسام ہیں۔ اور اجسام سے اللہ پاک ہے۔ لہٰذا اپنے محبوب کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا۔ یعنی حضور علیہ السلام کا حکم اللہ کا حکم ہے۔ حضور کا بیان اللہ کا بیان اور محبوب کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ امام اجل ابن حجر مکی جوہر منظم میں فرماتے ہیں۔

اِنَّہٗ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہِ الّذی جعل خزائن کرمہٖ وموائد نعمہٖ طوع یدیہ وتحت ارادتہٖ یعطی منہا من یشاءُ

ویمنع من یشاء ۔ یعنی

بے شک نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ عزّ و جل کے وہ خلیفہ ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دستِ قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم وارادہ و اختیار کر دیے ہیں۔ کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں۔ اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔

یہ تو بیعت کا بیان ہے۔ مگر محبوب علیہ السلام کا علمِ غیب اور ملکیت اور اختیارِ کلی جو اللہ تعالیٰ عزّ و جل نے اپنے محبوب کو عطا فرمایا ہے۔ ہر ہر جاہ اور ہر ہر بیان میں خود بخود ثابت ہو جاتا ہے۔ منکر مانیں یا نہ مانیں ہمارے مالک اور مولیٰ ہیں۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم۔

حدیث ۱۷ بخاری شریف ۔

عَنْ عبادۃَ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال وحولہ عِصابۃٌ من اصحابہ بایعونی علےٰ اَنْ لَّا یشرکوا باللہ شیئًا ولا تسرِقوا ولا تزنوا ولا تقتلوا اولادکم ولا تاتوا ببھتانٍ تفترونہ بین ایدیکم وارجلِکم ولا تعصوا فی معروفٍ ۔ یعنی

عبادہ بن صامت سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس حال میں آپ کے گرد ایک جماعت آپ کے صحابہ کی بیٹھی ہوئی تھی۔ تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو۔ کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔ اور چوری نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا۔ نہ ایسا بہتان کسی پر باندھنا۔ جس کو تم دیدہ دانستہ اپنے ہاتھوں اور اپنے پیروں کے سامنے بناؤ۔ (یعنی اپنی طرف سے بنالو اور گھڑ لو۔ اور کسی بات

میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہ کرنا۔

عبادہ بن صامت کی دوسری روایت میں ہے۔ ؎

بایعنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علی السمع والطاعۃ فی العسر والیسر والمنشط والمکرہ وان لا ننازع الامر اھلہ = یعنی

ہم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس پر بیعت کی۔ کہ ہر آسانی و دشواری ہر خوشی و ناگواری میں حکم سنیں گے۔ اور اطاعت کریں گے۔ اور صاحب حکم کے کسی حکم میں چون وچرا نہ کریں گے۔

ان احادیث پاک میں بھی بیعت کا ثبوت ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے وہ حاکم بنایا ہے۔ کہ تمام مخلوقات میں حضور علیہ السلام کے حکم کو پھیرنے والا کوئی نہیں۔ اور حضور علیہ السلام کے ہر حکم کی فرمانبرداری تمام مسلمانوں پر ہر وقت ہر حال میں ضروری اور فرض ہے۔ اور شیخ ہادی کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

عوارف شریف میں ہے۔ ؎

دخولہ فی حکم الشیخ دخولہ فی حکم اللہ ورسولہ واحیاء سنۃ المبایعۃ = یعنی

شیخ کے زیر حکم ہونا اللہ اور رسول کے زیر حکم ہونا ہے۔ اور اس بیعت کی سنت کا زندہ کرنا ہے۔ = نیز فرمایا :۔

ولا یکون ھذا المرید حصر نفسہ مع الشیخ والنسخ من ارادۃ نفسہ وفنی فی الشیخ بترک اختیار نفسہ = یعنی

یہ نہیں ہوتا۔ مگر اس مرید کے لئے جس نے اپنی جان کو شیخ کی قید میں کر دیا۔ اور اپنے ارادے سے بالکل باہر آیا۔ اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہوگا۔

نیز اللہ عزوجل فرماتا ہے :۔ آیت ۷۴

وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ: یعنی اور ڈھونڈو طرف اس کے وسیلہ

آیت ۷۵

يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ۔ یعنی

اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ کہ ان میں کون سا اللہ سے زیادہ قریب تھا۔ کہ اس سے توسل کریں۔ اور رحمت الٰہی کا تکتے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔

تفسیر معالم تنزیل و تفسیر خازن میں ہے۔

ومعناه ينظرون ايهم اقرب الى الله فيتوسلون بها۔ یعنی

اور بے شک اولیاء کرام دنیا و آخرت، قبر و حشر میں اپنے متوسلوں کے شفیع و مددگار ہیں۔ (رسالہ انتباہ ص ۲۸)

حضور پُرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں :۔

من استغاث بی فی کربة کشف عنه ومن نادى باسمی فی شدة فرجت عنه ومن توسل بی الی الله عزوجل فی حاجة قضیت له ومن صلے رکعتین یقرء فی کل رکعة بعد الفاتحة سورة الاخلاص احدی عشرة مرة ثم یصلی علی رسول الله صلے الله علیه وسلم بعد السلام ویسلم علیه ثم یخطو الی جهة العراق احدی عشرة خطوة یذکر فیها اسمی ویذکر حاجته فانها تقضى۔ یعنی

جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے۔ وہ تکلیف دفع ہو۔ اور جو کسی سختی میں میرا نام لیکر ندا کرے وہ سختی دور ہو۔ اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالےٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے۔ اور جو دو ۲ رکعت نماز ادا کرے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ سورۃ اخلاص گیارہ بار پڑھے۔ پھر سلام پھیر کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجے۔ پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے۔ ان میں میرا نام لیتا جائے۔ اور اپنی حاجت یاد کرے اس کی وہ حاجت روا ہو)

اکابر اولیاو کرام و علماء عظام مثل امام ابوالحسن نورالدین علی ابن جریر الخمی شطنوفی و امام عبداللہ بن اسعد یافعی مکی و علامہ علی قاری حنفی مکی و مولانا ..... محمد مسلمی قادری و شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیل بہجۃ الاسرار و خلاصۃ المفاخر و نزہۃ الخاطر و تحفۂ قادریہ و زبدۃ الآثار وغیرہ میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ سے نقل و روایت فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ عزّوجل نے حکم فرمایا۔ کہ میری طرف وسیلہ ڈھونڈو اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ جو شخص میرے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔ اللہ تعالیٰ پورا فرمائے گا۔ اور جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے۔ وہ تکلیف دفع ہو۔ اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو۔ لہٰذا منکروں سے پوچھا جائے۔ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب سے انکاری ہیں۔ کہ علم غیب اور کس شئے کا نام ہے۔ یہاں تو غوث پاک سے حاجتیں پوری فرمائی جا رہی ہیں۔ امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ عہود محمدیہ میں فرماتے ہیں:—

کل من کان متعلقا بنبی او رسول او ولیٍ فلا بد ان یحضرہ و

وَيَأْخُذ فی الشدائد ۔ یعنی

جو کوئی کسی نبی یا رسول یا ولی کا متوسل ہوگا ۔ مژدہ ہے کہ وہ نبی ولی اس کی مشکلوں کے وقت تشریف لائیں گے ۔ اور اس کو دستگیری فرمائیں گے ۔

حدیث ۲۲ ۔ الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

الابدال فی اُمتی ثلثون بھم تقوم الارض وبھم تمطرون وبھم تنصرون ۔ یعنی

ابدال میری اُمت میں تیس ۳۰ ہیں ۔ انہیں سے زمین قائم ہے ۔ انہیں کے سبب تم پر مینہ اترتا ہے ۔ انہیں کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے ۔

حدیث ۲۳ ۔ احمد عن علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ بسندِ حسن ۔ فرماتے ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)

ابدال چالیس ہیں اور وہ شام میں ہیں ۔ جب ایک مرتا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ اسکے بدلے دوسرا قائم کر دیتا ہے ۔

یسقی بھم الغیث وینتصر بھم علے الاعداء ویصرف عن اھلِ الشام بھم العذاب ۔ یعنی

اِنہیں کے سبب مینہ دیا جاتا ہے ۔ انہیں سے دشمنوں پر مدد ملتی ہے ۔ انہیں کے باعث شام والوں سے عذاب پھیرا جاتا ہے ۔

دوسری روایت میں یوں ہے :-

یصرف عن اھل الارض البلاء والغرق ۔ یعنی

انہیں کے سبب اہلِ زمین سے بلا اور غرق دفع ہوتا ہے ۔

حدیث ۲۴ ۔ خلدل عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم

لایزال اربعون رجل تحفظ اللہ بھم الارض کلما مات رجلٌ

ابدال اللہ مکانہ اٰخر وھم فی الارض کلّھا = یعنی
چالیس مرد قیامت تک ہوا کریں گے ۔ جن سے اللہ تعالیٰ زمین کی حفاظت کا کام
لے گا ۔ جب ان میں ایک انتقال کرے گا ۔ اللہ عزوجل اس کے بدلے دوسرا قائم
فرمائے گا ۔ اور وہ ساری زمین میں ہیں ۔

حدیث ۵ ابو نعیم فی الحلیۃ و ابن عساکر عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کہ فرماتے ہیں رسول صلے اللہ علیہ وسلم یعنی بے شک اللہ تعالیٰ کیلئے خلق میں
تین سو اولیاء ہیں ۔ کہ ان کے دل قلب آدم پر ہیں ۔ اور چالیس کے دل قلب
موسیٰ اور سات کے قلب ابراہیم اور پانچ کے قلب جبرائیل ، اور تین کے قلب
میکائیل اور ایک کا دل قلب اسرافیل پر ہے ۔ علیہم الصلوٰۃ و التسلیم جب وہ
ایک مرتا ہے تین میں سے کوئی اس کا قائم مقام ہوتا ہے ۔ اور جب انمیں
سے کوئی انتقال کرتا ہے ۔ تو پانچ میں سے اس کا بدلہ کیا جاتا ہے ۔ اور
پانچ والے کے عوض سات اور سات کا چالیس اور چالیس کا تین سو اور تین سو
کا عام مسلمین سے کیا جاتا ہے ۔

فبھم یحیی و یمیت و یمطر و ینبت و یدفع البلاء = یعنی
انہیں تین سو چھپن اولیاء کے ذریعہ سے خلق کی حیات ، موت ، مینہ کا برسنا
نباتات کا اُگنا ۔ بلاؤں کا دفع ہونا ہوا کرتا ہے ۔

حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزمان سید شریف ، عبد العزیز مسعود حسنی
رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ۔ حضور علیہ السلام کو پانچ علوم غیوب جن کا
آیت شریف میں ذکر ہے ۔ عطا ہونے کے ذکر میں فرماتے ہیں ۔

ھوَ صلے اللہ علیہ وسلم لا یخفیٰ علیہ شیٔ من الخمس المذکورۃ
فی الاٰیۃ الشریفۃ وکیف یخفیٰ علیہ ذٰلک والاقطاب السبعۃ من

امتہ الشریفۃ یعلمونہا وھم دون الغوث فکیف بالغوث فکیف بسید الاولین والاٰخرین الذی ھو سبب کل شیٔ ومنہ کل شیٔ ۔ یعنی

پانچوں غیب جو آیتِ کریمہ میں مذکور ہیں۔ ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر مخفی نہیں۔ اور کیونکر یہ چیزیں حضور سے پوشیدہ ہیں۔ حالانکہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں۔ اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے۔ پھر غوث کا کیا کہنا پھر اُن کا کیا پوچھنا! جو سب اگلوں پچھلوں سارے جہان کے سردار ہر چیز کے سبب ہیں۔ ہر چیز انہیں سے ہے۔ (صلے اللہ علیہ وسلم)۔

حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔:-

وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ ۔ یعنی

عزتِ الٰہی کی قسم بیشک سب سعید و شقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ اور میری آنکھ لوحِ محفوظ میں ہے۔:

اور فرماتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ:-

قلبی مطلع علی اسرار الخلیقۃ ناظر الی وجوہ قلوب قد صفاہ الحق من ونس رؤیۃ سواہ حتی صار لوحا ینقل الیہ ما فی اللوح المحفوظ وسلم الیہ ازمۃ امور اھل زمانہ وصرفہ فی عطائھم ومنعھم

یعنی میرا دل اسرارِ مخلوق پر مطلع ہے۔ سب دلوں کو دیکھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے رؤیتِ ماسوا کے میل سے صاف کر دیا ہے کہ ایک لوح ہو گیا۔ جس کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ جو لوحِ محفوظ میں لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام اہلِ زمانہ کے کاموں کی

باگیں اسے سپرد کر دیں۔ اور اجازت فرمائی۔ کہ جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ جسے چاہیں منع فرما دیں۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

یہ اور ان کے مثل اور کلمات قدسیہ اجلۂ اکابر آئمہ امام وحد سیدی نور الحق والدین ابوالحسن علے شطنوفی صاحب کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار وامام اجل سیدی عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی صاحب خلاصۃ المفاخر وغیرہما نے حضور سے باسانید صحیحہ روایت فرمائے۔ اور علی قاری وغیرہ علماء نے نزہۃ الخاطر وغیرہ کتب مناقب شریف میں ذکر کئے:-

امام یکتا سیدی ابو الحسن نور الملۃ والدین علی قدس سرہ بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں:- حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی۔ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو۔ اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو۔ نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو۔ کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل کرے۔ اللہ اسے قبول فرمائے گا۔ اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دیگا۔ اور وہ میرے مریدوں کے زمرہ میں ہے۔ اور بے شک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر جاننے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝

میزان الشریعۃ الکبرےٰ میں ہے۔

جمیع الائمۃ المجتہدین یشفعون فی اتباعھم ویلاحظونھم فی شدائدھم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیٰمۃ حتّٰی یجاوزوا الصراط

یعنی تمام آئمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں۔ اور دنیا و قبر و

وحشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہداشت فرماتے ہیں. جب تک صراط سے پار نہ ہو جائیں. نیز فرماتے ہیں :-

اِنّ ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ کلھم یشفعون فی مقلدیھم ویلاحظون احدھم عند طلوع روحہ وعند سؤال منکر ونکیر لہٗ وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنھم فی موقف من المواقف = یعنی

بے شک سب پیشوا اولیاء وعلماء اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں. اور جب ان کے پیرو کی روح نکلتی ہے. جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں. جب اس کا حشر ہوتا ہے. جب اس کا نامۂ اعمال کھلتا ہے. جب اس سے حساب لیا جاتا ہے. جب اس کے عمل تلتے ہیں. جب وہ صراط پر چلتا ہے. ہر وقت ہر حال میں اسکی نگہبانی کرتے ہیں. اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے ؂

جاننا چاہیئے. کہ اس بیان میں آیات واحادیث اور اقوالِ آئمہ سے اچھی طرح ثابت ہوا. کہ بیعت بہت ضروری ہے. صحابہ کرام نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی. اور بعد حضور کے ہر زمانے میں ولی اللہ سے بیعت ہو رہی ہے. اور قیامت تک ہوتی رہے گی. کیونکہ دنیا میں جب تک مسلمان رہیں گے. تو ولی اللہ بھی رہیں گے. جیسا کہ حدیث پاک سے معلوم ہوا. کہ تین سو چھپن اولیاء ہر وقت دنیا میں ہوا کریں گے. اگر ان سے ایک انتقال کرتا ہے. تو دوسرا اسکے بدلے قائم فرما دیا جاتا ہے. اور یہ قیامت تک رہیں گے. تو پھر کونسی چیز ہے جو مسلمان کو بیعت سے روکے. جب کہ کامل پیر موجود ہیں. جن سے بیعت کرے لہذا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے. کہ کسی کامل پیر سے بیعت کرے. کیونکہ

جس کا کوئی پیر نہیں۔ اُس کا پیر شیطان ہے۔ وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے۔

آیت ع۲۷ پارہ ۱۹ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔:—

اَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوَاهُ۔ یعنی کیا آپ نے دیکھا اُس شخص کو جس نے معبود پکڑا اپنا۔ خواہش اپنی کو۔

بے پیرے کا پیر شیطان ہے۔ عوارف شریف میں ہے:—

روی عن ابی یزید انہ قال من لم یکن لہٗ استاذ فامامہٗ الشیطان۔ یعنی سیدنا۔ بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہوا کہ فرماتے ہیں۔ جس کا کوئی پیر نہیں۔ اس کا امام شیطان ہے۔

حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے۔

من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ۔ یعنی جو مر جائے اس نے کسی کی بیعت نہ کی ہو۔ وہ جاہلیت کی موت مرا

رسالہ مبارک امام اجل ابو قاسم قیشری میں ہے۔

یجب علی المریدان تأدب بشیخ فان لم یکن لہٗ استاذ لا یفلح ابداً ھذا ابو یزید یقول من لم یکن لہٗ استاذ فامامہ الشیطان۔ یعنی مرید پر واجب ہے۔ کہ کسی پیر سے تربیت لے کہ بے پیرا کبھی فلاح نہ پائیگا۔ یہ ہیں ابو یزید کہ فرماتے ہیں۔ کہ جس کا کوئی پیر نہ ہو۔ اس کا پیر شیطان ہے۔ پھر فرمایا:— سمعت الاستاذ ابا علی دقاق یقول الشجرۃ اذا نبتت بنفسھا من غیر غارس فانھا تورق ولٰکن لا تثمر کذلک المرید اذا لم یکن لہٗ استاذ یاخذ منہ طریقتہ نفسا فنفسا فھو عابد ھواہ لا یجد نفاذا۔ یعنی۔ میں نے حضرت ابو علی دقاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا ہے کہ پیڑ جب بے کسی بونے والے کے آپ سے اُگے تو پتے لاتا ہے مگر پھل نہیں دیتا۔ یوں ہی مرید کیلئے اگر کسی کا کوئی پیر نہ ہو۔ جس سے ایک

مانس بدراتہ سیکھے تو وہ اپنی خواہش نفس کا پجاری ہے راہ نہ پائیگا
امام اجل جناب محمد غزالی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کتاب "کیمیائے سعادت"
میں فرماتے ہیں۔ پس جو کوئی اس کیمیا کو درگاہِ نبوت کے سوا کسی اور جگہ
تلاش کرے گا۔ وہ غلط راستہ پر ہوگا۔ اور آخرکار دھوکہ کھائے گا۔ اور
سوائے خام خیالی کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ بروزِ قیامت اسکی مفلسی ظاہر ہوگی
اور اس کا کھوٹ ظاہر ہو جائیگا۔ اُس کا غرور رُسوا ہوگا۔ (انتہیٰ بلفظہ)

جاننا چاہیئے۔ کہ پہلے بھی اسی کتاب میں ثابت کیا گیا ہے۔ کہ جو کچھ بھی
جس نبی یا ولی کو ملا ہے۔ درگاہِ نبوت محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے عطا ہوا
ہے۔ کیونکہ نصرت کی کنجیاں نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں ہر شئے کی کنجیاں
حضور علیہ السلام کے پاس ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کے پاس ہر شئے کے
خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار عطا فرمایا ہے۔
کہ جس شخص کو جو چاہیں عطا فرمادیں۔ آپ کی مرضی ہے۔ اور یہ بھی معلوم
ہوچکا ہے۔ کہ ولی نبی کے تابع ہے۔ اور حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ
نے تمام علوم عطا فرمائے ہیں۔ اور ہر ولی حضور علیہ السلام سے لیتا ہے۔
کیونکہ سوائے درگاہِ نبوت کے کسی کو کوئی چیز نہیں ملتی۔ اور جب تک
دنیا رہے گی۔ ولی اللہ بھی رہیں گے۔ لہٰذا ہر مسلمان کیلئے ضروری ہے
کہ کسی پیرو مرشد عالم سُنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط کے ہاتھ
میں ہاتھ دے۔ جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پُر نور
سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے۔ جس شیخ کا سلسلہ
صحیح حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہونچا ہو۔ بیچ میں منقطع نہ ہو۔ کہ منقطع
کے ذریعہ سے اتصال ناممکن ہے۔

شیخ سُنّی۔ صحیح العقیدہ ہو۔ آجکل بہت کھُلے ہوئے بد دینوں بلکہ بے دینوں۔ حتیٰ کہ ۔۔ ۔۔ ۔۔ جو پیر سے منکر و دشمن اولیاء ہیں۔ بدکاری مکر، فریب اور دھوکہ کے لیئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔

(ہوشیار! خبردار!! احتیاط!!! احتیاط!!!!)

اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ جس کا کوئی پیر نہیں۔ اس کا پیر شیطان ہے۔ لیکن جس شخص کا عقیدہ صحیح ہو۔ محبوب علیہ السلام کی شان اور جملہ صفات کا قائل ہو۔ اور رگ رگ میں محبوب علیہ السلام کی سچی محبت ہو۔ اور باوجود اُس کی کوشش کے جو اس سے کی ہو اور جامع شرائط مرشد تک نہ پہنچ سکا ہو تو اس کا پیر شیطان نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کے پیر محبوب علیہ السلام ہیں۔

آیت ۶۷ پارہ ۲۸ سورۃ جمعہ :-

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ وَّ اٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝ یعنی

اللہ ہے۔ جس نے بھیجا ان پڑھوں میں سے ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر آیاتِ الٰہی پڑھتا اور انہیں ستھرا کرتا ہے۔ اور انہیں کتاب و حقائق کا علم بخشتا ہے۔ اگرچہ وہ اس سے پہلے کھُلی گمراہی میں تھے۔ نیز پاک کریگا۔ اور علم عطا فرمائیگا۔ ان کی جنس کے اور لوگوں کو جو اب تک ان سے نہیں ملے۔ اور وہی غالب حکمت والا ہے۔ یہ خدا کا فضل ہے۔ کہ جسے چاہے عطا فرمائے۔ اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اس آیت کریمہ نے بیان فرما دیا۔ کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا علم عطا فرمانا گناہوں سے پاک ستھرا بنانا صرف اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خاص نہیں۔ بلکہ قیامِ قیامت تک تمام امتِ مرحومہ کو یہ نعمتیں عطا ہو رہی ہیں۔

تفسیر ۵۸ بیضاوی شریف میں ہے۔ :-

هُمُ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بَعْدَ الصَّحَابَةِ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ یعنی یہ دوسرے جنہیں مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم علم دیتے ہیں۔ اور خرابیوں سے پاک کرتے ہیں۔ تمام مسلمان ہیں۔ کہ صحابۂ کرام کے بعد قیامت تک ہونگے۔

تفسیر ۵۹ معالم تنزیل شریف میں ہے :-

قال ابن زید هم جميع من دخل فی الاسلام بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم الی یوم القیامۃ وهی روایۃ ان ابی نجیح عن مجاھد = یعنی امام ابنِ زید نے فرمایا۔ کہ یہ دوسرے لوگ تمام اہلِ اسلام ہیں۔ کہ مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک اسلام میں داخل ہوں گے۔ اور یہی معنے امام مجاہد شاگرد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ابن ابی نجیح نے روایت کئے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ یہ صرف حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان ہے۔ کہ قیامت تک تمام مسلمانوں کو اپنی رحمت اور زمرے میں لے لیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جس شخص کا عقیدہ صحیح ہو۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت ہو۔ اور وہ کسی کامل پیر تک نہ پہونچ سکا ہو۔ تو اس کے مرشد محبوب صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حدیث ۷۵ بخاری شریف۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے قیامت کی بابت

پوچھا؟ کہ کب آئیگی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو نے اس کیلئے کیا سامان مہیا کیا ہے۔

قَالَ لَا شَیْئَ اِلَّا اِنِّی اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ صلے اللہ علیہ وسلم

اس نے کہا سوا اس کے اور کچھ نہیں۔ کہ میں اللہ اور اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو دوست رکھتا ہوں۔ فقال انت مع من احببتؔ۔

حضرت انس کہتے ہیں۔ کہ ہم کسی بات پر اتنے خوش نہیں ہوئے۔ جس قدر { (آپ نے فرمایا تو پھر تو اسی کے ساتھ ہوگا جسے دوست رکھتا ہے۔) }

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ "تو اس کے ساتھ ہوگا۔ جسے دوست رکھتا ہے۔" خوش ہوئے۔

قَالَ انسؓ فانا اُحب نبی صلے اللہ علیہ وسلم وابا بکر وعمر وارجوا ان اکون بمحبت ایاھم وان لم اعمال بمثل اعمالھم۔

یعنی حضرت انس کہتے تھے۔ کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم وابو بکر و عمر کو دوست رکھتا ہوں۔ اور امید رکھتا ہوں۔ کہ بوجہ ان کی محبت کے جو مجھے ان سے ہے۔ ان کے ہمراہ ہوں گا۔ اگرچہ میں نے ان کے اعمال کی مثل عمل نہیں کیے۔

بہجتہ الاسرار شریف میں ہے:۔ حضور پُرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی۔ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو، اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو۔ کیا وہ حضور کے مریدوں میں شمار ہو گا۔ آپ نے فرمایا جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے۔ اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل کرے اللہ اُسے قبول فرمائے گا۔ اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دیگا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے۔ بیشک میرے رب عزّ وجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے

ہر جاننے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ معلوم رہے۔ کہ جب حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صرف نام لیوا ہو۔ جس نے نہ حضور سے بیعت کی ہو۔ اور نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو۔ وہ جناب کے مریدوں اور حضور کے دفتر میں شامل ہو سکتا ہے۔ تو پھر محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا کہنا اور کیا پوچھنا۔ یقیناً جو شخص محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کا نام لیوا ہو، محبوب علیہ السلام اس کو ضرور اپنی رحمت کے دفتر میں شامل فرمائیں گے۔ اور اس کو ہر میل اور ناپاکی سے ستھرا کرتے ہیں۔ اگر اس مضمون کے مزید ثبوت پیش کئے جائیں۔ تو دفتر پُر ہو جائیں گے۔ مگر بیان ختم نہ ہو گا۔ نیز آیت ۶ پارہ ۲۱۔ اللہ تعالیٰ عزّ و جل فرماتا ہے۔:-

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗ اُمَّہٰتُہُمْ

یعنی نبی مسلمانوں کے اُنکی جانوں سے زیادہ مالک ہیں۔ اور ان کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ یعنی

محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو تم پر اتنی ملکیت ہے۔ کہ اتنی ملکیت تمہاری جان کو تمہارے جسم پر نہیں ہے۔ اور جان جسم کے اعضاء کی ایسی مالک ہے۔ کہ عضو کی ہر حرکت جان کے ارادے سے ہوتی ہے۔ مگر محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی ملکیت اور قبضہ مسلمانوں پر۔ اس سے بھی بہت زیادہ ہے۔

اَولیٰ کے متعدد معنی ہیں۔ مولوی اشرفعلی تھانوی نے دو ترجمہ قرآن شریف کے دوسرے ترجمہ میں لکھا ہے۔ کہ اولیٰ کے معنی ہیں۔ کہ محبوب علیہ السلام، مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی محبوب علیہ السلام کو تمام مسلمانوں پر۔ ان کی جانوں سے بھی بہت زیادہ ملکیت و اختیار ہے۔ نیز اولیٰ کے معنی ہیں زیادہ قریب۔ یعنی محبوب صلے اللہ علیہ وسلم مسلمانوں

کو زیادہ قریب ہیں بمقابلہ ان کی جانوں کے۔ اور سب مخلوقات کو زیادہ قریب جان ہے۔ اگر جسم کو ذرہ بھی تکلیف پہنچ جائے۔ تو روح خبر دار ہو جاتی ہے۔ مگر محبوب صلے اللہ علیہ وسلم مومنوں کو ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

حدیث بخاری ع۶ میں ہے۔ جس کا اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ تم میں سے کوئی بھی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ مجھے دوست نہ رکھے۔ اپنی جان، اولاد، ماں باپ اور تمام لوگوں سے زیادہ، اس لئے کہ دوست سب سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ اور تمام مخلوقات سے زیادہ قریب، محبوب صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جاننا چاہیئے۔ کہ ہر شخص کو زیادہ قریب اپنی جان ہے۔ اس لئے سب سے زیادہ پیاری بھی اپنی جان ہے۔ اور اپنی جان کے بعد سب سے زیادہ قریب ماں باپ ہیں۔ اسلئے سب سے زیادہ پیارے بھی ماں باپ ہوتے ہیں۔ اور ماں باپ کے بعد زیادہ قریب اولاد ہے۔ اس لئے زیادہ پیاری بھی اولاد ہوتی ہے۔ مگر محبوب علیہ السلام اپنی جان، ماں باپ، اولاد اور سب سے زیادہ قریب ہیں۔ اس لئے سب سے زیادہ پیارے بھی محبوب علیہ السلام ہیں۔ اگر کوئی حضور سرورِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ قریب اور پیارا نہیں سمجھتا تو وہ مؤمن نہیں ہو سکتا۔ یعنی مؤمن وہ ہے۔ جس کا عقیدہ صحیح ہے۔ محبوب علیہ السلام کو سب سے زیادہ دوست اور قریب اور حاضر و ناظر مانتا ہے۔ اور حضور علیہ السلام کی شان اور ہر فرمان کو مانتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے محبوب علیہ السلام نے مومنوں کو فرمایا کہ اللہ کو مانو، رسولوں کو مانو، ملائکہ اور کتابوں کو مانو، قیامت وغیرہ اور محبوب علیہ السلام کے ہر فرمان کو مانو! اور مؤمن جو ان سب باتوں کو مانتا ہے۔ مگر

کسی کامل مُرشد تک نہیں پہنچ سکا۔ کہ جس سے بیعت کرے۔ تو اُس کے مُرشد
محبوب علیہ السلام ہیں۔ اور جو شخص نبیوں، ولیوں اور محبوب علیہ السلام کی
شان اور فرمان کا منکر ہے۔ اُس کا کوئی پیر نہیں۔ وہ شیطان کو مانتا ہے۔
لہٰذا اس کا پیر شیطان ہے مُنکر وہابی شیطان کے علمِ غیب کو تو مانتے ہیں۔
اور محبوب علیہ السلام کے علمِ غیب سے مُنکر ہیں۔ بہت افسوس ہے اُن پر جو نہ
عقل سے کام لیتے ہیں اور نہ نقل سے

حدیث ۴۴ بخاری شریف = حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے روایت ہے۔ :-

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلٰی
بِہٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ
مِنْ اَنْفُسِہِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَکَ مَالًا فَلْیَرِثْہُ عَصَبَتُہٗ
مَنْ کَانُوْا وَمَنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْ ضَیَاعًا فَلْیَاْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاہُ = یعنی
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو مؤمن ہے۔ میں اُس کا دنیا اور آخرت
میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو :- اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ
لہٰذا جو مؤمن مرجائے اور کچھ مال چھوڑے۔ تو اس مال کے وارث اس کے
اقارب ہیں جو کوئی ہوں بنیں۔ اور جو کچھ قرض یا ضائع ہو جانے والی چیز
چھوڑے وہ میرے پاس آئے۔ کیونکہ میں اس کا مالک ہوں۔

لہٰذا منکر بتائیں۔ کہ ملکیت اور کس شئے کا نام ہے۔ حدیث پاک سے اس
کتاب میں کئی بار ثابت کیا گیا ہے۔ کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں،
نبوت کی کنجیاں، ہر شئے کی کنجیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلے اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں۔ منکر مانیں یا نہ مانیں۔ ہمارے حامی اور مولے

محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ حشر کے دن جواب طلبی ہوگی۔ اور وہاں کی جواب طلبی بہت سخت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ عزّوجل فرمائے گا۔ میں نے تم کو دل و دماغ دیا تھا۔ کہ سوچو، سمجھو اور غور و فکر کرو۔ کہ حق راہ کونسی ہے اور باطل کون سی۔ حق راہ پر چلیں، یہ تم نے نہ کبھی سوچا اور نہ سمجھا۔ نہ عقل سے کام لیا نہ نقل سے۔ لہٰذا بہت ضروری ہے۔ کہ انسان سوچے، سمجھے اور حق راہ کو مان لے۔ اور عمل کرے۔

علماء اہلسنت وجماعت کی جو کتاب بھی دیکھی جائے۔ اس میں ہر بات اور ہر مسئلہ پر بے شمار آئتیں، احادیث، تفاسیر اور اقوالِ آئمہ سے ثبوت پیش کیا ہوتا ہے۔ کیونکہ حق وہی ہوتا ہے۔ اسلئے بے شمار، ہزار ہا ثبوت پیش کیئے جا سکتے ہیں۔ اور منکرین وہابی جو حق کی ہر بات کے مُنکر ہیں۔ اگر ان کی کتابوں کو دیکھا جائے۔ جو انہوں نے تحریر کر کے چھپوائی ہیں۔ وہ کسی بات اور مسئلہ پر کوئی ثبوت پیش نہیں کرتے۔ اور ثبوت پیش کہاں سے کریں۔ جبکہ شریعت میں ان کی باتوں کا ثبوت ہی نہیں ہے۔ اپنے من گھڑ باتیں بنا بنا کر تحریر کر جاتے ہیں۔ جو دل میں آیا لکھ دیا۔ اور حق کے ساتھ تو ان کی ضد ہے۔ مر جائیں گے۔ مگر حق قبول نہ کریں گے۔ کیونکہ یہ ازلی محروم ہیں۔ اور ہر بات ان کی اپنی طرف سے تحریر ہوتی ہے۔ اور اگر کسی بات کا کسی کتاب سے حوالہ دیتے ہیں۔ پہلے تو اس بات کا وجود ہی نہیں ملے گا۔ اور اگر مل ہی جائے۔ تو پھر یقیناً اس کا مطلب انہوں نے غلط بیان کیا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب کچھ اور ہوتا ہے۔ اور انہوں نے کچھ اور بیان کیا ہوتا ہے۔ جب یہ لوگ قرآن پاک کا جھوٹا مطلب بیان کر سکتے ہیں۔ تو ان کے لیئے صحابہ کرام کی روایات، یا کسی امام کا قول، کتاب کا حوالہ دے کہ

جھوٹا مطلب بیان کرنا. کون سی بڑی بات ہے. مگر افسوس اس بات کا ہے. کہ اور لوگ کیوں ان کی کتابیں پڑھ پڑھ کر ان کے معتقدین بن جاتے ہیں. حشر کے دن رسوائی و شرمندگی اور اپنے آپکو ہمیشہ کے لئے عذاب میں گرفتار کرتے ہیں.

اہلسنت وجماعت کی کتابیں کیوں نہیں پڑھتے؟ پہلے تو پڑھتے نہیں. اگر کسی وقت کوئی کتاب پڑھ بھی لیں. تو حال یہ ہوتا ہے. کہ وہ اپنے ساتھی کو کہتا ہے. یار یہ تو عجیب بات ہے. اس کتاب کو تو دیکھ اس میں تو ہمارے مذہب کے خلاف بے شمار ثبوت پیش کئے گئے ہیں. قرآن پاک کی آئتیں احادیث، تفاسیر اور اقوالِ آئمہ وغیرہ ہر قسم کے ثبوت پیش کئے گئے ہیں.؟ تو اُس کا ساتھی اس کو جواب دیتا ہے. چھوڑ یار اِن کتابوں کو نہ پڑھ یہ سب آیتیں واحادیث وغیرہ منسوخ ہو گئی ہوں گی. کیونکہ ہمارے بڑے بڑے عالم اور بڑی بڑی ہستیاں مولانا فلاں صاحب اور مولانا فلاں صاحب سب اسی مذہب پر ہیں. یہ ناممکن ہے. کہ اتنے بڑے بڑے لوگ سب گمراہ ہوں. لہٰذا یہی راہ صحیح ہے. ہم کو اتنا علم نہیں ہے. اور یہ بڑے بڑے عالم ہیں. ہم کو ان کی راہ پکڑنا چاہیئے.

مسلمانو! یہ دیکھو یہ کیسے ظالم لوگ ہیں. کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی راہ کو چھوڑ کر گمراہوں کی راہ کو پکڑتے ہیں. ایسے لوگوں کے حق میں اللہ عزوجل فرماتا ہے :-

(ایت ۲۷ پارہ ۱۹ سورۃ الفرقان)

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِي لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ یعنی

اور جس دن کاٹ کاٹ کر کھاوے گا ظالم اوپر دونوں ہاتھوں اپنے کے
کہے گا اے کاش کہ پکڑتا میں ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی راہ
ہائے میری شامت کہ ایسا نہ کیا۔ اور کیا اچھا ہوتا کہ فلاں شخص کو دوست بناتا
لہٰذا حشر کے دن ایسے لوگ پچھتائیں گے۔ اور کہیں گے۔ کہ سخت افسوس!
ہے۔ جن لوگوں کو ہم نے بڑا عالم سمجھا ہوا تھا۔ وہ گمراہ تھے۔ کاش ان کی
راہ ہم نے نہ پکڑی ہوتی۔ تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ مگر یہ پچھتانا ان کا کچھ کام نہ آئیگا
نیز ان کے امام مولوی رفیع الدین و مولوی اشرف علی تھانوی وغیرہ
نے قرآنِ پاک مترجم و ترجمہ کے حاشیہ صفحہ ۵ پر لکھا ہے۔ کہ کسی بزرگ
یا مزار سے مدد مانگنا گناہِ کبیرہ اور شرک ہے۔ اور امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
پر بھی جھوٹ لکھ گئے ہیں۔ کہ امامِ اعظم نے ایک شخص کو ایک بزرگ کے
مزار سے مدد مانگتے دیکھا۔ تو آپ نے اُس پر لعنت فرمائی۔
مسلمانو! دیکھو یہ کیا بیہودگی ہے۔ تمام مخلوقات میں سب بزرگوں سے
بڑے بزرگ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ ع

"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

ایت ۶۰ پارہ ۵ اللہ عزّ وجل فرماتا ہے :-

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ
وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ یعنی
اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کے آستانہ پر آجاویں۔ اور
اللہ سے معافی چاہیں۔ اور آپ بھی یا رسول اللہ ان کی سفارش کریں۔
تو بیشک یہ لوگ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے
اور اذ عام ہے۔ یعنی ہر وقت تاقیامت ہر قسم کا مجرم ہمیشہ آپ کے

پاس حاضر ہوں۔ تو جو لوگ مدینہ طیبہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں حاضر ہو سکتے ہیں۔ تو ان کے لئے حاضری ضروری ہے۔ اور جو لوگ مجبور ہیں۔ کہ پہونچ نہیں سکتے۔ وہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھ کر حضور کی جناب میں عرض کریں۔ تو ان کی توبہ قبول ہو جائیگی اور اگر ایسا نہ کیا تو توبہ قبول نہیں ہوگی ÷

حدیث۔ دارقطنی و بیہقی وغیرہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی جو میری قبر کی زیارت کرے۔ اُس کے لیئے میری شفاعت واجب ہے۔

حدیث۔ بیہقی حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی۔ تو گویا اُس نے میری زندگی میں زیارت کی۔

حدیث ابن عدی کامل میں انہیں سے راوی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اُس نے مجھ پر جفا کی۔ ظلم کیا۔

حدیث دارمی شریف میں ہے۔ کہ ایک دفعہ مدینہ شریف میں بارش بند ہو گئی اور قحط پڑ گیا۔ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا۔ انظروا قبر النبی صلے اللہ علیہ وسلم فجعلوا منہ کوی الی السماء حتی لا یکون بینہ و بین السماء سقف ففعلوا فمطروا مطرا حتی نبت العشب وسمنت الابل حتی تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق (مشکوٰۃ باب الکرامات)

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔ کہ روضہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی چھت کھول دو۔ کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان

چھت حائل نہ رہے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ تو فوراً بارش ہوئی یہانتک کہ چارہ اُگا اور اُونٹ موٹے ہو گئے۔ گویا کہ چربی سے بھر گئے۔

امام ابن الحاج مدخل میں اور امام قسطلانی مواہب جلد دوم صفحہ ۳۸۷ فصل ثانی زیارۃ قبرہ الشریف میں فرماتے ہیں۔

وقد قال علماءنا لافرق بین موتہٖ وحیاتہٖ علیہ السلام فی مشاھدتہٖ لامتہٖ ومعرفتہٖ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذٰلک جلی عندہ لاخفاء بہٖ ۔ یعنی

اور ہمارے علماء نے فرمایا۔ کہ حضور علیہ السلام کی زندگی اور وفات میں کوئی فرق نہیں۔ اپنی اُمت کو دیکھتے ہیں۔ اور ان کے حالات ونیات ارادے اور دل کی باتوں کو جانتے ہیں۔ یہ آپکو بالکل ظاہر ہیں۔ اسمیں پوشیدگی نہیں

جناب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں۔

انا طامع بالجود منک ولم یکن ؛ لابی حنیفۃ فی الانام سواک

یعنی یارسول اللہ میں حضور کی عطا کا امیدوار ہوں۔ اور مخلوق میں ابو حنیفہ کیلئے حضور کے سوا کوئی نہیں

نیز امام زین العابدین اپنے قصیدہ میں فرماتے ہیں :-

یارحمۃ للعلمین ادرک لزین العابدین ؛ محبوس ایدی الظالمین فی موکب المزدحم

یعنی اے رحمۃ العلمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو ؛ وہ اس ازدحام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے۔

نیز حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں :-

یاسید السادات جئتک قاصدًا ؛ ارجو رضاک واحتمی بحماک

یعنی اے پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپکے حضور آیا ہوں۔ آپ کی رضا کا امیدوار ہوں۔ اور اپنے کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔

عالمگیری جلد اول کتاب الحج آداب زیارت قبر نبی علیہ السلام میں ہے۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو یوں سلام عرض کرے۔

ثم یقول سلام علیک یا نبی اللہ اشہد انک رسول اللہ

یعنی اے نبی آپ پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ اللہ کے نبی ہیں۔

پھر فرماتے ہیں :—

ویقول السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار = یعنی

صدیقِ اکبر کو یوں سلام عرض کرے۔ کہ آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ کے سچے جانشین۔ آپ پر سلام ہو۔ اے رسول اللہ کے غار کے ساتھی ؛

پھر فرماتے ہیں :—

فیقول السلام علیک یا امیر المؤمنین السلام علیک یا مظہر الاسلام السلام علیک یا مکسر الاصنام = یعنی

اور حضرتِ فاروق کو یوں سلام پیش کرے۔ آپ پر سلام ہو۔ اے مسلمانوں کے امیر آپ پر سلام ہو اے اسلام کے چمکانے والے۔ آپ پر سلام ہو اے بتوں کو توڑنے والے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

اور ہمارے علماء اہل سنت فرماتے ہیں۔ کہ یہ بھی عرض کرے :—

اسئلک الشفاعۃ یا رسول اللہ = یعنی یا رسول اللہ میں حضور سے شفاعت مانگتا ہوں

اور جناب حضرتِ صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی عرض کرے :—

اسئلک الشفاعۃ عند رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وعلیکما وبارک وسلم۔

یعنی آپ دونوں حضرات سے سوال کرتا ہوں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور ہماری سفارش کیجئے :— آیت : فالمدبرات امرا ہ یعنی قسم ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ یہ مدبرات لامر ملائکہ ہیں۔ کہ کاموں پہ مقرر کیے گئے ہیں —

ہمارے علماء کرام اہلسنت فرماتے ہیں :۔ کہ قرآنِ عظیم اپنے ہر معنی پر حجت ہے۔
تفسیر ع ۶۰ بیضاوی شریف اسی آیت کے نیچے ہے۔

او صفات النفوس الفاضلت حال المفارقۃ فانہا تنزع عن الابدان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی النفوس فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیہ فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفہا وقوتہا من المدبرات ؛ یعنی

ان آیاتِ کریمہ میں اللہ عزوجل مدح اولیاء کرام کا ذکر فرماتا ہے۔ جب اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتی ہیں۔ کہ جسم سے بقوتِ تمام جُدا ہوکر عالمِ بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی۔ خطیرہائے حضرتِ اقدس تک جلد رسائی پاتی۔ پس اپنی بزرگی و طاقت کے باعث کاروبارِ عالم کے تدبیر کرنے والوں سے ہوجاتی ہیں "

یعنی اولیاء کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے اور اُس کے کاموں کی تدبیر فرماتے ہیں۔ عنایت القاضی وکفایت الراضی میں جناب امام محمد غزالی قدس سرہٗ اور امام فخر رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس معنی کی تائید میں نقل کرکے فرماتے ہیں

ولذا قیل اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اصحاب القبور الا انہ لیس بحدیث کما توہم ولذا اتفق الناس علی زیارۃ مشاہد السلف والتوسل بہم الی اللہ تعالیٰ وان انکرہ بعض الملاحدۃ فی عصرنا والمشتکی الیہ ہو اللہ۔ یعنی

اسلئے کہا گیا ہے۔ کہ جب تم کاموں میں متحیر ہو تو مزاراتِ اولیاء سے مدد مانگو۔ مگر یہ حدیث نہیں ہے۔ جیسا کہ بعض کو وہم ہو۔ اور اسی لئے مزاراتِ سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق ہے

اگرچہ ہمارے زمانہ میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے۔ اور خدا ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔ نیز

شامی شریف کے مقدمہ میں ہے۔ مذہب کے امام جناب امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

انی لا تبرک بابی حنیفۃ واجی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وسالت اللہ عند قبرہ فتقضی سریعاً۔ یعنی میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ اور ان کی قبر پر آتا ہوں۔ جب مجھ کو کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے۔ تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ اور امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر رب سے دعا کرتا ہوں۔ تو حاجت فوراً پوری ہو جاتی ہے۔

مسلمانو! خود خیال فرمایئے۔ کہ دہابیوں نے جناب امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بھی لکھ دیا۔ کہ امام ابو حنیفہ نے کسی بزرگ کے مزار سے مدد مانگنے والے پر لعنت فرمائی حالانکہ لعنت تو جھوٹوں پر ہے۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے خود مدد مانگی اور ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مدد مانگی بزرگوں اور بزرگوں کے مزاروں سے مدد مانگنے کے منکروں کو آئمہ مفسرین جناب امامِ غزالی و جناب فخر الرازی وغیرہ نے بے دین فرمایا ہے۔ مگر بے مذہب اور بددینوں کے لئے کسی بات کی کیا پرواہ ہے۔ اپنے نفس کے پجاری ہیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں ان گستاخوں نے وہ لکھا ہے۔ کہ جس کا بیان نہیں ہو سکتا۔

قرآنِ پاک مترجم بدو ترجمہ اُردو، مصنّف رفیع الدین و مولوی اشرف علی ص۵۰۵ کے حاشیہ پر دیکھو۔ اور تقویۃ الایمان صفحہ ۱۵ پر تو صاف لکھدیا۔ جس کا

نام محمدؐ یا علیؓ ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

حدیث احمد و النسائی و الحاکم عن بریدۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہ فرماتے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم ÷ مَن کُنتُ وَلِیَّہٗ فَعَلِیٌّ وَلِیُّہٗ یعنی جس کا میں مددگار و کارساز ہوں علی اس کا مددگار و کارساز ہے۔

علامہ مُناوی نے اس کی شرح میں فرمایا :۔ یدافع عنہ ما یکرہٗ یعنی علی اس کے مددگار ہیں۔ اس سے مکروہات وبلیات دفع فرماتے ہیں۔ اور محبوب صلے اللہ علیہ وسلم تو تمام مومنوں کے قیامت تک کے مددگار و کارساز ہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے :۔ اَلنَّبِیُّ اَولٰی بِالمُؤمِنِینَ مِن اَنفُسِہِم ؕ یعنی نبی مومنوں کا زیادہ والی ہے ان کی جانوں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ اَنَا اَولیٰ بِالمُؤمِنِینَ مِن اَنفُسِہِم = یعنی میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے زیادہ والی ہوں =

علامہ مناوی شرح میں فرماتے ہیں :۔ لِاَنِّی خلیفۃ الاکبر الممد لکل مَوجُودٍ ۔ یعنی اسلئے کہ میں اللہ عزوجل کا نائب اعظم اور تمام مخلوقِ الٰہی کا مدد رساں ہوں۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

لہٰذا حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تمام مومنوں کے مدد رساں ہیں۔

حدیث ابوسعید عبدالملک بن عثمان کتاب "شرف النبوۃ" میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہے۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ بروز قیامت اللہ عزّ وجل جنت کی کنجیاں اور دوزخ کی کُنجیاں میرے سپرد فرما دیگا۔ کہ میں جسے چاہوں جنت میں داخل کروں اور جسے چاہوں دوزخ میں۔ اور میں وہ کنجیاں ابوبکر و عمر کے سپرد فرما دوں گا۔ کہ وہ اپنے دوستوں کو جنت میں داخل کریں۔ اور اپنے دشمنوں کو جہنم میں۔

ابو بکر شافعی نے غیلانیات میں روایت کی۔ ینادی یا مدالایات این اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم فیوتی بالخلفاء رضی اللہ تعالی عنہم فیقول اللہ لھم ادخلوا من شئتم الجنۃ ودعوا من شئتم۔
یعنی بروز قیامت ندا کی جائے گی کہاں ہیں اصحاب محمد صلے اللہ تعالی علیہ وسلم وخلفاء رضی اللہ تعالی عنہم، لائے جائیں گے، اللہ عزوجل ان سے فرمائیگا۔ تم جسے چاہو جنت میں داخل کرو۔ اور جسے چاہو چھوڑ دو

حدیث:۔۔ سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم نے فرمایا۔
انا قسیم النار یعنی میں قسیم دوزخ بھی ہوں۔ یعنی وہ اپنے دشمنوں کو دوزخ میں اور دوستوں کو جنت میں داخل فرمائیں گے رواہ شاذان الفضلی

امام اجل قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالی شفا شریف میں فرماتے ہیں ۔۔
قد خرج اھل الصحیح والائمۃ ما اعلم بہ اصحابہ صلے اللہ علیہ وسلم مما وعدھم بہ من الظھور علی اعدائھم (الی قولہ) وقتل علی وان اشقاھا الذی یخضب ھذہ اء من ھذہ ای لحیتہ من راسہ وانہ قسیم النار یدخل اولیاءہ الجنۃ واعداءہ النار۔
یعنی بے شک اصحاب صحاح وائمہ حدیث نے وہ حدیثیں روایت کیں۔ جن میں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو غیب کی خبریں دیں۔ شاید وعدہ کہ وہ دشمنوں پر غالب آئیں گے۔ اور مولا علی کی شہادت کا یہ کہ بدبخت ترین امت ان کے سر مبارک کے خون سے ریش مطہر کو رنگے گا۔ اور کرم اللہ قسیم دوزخ بھی ہیں اپنے دشمنوں کو دوزخ میں اور دوستوں کو بہشت میں داخل فرمائیں گے۔ (رضی اللہ تعالی عنہ)

حدیث:۔ والخطیب عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہ فرماتے ہیں

علیہ اللہ علیہ وسلم

ابنتی فاطمۃ حوراءُ آدمیۃٌ لم تحض ولم تطمث وانما سماها فاطمۃ لان اللہ تعالیٰ فطمها و محبیها من النار = یعنی

میری صاحبزادی فاطمہ آدمیوں میں حُور ہے۔ کہ نجاستوں کے علاوہ سے جو عورتوں کو ہوتے ہیں۔ ان سے پاک و منزہ ہے۔ اللہ عزوجل نے اس کا نام فاطمہ اس لیۓ رکھا ہے۔ کہ اُسکو اور اس سے محبت کرنے والوں کو آتش دوزخ سے آزاد فرما دیا؛

حدیث ۷۸ ابنِ عساکر عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم = مَن سب اصحابی فعلیہ لعنت اللہ ومن حفظنی فیھم فانا احفظہٗ یوم القیمۃ = یعنی

جو میرے اصحاب کو بُرا کہے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اور جو ان کے معاملے میں میرا لحاظ رکھے۔ میں روزِ قیامت اس کا حافظ و نگہبان ہوں۔

اصحابِ کرام اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں۔ اس لیۓ محبوب علیہ السلام نے فرمایا کہ جو ان کو بُرا کہے۔ اس پر اللہ کی لعنت ہے اور بُرا کہنا کئی قسم ہے۔ یعنی اصحابِ کرام کی توہین کرنا۔ یا ان کی شان گھٹانا۔ گستاخی کرنا یا ان کو کسی قسم کا عیب لگانا۔ یا ان کی شان اور مرتبے کا انکار کرنا۔ یہ سب بُرا کہنا ہے۔ اور منافقوں کا یہی کام ہے کہ اتنے بڑے بڑے مرتبے والی ہستیوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف مترجم بہ ترجمہ اُردو مصنف رفیع الاہلین، مولوی اشرفعلی نے صفحہ ۶۲۴ کے حاشیہ پر لکھا ہے۔ کوئی کلمہ گو حضرت علی کی مشکلکشائی کا قائل ہے۔ اور کوئی شاہ عبدالقادر علیہ الرحمۃ کو غوثِ اعظم جانتا ہے۔ اور ان کو دُور دُور سے پکارتا ہے۔ نہیں جائز اولیاء اور بزرگوں سے مدد مانگنا۔

ان کے فوت ہونے کے بعد اور جو نبیوں اور بزرگوں کی قبر کی طرف جاتے ہیں وہاں ان کی قبروں کے پاس نماز پڑھتے ہیں۔ اور دُعا مانگتے ہیں۔ اور ان بزرگوں سے اپنی حاجتِ قلب ظاہر کرتے ہیں۔ یہ جائز نہیں۔ اور جو شخص کسی بزرگ کی قبر پر حاجت مانگنے کی غرض سے جائے۔ اُس شخص کا گناہ خونی و زانی سے زیادہ ہے۔ گناہ میں اس شخص کے برابر کوئی نہیں۔ مگر وہ شخص جو بتوں کو پوجے۔

مسلمانو! دیکھو یہ کتنا ظلم ہے۔ قرآنِ پاک کے منکر حدیث شریف کے انکاری اقوالِ آئمہ مفسرین کے مخالف ہیں۔

حدیث ۷۹ بخاری شریف۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ۔ یعنی جس نے میرے دوست سے عداوت کی میں اُسکو اپنی لڑائی سے خبردار کرتا ہوں۔

اور محبوب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے دوستوں کو بُرا کہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ اور جنابِ امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جناب امام فخرالرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دوستوں سے مدد مانگنے اور انکی مزاروں سے مدد مانگنے کے جو منکر ہیں۔ وہ بیدین ہیں ؂

اور جنابِ امام شافعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔ کہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ اور ان کی قبر پر آتا ہوں۔ جب مجھکو کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔ اور امام ابو حنیفہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر رب سے دعا کرتا ہوں تو حاجت فوراً پوری ہو جاتی ہے۔ نیز حضرتِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے کا کیا کہنا۔ اور کیا پوچھنا۔ کہ جس کی شان میں محبوب علیہ السلام خود فرماتے ہیں:۔ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ۔ یعنی جس کا میں مددگار و کارساز ہوں

علی اُس کا مددگار و کارساز ہے۔

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ ایک شخص نے امیر معاویہ سے کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہ مسئلہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھو۔ وہ مجھ سے بڑے عالم ہیں۔ اُسنے کہا آپ ہی فرمادیں۔ مجھے آپ کا جواب زیادہ پسند ہے۔ امیر معاویہ نے فرمایا تُو نے یہ بہت بُری بات کی۔ کیا تو ان سے نفرت کرتا ہے۔ جس کی توقیر محبوب علیہ السّلام فرماتے ہیں۔ ان کے کمال علم کی بنا پر۔ اور جس کے بارے میں محبوب علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اے علی تم میرے لئے ایسے ہو، جیسے موسےٰ علیہ السلام کے لئے حضرت ہارون علیہ السلام، مگر میرے بعد نبی نہیں۔ اور جن کی عظمتِ علم کا یہ حال ہے۔ کہ جب حضرتِ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوئی مشکل درپیش آتی تھی۔ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حل کراتے تھے۔ لہٰذا مشکل کُشا اور کس شئے کا نام ہے۔ تمام مسلمانوں کا یقین ہے۔ کہ حضرت علی مشکلکشا ہیں۔ بغیر وہابی، دیوبندیوں کے کہ وہ نبیوں ولیوں اور سب بزرگوں کے منکر ہیں۔ نیز محبوب علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ قیامت میں اعلان ہوگا۔ کہ اے اہلِ محشر سَر جُھکالو، آنکھیں بند کرلو۔ کہ صراط پر فاطمہ بنتِ محمد گزرنے والی ہیں۔ پھر فاطمہ، زہرا ستر ہزار حوروں کے ہمراہ بجلی کی کوند کی طرح گزر جائیں گے۔ (اخرجہ ابوبکر فی الغیابات عن ابی ایوب صواعق)

لہٰذا ان کے کِس کِس شان اور مرتبے کا بیان کیا جائے۔ ان کا شان بہت بلند ہے۔ جہاں تک سوائے اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے کسی عقل و دماغ کی رسائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے ہم کو اور تمام مسلمانوں کو انکی سچی محبت عطا فرمائیے۔ اور ان کی خاطر ہماری تمام مشکلات آسان فرمائیے۔

حدیث نمبر ۸۰ ترمذی شریف۔ احمد عن علی المرتضےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہ فرماتے ہیں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم جو مجھ سے اور حسنؓ وحسینؓ سے اور ان کی ماں سے اور ان کے باپ سے محبت کرے وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

حدیث نمبر ۸۱۔ دیلمی عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فرماتے ہیں محبوب علیہ السلام، اُس پر خدا کا غضب ہو، جو میرے اہلبیت کو ستا کر مجھے دُکھ پہونچائے۔

جناب مُلا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر میں فرماتے ہیں۔ کہ حضور پُر نور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:—

من استغاث بی فی کربۃٍ کشفت عنہ ومن نادانی باسمی فی شدۃٍ فرجت عنہ ومن توسل بی إلی اللہِ فی حاجۃٍ قضیتُ

یعنی جو کوئی مصیبت میں مجھ سے مدد مانگے تو وہ مصیبت دُور ہوگی۔ اور جو کسی تکلیف میں میرا نام لیکر پکارے۔ تو تکلیف رفع ہوگی۔

تعجب ہے ان وہابیوں پر کہ جو غوثِ پاک کے غوثِ اعظم ماننے کے بھی منکر ہیں۔ نیز امام جلیل عارفِ باللہ عبداللہ بن اسعد مکی یافعی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مراۃ الجنان میں الشیخ الامام الفقیہ العالم المقری سے وصف کیا۔ کتاب المستطاب بہجۃ الاسرار میں فرماتے ہیں:—

وعزّت ربی انّ السعداءَ والاشقیاءَ لیعرضُون علےٰ عینیِ فی اللوح المحفوظ انا غائصٌ فی بحار علم اللہِ ومشاھدتہ انا حجۃ اللہ علیکم جمیعکمُ انا نائب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ووارثہٗ فی الارض۔ یعنی

حضور شاہ عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:—

مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم کہ تمام سعید وشقی مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں

میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہے۔ اللہ عزوجل کے علم و مشاہدے کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔ میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں۔ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نائب اور زمین میں حضور کا وارث ہوں۔

صدقت یا سیدی لا شک فیہ)

مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ العزیز فرماتے ہیں۔ بہت سی قبروں میں سونے والے بندے ہزاروں زندوں سے زیادہ نفع پہنچاتے ہیں۔ ان کی قبروں کی خاک بھی لوگوں پر سایہ فگن ہے۔ لاکھوں زندے ان قبر والوں کے سُلائے ہیں۔ نیز فرماتے ہیں۔ پیر پکڑو کیونکہ آخرت کا سفر بغیر پیر کے بہت خطرناک ہے۔ اور جب پیر اختیار کرو اُس کے ایسے تابع فرمان ہو جاؤ۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے .... کہ اگر پیر کشتی کو توڑے تو دم نہ مارو۔ اور اگر بچہ کو بلا قصور قتل کر دے تو اعتراض نہ کرو۔

(اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ) جاننا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کو وہابیوں کے مکر و فریب اور دھوکہ سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ جہاں انہوں نے علی مشکلکشا اور عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو غوث الاعظم ماننے کا انکار کیا ہے۔ وہاں انہوں نے شیئاً للہ کہنا کفر یا کفر کا ڈر بتایا ہے۔ اگر کسی کتاب سے ان کو ایسی عبارت مل جائے۔ کہ جس سے مسلمانوں کو دھوکہ دے سکیں۔ تو ان کے لئے عید بن جاتی ہے۔ دُرِ مختار میں ہے۔ قَوْلُ شَیْئًا لِلّٰہِ قِیْلَ یُکْفَرُ یعنی شیاءً للہ کہنا کفر ہے۔ مگر یہاں شیاءً للہ کے یہ معنی ہیں۔ کہ خدا کی حاجت روائی کے لئے کچھ دو۔ رب تمہارا محتاج ہے۔ جیسا کہا جاتا ہے۔ اس مسکین کے لئے کچھ دو۔ یعنی میں تو غنی ہوں۔ کچھ نہیں مانگتا۔ یہ مسکین ہے اس کے لئے کچھ دو۔ یہ معنی بیشک کُفر ہے۔ مگر اس کی شرح میں شامی نے فرمایا۔

اما ان قصد المعنی الصحیح فالظاھر انہ لا باس بہ۔ یعنی اگر اس سے صحیح معنی کی نیت کی کہ اللہ کے لئے مجھے کچھ دو۔ تو یہ جائز ہے۔ اور سب مسلمانوں کی یہی نیت ہوتی ہے۔ خدا کو کوئی محتاج نہیں سمجھتا۔

لہذا اس عبارۃ در مختار سے یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اولیاء اللہ سے مدد مانگنا کفر ہے۔ کیونکہ درِ مختار تو خود اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کو مانتے ہیں۔ اور ثابت کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ اس طرح مدد مانگو:۔ اس کا بیان آگے آتا ہے۔

نیز حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور میں ہے:۔

واما الستمداد باھل القبور فی غیر نبی علیہ السلام اوالانبیاء فقد انکرہ کثیر من الفقھاء واثبت المشائخ الصوفیۃ وبعض الفقھاء قال الامام الشافعی قبر موسیٰ الکاظم تریاق مجرب لاجابۃ الدعاء وقال الامام غزالی من یستمد فیہ حیاتہ یستمد بعد وفاتہ۔ یعنی نبی علیہ السلام و دیگر انبیاء کرام کے علاوہ اور اہلِ قبور سے مدد مانگنے کا بہت سے فقہاء نے انکار کیا۔ اور مشائخ صوفیہ اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت کیا ہے۔ کہ مدد مانگنا جائز ہے۔ امام شافعی فرماتے ہیں موسیٰ کاظم کی قبر قبولیتِ دعا کے لئے آزمودہ تریاق ہے۔ اور امام غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جا سکتی ہے۔ اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔

لہذا اس عبارت مشکوٰۃ سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا۔ کہ اہلِ قبور کا اولیاء اللہ سے مدد مانگنا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس عبارت نے تو بتایا۔ کہ فقہاءِ ظاہر اور فقہاءِ اہلِ کشف و مشائخ الصوفیہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔ کہ انبیاء کرام سے

زندگی میں اور وفات کے بعد ہر طرح مدد مانگنا جائز ہے۔ اور مشائخ صوفیہ وفقہائے اہلِ کشف نے اولیاء اللہ سے بھی مدد مانگنا ثابت کیا ہے۔ اور فقہاءِ ظاہر نے جو عام اہلِ قبور سے مدد مانگنے کا انکار کیا ہے۔ اس کی وجہ یہی ہو سکتی ہے۔ کہ یہ معلوم نہیں۔ کہ عام اہلِ قبور کس کس کا یہ مرتبہ ہے۔ کہ جس سے مدد مانگی جائے۔ اور اگر یقیناً معلوم ہو۔ کہ یہ اولیاء اللہ ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اس سے مدد مانگنا نا جائز ہو۔ جب کہ فقہاءِ ظاہر نے بھی انبیاءِ کرام سے ہر طرح مدد مانگنا ثابت کیا ہے۔ اور یہ کتابوں سے ثابت ہے۔ کہ ولی نبی کے تابع ہے۔ سب کچھ نبی سے لیتا ہے۔ اور امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بات کا بھی فیصلہ فرما دیا۔ کہ اولیاء اللہ وہ ہیں۔ کہ جس سے اس دنیا میں مدد مانگی جا سکتی ہے۔ اس سے قبر میں بھی مدد مانگی جا سکتی ہے۔ نیز بات یہ ہے۔ کہ اولیاء اللہ کی حیات اور وفات میں کچھ فرق نہیں۔ کیونکہ ان کو طاقتِ ربی عطا ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں اپنے دوستوں کے کان۔ آنکھ۔ ہاتھ پاؤں ہوتا ہوں۔ جس سے وہ سنتے۔ دیکھتے۔ کام کرتے اور چلتے پھرتے ہیں۔ لہذا رب کی طاقت کو زوال کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس بات پر مسلمانوں کا اتفاق ہے۔ کہ مزاراتِ اولیاء سے مدد مانگنا جائز ہے۔ اولیاءِ کرام بعد وصال عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ امام قاضی و علامہ علی قاری وغیرہ شرح جامع صغیر امام سیوطی میں فرماتے ہیں :-

پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں۔ ملا اعلےٰ سے مل جاتی ہیں۔ اور ان کے لئے کچھ پردہ نہیں رہتا۔ سب ایسا دیکھتی سنتی ہیں۔ جیسے یہاں موجود ہیں"

آیت ع۸۱ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ کہ میرے دوستوں کو زبان سے بھی مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ٥ - یعنی جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ کہو۔ بلکہ وہ تو زندہ ہیں۔ لیکن تم احساس نہیں کرتے

بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ تو صرف اُن شہداء کے بارے میں ہے۔ جو دشمنِ کفار سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں تلوار سے لڑ لڑ کر مر جائیں۔ مگر صرف یہ معنی بلاوجہ زیادتی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن شیطان لعین ہے۔ اور اولیاء اللہ جو اتنے بڑے دشمن سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی طلب میں لڑتے لڑتے مر جائیں۔ وہ بھی اس آیتِ پاک کے حکم میں داخل ہیں۔ ایسے بہت لوگ ہیں۔ جو تلوار سے قتل نہیں ہوتے۔ اور شہادت کا مرتبہ پاتے ہیں۔

محبت میں تیرے مرنا شہادت اسکو کہتے ہیں
زباں پر نام ہو تیرا عبادت اس کو کہتے ہیں۔

حدیث ع۸۲ مشکوٰۃ شریف کتاب العلم میں ہے۔

مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ یعنی جو شخص تلاشِ علم میں نکلا۔ وہ اللہ کی راہ میں ہے۔ نیز

حدیث ع۸۳ بخاری شریف = ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اَلشُّهَدَآءُ خَمْسَةٌ اَلْمَطْعُوْنُ وَالْمَبْطُوْنُ وَالْغَرِيْقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ وَالشَّهِيْدُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ = یعنی

شہید پانچ قسم کے لوگ ہیں۔ جو طاعون میں مرے (۲) جو پیٹ کے مرض میں مرے۔ (۳) جو ڈوب کر مرے (۴) جو دب کر مرے۔ (۵) جو اللہ کی راہ میں مرے۔ یعنی شہید ہوئے۔ لہٰذا تلوار کے شہیدوں سے علاوہ جو کوئی رضامندی مولا کی طلب میں مرے وہ شہید ہے۔ اور شہیدوں کو نور رزق ملتا ہے۔ اور اولیاء کرام تو عالم میں تصرف کرتے ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔ کہ کامل بندہ چیزوں کی حقیقت پر مطلع ہو جاتا ہے۔ اس پر غیب اور غیب الغیب کھل جاتے ہیں۔ نیز ہمارے مرشد غوثِ پاک عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

یَآ اَبْطَال یا اطفال ھلمّوا واخذوا عَنْ ھٰذَ البحر الذی لاساحل لہٗ

یعنی اے بہادرو، اے فرزندو آؤ اس دریا سے کچھ لے لو۔ جس کا کنارہ ہی نہیں؛

حدیث ۸۴ الطبرانی ۔ عن عتبۃ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب تم میں کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے اور مدد مانگنی چاہے۔ اور ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ یوں پکارے۔ یَا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِی ۔ یَا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِی یَا عِبَادَ اللہِ اَعِیْنُوْنِی ۔ فَاِنَّ اللہَ عِبَادًا لَّا یَرَاھُمْ ۔ یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں۔ جنہیں یہ نہیں دیکھتا۔ وہ اس کی مدد کریں گے۔

حدیث ۸۵ ابن السنیؔ عن ابن مسعودٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ کہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے فلینا دیا عباد اللہ احبسوا ۔ یعنی یوں ندا کرے۔ اے اللہ کے بندو! اسے روک دو۔ اللہ کے بندے اسے روک دیں گے۔

حدیث ۸۶ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کہ فرماتے ہیں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم یوں پکارے۔ اعینونی یا عباد اللہ، یعنی میری مدد کرو اے اللہ کے بندو۔ اس کی شرح الحرز الثمین میں علامہ علی قاری فرماتے ہیں:- إذ نفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسوا۔ یعنی جنگل میں کسی کا جانور بھاگ جائے۔ تو وہ یوں پکارے کہ اے اللہ کے بندو اسے روک دو۔ نیز فرماتے ہیں:-

ھٰذا حدیث حسن یحتاج الیہ المسافرون وانہ مجرّب۔ یعنی یہ حدیث حسن ہے۔ مسافروں کو اس حدیث کی سخت ضرورت ہے۔ اور یہ عمل مجرب ہے۔ نیز اب دُرِ مختار کی عبارت پیش کی جاتی ہے۔ دُرِ مختار جلد سوم باب اللقطہ کے آخر میں گمی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کے لئے ایک عمل لکھا ہے:- اِنَّ الْاِنسَانَ اذا ضاع لہٗ شیءٌ واراد ان یردہ اللہ علیہ فلیقف علےٰ مکانٍ عالٍ مستقبل القبلۃ ویقرءُ الفاتحۃ ویھدی ثوابھا للنبی علیہ السلام ثم یھدی ثوابھا السیدی احمد بن علوان یقول یا سیدی یا احمد بن علوان ان لم ترد علےٰ ضالتی والا نزعتک من دیوانِ الاولیاءِ فان اللہَ یرد ضالتہٗ برکتہٖ۔ یعنی جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جاوے۔ اور وہ چاہے۔ کہ خدا وہ چیز واپس ملادے تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کرکے کھڑا ہو۔ اور سورۃ فاتحہ پڑھکر اس کا ثواب نبی علیہ السلام کو ہدیہ کرے۔ پھر سیدی احمد بن علوان کو، پھر یہ دعا پڑھے۔ اے میرے آقا۔ اے احمد بن علوان اگر آپ نے میری چیز نہ دی۔ تو میں آپکو دفتر اولیاء سے نکلوا دوں گا۔ پس خدا تعالیٰ اس کی گمشدہ چیز ان کی برکت سے ملادے گا۔

شاہ عبدالعزیز تفسیر فتح العزیز صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں۔
سمجھنا چاہیئے۔ کہ کسی غیر سے مدد مانگنا اس طریقہ پر کہ اس کو مدد الہی نہ سمجھے، حرام ہے۔ اور اگر توجہ حق تعالیٰ کی طرف ہے۔ اور اس کو اللہ کی مدد کا ایک مظہر جان کر، اللہ کی حکمت اور کارخانہ اسباب جان کر اس سے ظاہری مدد مانگی تو عرفان سے دور نہیں۔ اور شریعت میں جائز ہے۔ اور اسی کو انبیاء و اولیاء کی مدد کہتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں یہ حق تعالیٰ کے غیر سے مانگنا نہیں۔ بلکہ اس کی مدد سے ہے۔

تفسیر کبیر ۶۱ و روح البیان و خازن سورۂ یوسف زیر آیت

فلبث فی السجن بضع سنین ہے۔ الاستعانۃ بالناس فی دفع الضرر والظلم جائزۃ = یعنی مصیبت اور ظلم کو دور کرنے کے لئے مخلوق سے مدد مانگنا جائز ہے۔

نیز حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں:۔

یا اکرم الثقلین یا کنز الوریٰ جد لی بجودك وارضنی برضاك
انا طامع بالجود منك لم یكن لابی حنیفۃ فی الانام سواك

یعنی اے موجودات سے اکرم اور نعمت الہی کے خزانے جو اللہ نے آپکو دیا ہے۔ مجھے بھی دیجئے۔ اور اللہ نے آپکو راضی کیا ہے۔ مجھے بھی آپ راضی فرمایئے۔ میں آپکی سخاوت کا امیدوار ہوں۔ آپ کے سوا ابوحنیفہ کا خلقت میں کوئی نہیں۔

تفسیر کبیر ۶۲ جلد سوئم۔ سورۃ انعام میں ہے۔

وثالثها الانبیاء وهم الذین اعطاهم الله تعالیٰ من العلوم والمعارف ما لاجله یقدرون علی التصرف فی بواطن الخلق وارواحهم وایضاً اعطاهم من القدرۃ والمکنۃ ما لاجله یقدرون

علےٰ التصرف فی ظواھر الخلق :- یعنی

تیسرے ان میں انبیاء ہیں۔ یہ وہ حضرات ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے علوم اور معارف اسقدر دئے ہیں۔ جن سے وہ مخلوق کی اندرونی حالات اور ان کے ارواح پر تصرف کرسکتے ہیں۔ اور ان کو اس قدر قدرت وقوت دی ہے جس سے وہ مخلوق کے ظاہر پر تصرّف کرسکتے ہیں۔

جاننا چاہیئے۔ کہ علمارِ کرام اہلسنت والجماعت جو کچھ بیان کرتے ہیں۔ قرآنِ پاک اور حدیث شریف سے بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ مدد کے بارے میں اللہ عزّ وجل نے قرآن پاک میں مسلمانوں کو ہر طرح سے آگاہ فرما دیا اور حکم فرمادیا۔ کہ ایک دوسرے کی مدد کرو۔

ایک لڑکے کے ماں باپ نیک ایمان والے تھے۔ اور ان کے لڑکے نے سرکشی اور کفر میں گرفتار ہونا تھا۔ ماں باپ کی مدد سے اُس لڑکے کو ایمان عطا ہوا۔ اور دوسرے دو لڑکے جو یتیم تھے۔ ان کے فوت شدہ باپ کی مدد سے ان لڑکوں کو مال اور دولت عطا ہوئی۔

دیکھو قرآن پاک پارہ ۱۶ کی شروع۔ خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے بیان میں۔ نیز سلیمان علیہ السلام نے اپنے دربار کے سرداروں سے فرمایا۔ کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے۔ جو بلقیس کے تخت کو اس کے پہنچنے سے پہلے میرے پاس حاضر کرے۔ تو ایک شخص جو سلیمان علیہ السلام کا امتی اور وزیر تھا۔ اس نے آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت یمن سے لاکر شام میں سلیمان علیہ السلام کے دربار میں حاضر کر دیا۔ اس سے اولیاء کا علمِ غیب اور مدد دونوں ثابت ہوئے۔ دیکھو قرآنِ پاک پارہ ۱۹ سورۃ النمل۔

نیز جب اللہ عزّ وجل نے موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے فرعون کے

پاس جانے کا حکم دیا۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا۔

آیت ۸۲ پارہ ۱۶ سورۃ طٰہٰ :- وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝ هٰرُوْنَ اَخِیْ ۝ اشْدُدْ بِهٖۤ اَزْرِیْ ۝ ۔ یعنی میرے بھائی کو نبی بنا کر میرا وزیر کر دے۔ میری پشت کو ان کی مدد سے مضبوط کر دے۔

اللہ عزوجل نے موسیٰ علیہ السلام کی یہ عرض منظور فرمائی۔ اور یہ نہ فرمایا کہ آپ نے میرے سوا دوسرے کی مدد کیوں طلب کی۔ کیا میں کافی نہیں ہوں بلکہ دعا منظور فرمائی۔ اور ان کے بھائی ھارون علیہ السلام کو نبی بنا کر ان کا وزیر کر دیا۔ نیز اللہ عزوجل فرماتا ہے :-

آیت ۸۳ :- وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۝ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ یعنی مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر نیک کاموں اور تقویٰ کے اور نہ مدد کرو۔ ایک دوسرے کی اوپر گناہ اور زیادتی کے۔

اس آیتِ پاک میں اللہ عزوجل نے صاف فرمایا ہے۔ کہ اس اس بات پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ اور اس اس ... پر مدد مت کرو۔ لہٰذا امداد کے بارے میں اس سے زیادہ اور کیا ثبوت پیش کیا جائے۔ اور بھی بہت جگہ قرآنِ پاک نے مسلمانوں کا ایک دوسرے سے مدد لینا۔ اور ایک دوسرے کو مدد دینا ثابت فرمایا ہے۔ اس سے کوئی مسلمان انکار نہیں کرتا مگر منکر جو ازلی محروم ہیں۔ وہ نہیں مانتے۔

حدیث ۸۷ البیہقی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ کہ فرماتے ہیں۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ

خیراً صیّر حوائج الناس الیہ = یعنی
اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے۔ اس سے
مخلوق کی حاجت روائی کا کام لیتا ہے۔

حدیث ۸۸ طبرانی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،
کہ فرماتے ہیں صلے اللہ علیہ وسلم :-

اِنَّ اللہ تعالیٰ عباداً ختصہم لحوائج الناس یفزع الناس
الیہم فی حوائجہم اولٰئک الامنون من عذاب اللہ۔ یعنی
اللہ عزوجل کے کچھ بندے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی
خلق کے لئے خاص فرمایا ہے۔ لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس
لاتے ہیں۔ یہ بندے عذابِ الٰہی سے امان میں ہیں۔

حدیث ۸۹ الطبرانی وحاکم وغیرہ کہ فرماتے ہیں، محبوب علیہ السلام
اَللّٰھُمَّ عزالاِسلام بعمر ابن الخطاب خاصۃً۔ یعنی
الٰہی خاص عمر ابن خطاب کی مدد سے اسلام کو عزت دے۔

حدیث ۹۰ الطبرانی علی مرتضٰے رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،
کہ فرماتے ہیں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم، ابدال شام میں ہیں۔
بِہِمْ یُنصرون وبِہِم یرزقون۔ یعنی وہ لوگ انہیں کے برکت سے
مدد پاتے ہیں۔ اور انہیں کے وسیلے سے رزق پاتے ہیں۔

حدیث ۹۱ الطبرانی والبیہقی وغیرہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے۔ کہ فرماتے صلی اللہ علیہ وسلم)

اطلبوالحوائج الی ذوی الرحمۃ من اُمتی۔ یعنی میرے رحمدل
اُمتیوں سے حاجتیں مانگو۔ یہ رحم دل اور خوشرو اولیاء کرام ہیں۔

حدیث ۶۲ نیز فرماتے ہیں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم

اطلبوا الخیر والحوائج من حسان الوجوہ = یعنی
بھلائی اور اپنی حاجتیں خوشرویوں سے مانگو =

جاننا چاہیئے۔ انبیاؑ و اولیاؒ سے مدد لینا زندگی میں اور وفات کے بعد ہر طرح سے جائز ہے۔ قرآنِ پاک اور حدیث شریف اور اقوال آئمہ سے ثابت ہے۔ اور یہ مدد خاص اللہ کی مدد ہے۔ اللہ اپنے محبوبوں کے وسیلہ سے مسلمانوں کی مدد فرماتا ہے۔ باقی رہا مشرکین کا اپنے بتوں سے مدد مانگنا یہ بالکل شرک ہے۔ کیونکہ وہ ان بتوں میں خدائی اثر اور ان کو چھوٹا خدا مان کر مدد مانگتے ہیں۔ یا اُن بتوں کو الوہیت کا حصہ دار مانتے ہیں۔ دوسرے اس لیئے کہ بتوں کو رب تعالیٰ نے یہ اختیارات نہیں دیئے۔ وہ اپنی طرف سے ان کو اپنا مختار مان کر اُن سے مدد طلب کرتے ہیں۔ لہذا یہ مشرک ہیں۔

تفسیر ۶۳ سورۂ بقر صفحہ ۱۶ میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اللہ کے کام جیسے۔ لڑکا دینا۔ رزق بڑھانا۔ بیمار کو اچھا کرنا۔ اور اس کی مثل کو مشرکین، خبیث روحوں اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ اور کافر ہو جاتے ہیں۔ اور مسلمان ان امور کو حکم الٰہی، یا اُسکی مخلوق کی خاصیت سے جانتے ہیں۔ جیساکہ دوائیں، یا عقاقیر۔ یا اس کے نیک بندوں کی دُعائیں۔ کہ وہ بندے رب کی بارگاہ سے مانگ کر لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ اور ان مومنین کے ایمان میں اس سے خلل نہیں آتا۔

تفسیر صادی ۶۴ آخر سورۂ قصص = وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ

الہاً آخر کی تفسیر میں ہے۔ فھینئذٍ فلیس فی الایۃ دلیل علیٰ مازعمہ الخوارج من ان الطلب من الغیر حیاً ومیتاً شرک فانہ جھل مرکب لان سوال الغیر من اجراء اللہ النفع او النصر علیٰ یدہ قد یکون واجباً لا انہ من ابتسل بالاسباب ولا ینکر الاسباب الا جحوداً او جھلاً ۔ یعنی یہاں لاتدع کے معنی ہیں نہ پوجو۔ لہٰذا اس آیت میں اُن خارجیوں کی دلیل نہیں جو کہتے ہیں۔ کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کچھ مانگنا شرک ہے۔ خارجیوں کی یہ بکواس جہالت ہے۔ کیونکہ غیر خدا سے مانگنا اس طرح، کہ اب اُن کے ذریعہ نفع نقصان دے۔ کبھی واجب ہوتا ہے۔ کہ یہ طلب اسباب کا حاصل کرنا ہے۔ اور اسباب کا انکار نہ کریگا۔ مگر منکر یا جاہل۔

اشعۃ اللمعات۔ شروع باب زیارت القبور امام غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے اُن کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاوے۔ ایک بزرگ نے فرمایا۔ کہ چار شخص کو ہم نے دیکھا کہ وہ قبروں میں بھی وہی عمل درآمد کرتے رہیں۔ جو کہ زندگی میں کرتے تھے یا زیادہ۔ ایک جماعت کہتی ہے۔ کہ زندگی کی مدد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں۔ کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی ہے۔ اولیاء کی حکومت جہانوں میں ہے اور یہ نہیں ہے۔ مگر اُن کی روحوں کو ارواح باقی رہیں

شامی جلد اوّل بحث زیادہ قبور میں ہے۔

وھل تندب الرحلۃ لھا کما اعتید من الرحلۃ الی زیارۃ

خلیل الرحمٰن وزیارۃ سید البدوی لم ار امن صرح بہ من

ائمتنا و منعا منہ بعض الائمۃ الشافعیۃ قیاسًا علی منع الرحلۃ بغیر المسجد الثلث وردہ الغزالی بوضوح الفرق۔ یعنی اور زیارہ قبور کے لیئے سفر کرنا مستحب ہے۔ جیسے کہ آج کل خلیل اللہ علیہ السلام اور سید بدوی علیہ الرحمۃ کی زیارۃ کے لیئے سفر کرنے کا رواج ہے۔ یعنی ایمہ میں سے کسی کی تصریح نہیں دیکھی۔ بعض شافعی علماء نے منع کیا ہے۔ مسجدوں کے سفر سوائے تین مسجدوں کے قیاس کرکے۔ لیکن امام غزالی نے اس منع کی تردید کردی۔ فرق واضح فرما دیا۔

عالمگیری زیارۃ قبر النبی علیہ السلام میں ہے۔

ویقف کما یقف فی الصلوٰۃ ویمثل صورتہ کریمۃ کانہ نائم فی لحدہٖ عالم بہٖ یسمع کلامہٗ۔ یعنی روضہ پاک کے سامنے ایسے کھڑے ہو۔ جیسے کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور اس جمال پاک کا نقشہ ذہن میں جمائے۔ گویا کہ وہ سرکار اپنی قبر انور میں آرام فرما ہیں۔ اس کو جانتے ہیں اور اس کی بات سُنتے ہیں۔

عالمگیری باب زیارۃ القبور میں ہے:—

یخلع نعلیہ ثم یقف مستدبر القبلۃ متقبلا لوجہ المیت یعنی اپنے جوتے اُتار دے اور کعبہ کی طرف پشت اور میت کیطرف منہ کرکے کھڑا ہو۔ (یہ عام مومنین کی قبروں پر فاتحہ پڑھنے کا طریقہ بتایا ہے۔)

عالمگیری میں ہے۔ تجوز الخدمۃ بغیر اللہ تعالیٰ بالقیام واخذ الیدین والانحناء یعنی غیر خدا کی عظمت کرنا کھڑے ہوکر مصافحہ کرکے۔ جھک کر ہر طرح جائز ہے۔ (شامی میں ہے)

واما الاولیاء فانھم متفاوتون فی القرب الی اللہ

و نفع الزائرین بحسب معارفهم واسرارهم۔ یعنی
بات یہ ہے۔ کہ اولیاء اللہ تقرب الی اللہ وزائرین کو نفع پہنچانے
میں مختلف ہیں۔ بقدر اپنے معرفت واسرار کے۔ نیز
انبیاء کرام اور اولیاء اللہ زندگی میں اور وفات کے بعد ہر طرح مسلمانوں
کو مدد اور نفع پہونچاتے ہیں۔ یہ بزرگی اور مرتبہ ان کو اللہ تعالٰے نے
عطا فرمایا ہے۔ اور جو ان کے مرتبہ کا انکار کرتا ہے۔ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ جس دن
اللہ عزّ وجل نے انسان کو پیدا فرمایا پہلے دن اس بات کی تمام مخلوقات
کو تعلیم فرمائی۔ کہ جس کو میں نے بزرگی اور مرتبہ دیا ہے۔ سب اُسکی تعظیم کرو۔
اور ان کے مرتبے کو مانو۔ اگر کوئی انکار کرے گا۔ تو ابلیس ہو جائیگا۔
چنانچہ شیطان کا نام پہلے عزازیل تھا۔ آدم علیہ السلام کی بزرگی اور مرتبہ
کے انکار کی وجہ سے اللہ عزوجل نے اس کو شیطان لعین کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ
نے فرمایا کہ اے ابلیس کس چیز نے منع کیا تجھ کو یہ کہ سجدہ نہ کرے تو آدم
علیہ السلام کو۔ کیا تیرا مرتبہ آدم علیہ السلام سے بلند ہے؟ (شیطان نے جواب دیا)
آیت ع ۸۴ پارہ ۲۳ =

قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ = یعنی
کہا شیطان نے۔ کہ میں بہتر ہوں اس سے۔ پیدا کیا تونے مجھکو آگ سے اور
پیدا کیا ہے۔ اس کو مٹی سے۔ لہٰذا
یہی وجہ تھی۔ ابلیس کے لعنتی ہو جانے کی۔ کہ اس نے آدم علیہ السلام کی تعظیم
اور بزرگی اور مرتبہ کا انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ اس سے تو میرا مرتبہ بڑا ہے۔
نیز شیطان لعین اس قسم کا ضدی ہے۔ کہ اس کی ضد کی بھی کوئی حد نہیں۔
تفسیر ع ۴۵ عزیزی میں ہے۔ کہ ایک بار شیطان نے موسیٰ علیہ السلام سے

کہا۔ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی جناب میں میری شفاعت کریں کہ میری توبہ قبول فرماوے۔ موسیٰ علیہ السلام نے دُعا فرمائی حکمِ الٰہی ہوا۔ کہ آپکی شفاعت قبول اور شیطان کی توبہ منظور۔ مگر شرط وہی پہلی ہے۔ کہ آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کرے۔ موسیٰ علیہ السلام نے شیطان کو خبر دی شیطان نے جواب دیا۔ کہ جب میں نے زندہ آدم کو سجدہ نہ کیا تو مردہ کو کیا سجدہ کروں۔ نیز

تفسیر ع۶۶ روح البیان میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ شیطان کو ایک لاکھ برس جہنم میں رکھ کر وہاں سے نکالے گا۔ اور فرمائیگا۔ کہ اب بھی حضرت آدم کو سجدہ کرلے۔ مگر وہ لعین انکار کرے گا۔ اور دوزخ میں واپس کردیا جائے گا۔ یہی حال ہے۔ منکروں کا کہ انکو جس قدر ثبوت دکھلائے جائیں اور ہر طرح سے سمجھایا جائے۔ مگر یہ اپنی ضد سے نہیں ہٹتے اور اس بات پر اَڑے رہتے ہیں۔ کہ اللہ کے سوا اور کسی کو نہ مان۔ اوروں کا ماننا محض خبط ہے۔ کیونکہ یہ شیطان کے مرید ہیں۔ ان کا پیر شیطان ہے۔ ان کو شیطان یہی تعلیم دیتا ہے۔ کہ حق کو چھوڑ کر ناحق پر مضبوط رہنا۔ نیز اللہ تعالیٰ کو تو کُفار بھی مانتے تھے۔ مگر انبیاء کرام کے مُنکر تھے۔ ان کے کفر کی وجہ ہی یہی تھی۔ کہ انبیاء کرام کی بزرگی اور مرتبہ کا انکار کرتے تھے۔ آیت ع۸۵ پارہ ع۲۱ =

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝ یعنی

اور اگر آپ ان سے دریافت فرمادیں۔ کہ کس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمینوں کو اور مسخر کیا ہے سورج اور چاند کو۔ البتہ یہ کہیں گے۔ کہ اللہ نے

پس کہاں پھر جاتے ہیں۔ نیز

جن قوموں نے پیغمبروں کو جھٹلایا وہ سب کافر ہوگئے۔ قوم نوح علیہ السلام نے اور اصحاب الرس نے اور ثمود اور عاد نے اور فرعون اور قوم لوط نے اور اصحابہ ایکہ اور قوم تبع ان سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا اور کافر ہوگئے۔

آیت ع۸۶ پارہ ۲۶ =

کُلٌّ کَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِیْدِ ۝ یعنی سب نے پیغمبروں کو جھٹلایا۔ پس ثابت ہوا ان پر عذاب۔

جاننا چاہیئے۔ بعض لوگوں کا عقیدہ اچھے ہونے کے قریب ہے۔ مگر ایک سخت مرض گمراہی میں مبتلا ہیں۔ وہ لوگ فرقہ وہابیہ کو گمراہ بدمذہب اور بے دین سمجھتے ہیں۔ اور اہلسنت کے عقیدہ کو صحیح سمجھنے کے باوجود بھی وہابیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ اور نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ جب ان کو کہا جائے۔ کہ تم تو وہابیوں کو بُرا سمجھتے ہو، تو پھر ان کے پیچھے نماز کیوں پڑھتے ہو۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ اکثر مسجدوں میں وہابی لوگ پیش امام ہیں۔ وہی نماز پڑھاتے ہیں۔ اور ترک جماعت کا سخت گناہ ہے۔ لہذا ہم مجبور ہیں۔ اسلئے ان کے پیچھے پڑھ لیتے ہیں۔ آخر اور لوگ بھی تو ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں؟

ان دو دھرے اہلسنت حضرات کا یہی عقیدہ رکھنا۔ کہ وہابیوں کے پیچھے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ گمراہی ہے۔

.. ..

.. ..

.. ..

پھر یہ لوگ جو عبادت اور محنت کرتے انکی یہ سب عبادت اور محنت تو برباد ہے؟ ان کی محنت اور عبادت کا تو یہ حال ہے۔ سُنیئے:- اللہ عزوجل فرماتا ہے:-

آیت ۸۷ پارہ ۳۰ = سورۃ الغاشیہ

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝

یعنی بہت سے چہرے اُس دن ذلیل ہونے والے ہیں۔ عمل کرنے والے۔ محنت کرنے والے داخل ہوں گے آگ جلتی میں۔

ایسے لوگوں کے بارے میں حضور نے فرمایا۔ تنہا جب آپ تقسیم فرما رہے تھے۔ اور ایک شخص نے کہا۔ کہ اللہ سے ڈریئے۔ آپ نے فرمایا اللہ تجھے ہلاک کرے۔ پھر آپ نے اس کی طرف دیکھا۔ جبکہ وہ پیٹھ موڑے جارہا تھا۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا۔ کہ اس شخص کی اصل سے ایسی قوم نکلے گی۔ جو تمہاری نماز، روزے اور اعمال کو اپنی نماز، روزے اور اعمال کے مقابلے میں حقیر سمجھے گی۔ اور قرآن پڑھے گی جو ان کے گلے کے نیچے نہ اُترے گا۔ اور وہ دین سے خارج ہو جائے گی جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ اور وہ قوم منکرین ہیں۔ جنہوں نے زمانۂ حال میں وہ شر اور فساد مچایا ہوا ہے۔ جس کی کوئی حد نہیں۔ یہاں ان سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ اللہ کی طرف ہماری فریاد ہے۔ چنانچہ انہوں نے انبیاء و اولیاء اور خاص کر محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے اور ان کی شان میں طرح طرح کی بکواس بکے ہیں۔ کہیں تو انہوں نے لکھا ہے۔ کہ شیطان لعین کے لئے تو علم محیط زمین کا نص سے ثابت ہے۔ اور محبوب خدا کے لئے کونسی نص قطعی ہے۔ اور کہیں لکھا ہے۔ کہ جیسا علم غیب محبوب خدا کو حاصل ہے۔ ایسا علم تو جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔ اور کہیں لکھتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء ہمارے بڑے بھائی ہیں۔ اور کہیں لکھتے ہیں۔ کہ اوروں کا ماننا محض خبط ہے۔ اور کہیں صاف لکھدیتے ہیں۔ کہ جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

اور کہیں لکھا ہے. کہ کسی کو دُور سے پُکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گی. کُفر وشرک ہے. اور کہیں شفاعت وحمایت کا انکار کر جاتے ہیں. کہ کوئی کسی کا وکیل اور حمایتی بننے والا نہیں ہے. علاوہ ازیں اور بھی کئی طرح کے بیہودہ الفاظ ہیں. لھٰذا مسلمان خود انصاف فرمائیں. کہ ایسے منافقوں کے پیچھے نماز کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔ جو ان کو اچھا سمجھے یا ان کی کتابوں کو اچھا سمجھے یا ان کے مقتدیوں کو اچھا جانے یا ان کو مسلمان سمجھے. ان سب کے پیچھے نماز بالکل ناجائز ہے.

اس بات پر سب مسلمانوں کا اتفاق ہے. کہ وہ بد مذہب جس کی بد مذہبی حدِ کفر کو پہنچ گئی ہو جیسے رافضی، اگرچہ صرف صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت یا صحبت سے انکار کرتا ہو. یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شانِ اقدس میں تبرا کہتا ہو اور وہ جو قرآن کو مخلوق بتاتا ہے. اور وہ جو شفاعت کا انکار کرتا ہے. اور وہ جو دیدارِ الٰہی کا منکر ہے. اور وہ جو عذابِ قبر، یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے. ان سب کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ (عالمگیری غنیہ)

جو ....
اللہ عزّ وجل کے محبوب کی توہین کرتے ہیں. یا توہین کرنے والوں کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان ہی جانتے ہیں.

امامِ مذہب حنفی جنابِ سیدنا امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب الخراج میں فرماتے ہیں. کہ جو شخص مسلمان ہو کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم کو دشنام دے. یا حضور کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے. یا حضور کو کسی طرح عیب لگائے. یا کسی وجہ سے حضور کی شان گھٹائے۔ وہ یقیناً کافر اور خدا کا منکر ہو گیا. اسکی بیوی اُس کے نکاح سے نکل گئی۔ (مجمع الانہر دُرِ مختار میں ہے)

واللفظ لہٗ الکافر بسبب نبی مِنَ الْاَنبیاءِ لَا تقبل توبتہٗ مطلقاً و من شک فی عذابہٖ وکفرہٖ کفر۔ یعنی جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہو۔ اسکی توبہ کسی طرح قبول نہیں۔ اور جو اُس کے عذاب یا کفر میں شک کرے۔ خود کافر ہے۔

جاننا چاہیئے۔ کہ توبہ کا قبول نہ ہونا اسلام کے حاکم کے یہاں ہے۔ کہ وہ اُسکو سزائے موت دے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں ہر کافر کی توبہ قبول ہے توبہ سے کُفر مٹ جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کے عذاب دوزخ سے بچ جاتا ہے۔ اب بھی وقت ہے توبہ کرلیں۔ محبوب علیہ السلام کے تمام صفات اور مرتبہ کو مان لیں۔ اُن کی شان اور مرتبہ بہت ہی بُلند ہے۔ ہمارے عقلوں اور دماغوں کی رسائی نہیں۔ چنانچہ مطالع المسرات شریف میں ہے:۔

اسمہٗ صلے اللہ علیہ وسلم محی الحیاۃ جمیع الکون بہٖ صلی اللہ علیہ وسلم فھو روحہٗ وحیاتہٗ وسبب وجودہٖ وبقائہٖ۔ یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا نام پاک محیی ہے۔ یعنی زندہ فرمانے والے اسلئے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے۔ تو حضور تمام عالم کی جان و زندگی اور اس کے وجود و بقا کے سبب ہیں۔ نیز اسی میں ہے۔ کہ محبوب علیہ السلام تمام عالم کی جان وحیات وسبب وجود ہیں حضور نہ ہوں۔ تو عالم نیست و نابود ہو جائے۔

حضرت سیدی عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو۔ اسلئے کہ واسطہ نہ رہے۔ تو جو اس کے واسطے سے تھا۔ آپ ہی فنا ہو جائے۔ نیز ہمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا۔

کل فضل فی العٰلمین فمن فضل النبی المتعارۃ الفضلاء یعنی
جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے۔ وہ اس نے نبی علیہ السلام
کے فضل سے مانگ کر لی ہے۔

شیخ عبدالحق محدّث دہلوی شرح فتوح الغیب ص۳۳۳ میں فرماتے ہیں۔ انبیاء
علیہ السلام دنیاوی حقیقی زندگی سے زندہ اور باقی عملدر آمد فرمانے والے ہیں۔
اس میں کوئی کلام نہیں۔ مرقاۃ باب ما یقال عند من حضر الموت کے آخر میں ہے۔

والا بتاعد عن الانبیاء حیث طویت لھما الارض وحصل
لہما ابدانٌ [illegible]
فی اٰنٍ واحدٍ = یعنی

اولیاء اللہ ایک آن میں چند جگہ ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے بیک وقت
چند اجسام ہو سکتے ہیں۔ نیز یہ قوت اور مرتبہ اولیاء اللہ کو محبوب صلے اللہ
علیہ وسلم سے عطا ہوتا ہے۔ جو علم جس کو عطا ہوتا ہے حضور علیہ السلام
کی سرکار سے اور جو نعمت جس کو ملتی ہے۔ حضور علیہ السلام کے دربار سے ہے
امام حجر مکی افضل القریٰ میں فرماتے ہیں۔

لانہ الممد لھم اذھو الوارث الحضرۃ الالھیۃ والمستمد منھا بلا
واسطۃ دون غیرہ فانہ لا یستمد منھا الا بواسطۃ فلا یصل
الکامل منھا شیئ الا وھو من بعض مددہ وعلی یدیہ = یعنی
تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اسلئے کہ حضور
ہی بارگاہِ الٰہی کے وارث ہیں۔ بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں۔
اور تمام عالم مدد الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے۔ تو جس کامل کو جو خوبی
ملی وہ حضور ہی کی مدد سے اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی (صلے اللہ علیہ وسلم)

شرح سیدی عشماوی میں ہے۔ کوئی موجود دو نعمتوں سے خالی نہیں۔ نعمتِ ایجاد و نعمتِ امداد، اور ان دونوں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی واسطہ ہیں۔ کہ حضور پہلے موجود نہ ہو لیتے تو کوئی چیز وجود نہ پاتی۔ اور عالم کے اندر حضور کا نور موجود نہ ہو۔ تو وجود کے ستون ڈھے جائیں۔ تو حضور ہی پہلے موجود ہوئے۔ اور تمام جہان حضور ہی کا طفیلی، اور حضور ہی سے وابستہ ہوا۔ کوئی کسی طرح حضور سے بے نیاز نہیں۔ (صلے اللہ علیہ وسلم)

آیت ۸۸ پارہ ۵ =

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ○ = یعنی تو اے محبوب آپ کے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے۔ جب تک کہ اپنے آپس کے جھگڑے میں آپکو حاکم نہ بنائیں۔ پھر جو کچھ آپ حکم فرماؤ۔ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور دل سے مان لیں۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے۔ کہ ایک انصاری کا حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باغ کو پانی دینے پر جھگڑا ہو گیا۔ محبوب علیہ السلام نے حضرت زبیر کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ انصاری نے اعتراض کیا۔ کہ یہ آپ کے پھوپھی کے بیٹے ہیں۔ ان کی رعایت کی گئی ہے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس آیت پاک نے تو محبوب علیہ السلام کی وہ شان، حکومت، ملکیت اور اختیار ثابت فرما دیا ہے۔ کہ جس کا کوئی اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ فرمایا:۔ فَلَا وَرَبِّكَ یعنی اے محبوب آپ کے رب کی قسم یعنی تمام مخلوق کو معلوم ہو جائے۔ کہ رب آپ کا ہے۔ یہ نہ فرمایا کہ رب العلمین کی قسم، بلکہ فرمایا آپ کے رب کی قسم، کیونکہ عالم تو سب آپ کے ہیں۔ جب رب آپکا ہے۔ تو سارے عالم آپ کے ہیں۔ اس ایک ہی کلمہ سے سارے جہانوں

پر حضور کی ملکیت ثابت ہو جاتی ہے۔ اور فرمایا۔ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ۔ یعنی وہ مسلمان نہ ہوں گے۔ جب تک آپکو حاکم نہ مانیں۔ اپنے آپس کے جھگڑے میں۔ اس سے دو باتوں میں غور کرنا چاہیئے۔ ایک یہ کہ حضور کی حکومت تمام جہانوں پر ہے۔ اور دوسرے یہ کہ جو کوئی آپکو حاکم نہ مانیں وہ مسلمان نہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہ کیا نرالی شان ہے۔ اور فرمایا:۔

ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا۔

یعنی پھر جو کچھ آپ حکم فرماویں۔ اس سے آپ اپنے دلوں میں رکاوٹ نہ پائیں۔ اور دل وجان سے مان لیں۔

یہاں بھی دو باتیں خوب ثابت ہوتی ہیں۔ ایک یہ کہ جو کچھ حکم آپ فرمائیں۔ یہ آپکی مرضی اور اختیار ہے۔ اور دوسرے یہ کہ حضور کے حکم کے خلاف اگر دل میں بھی خیال گذرا تو وہ بھی مسلمان نہیں۔ یعنی حکم تو مان لیا۔ مگر صرف دل میں خیال گذرا۔ کہ یہ فیصلہ ٹھیک نہیں ہوا۔ اگر میرے حق میں ہوتا۔ تو اچھا ہوتا۔ صرف اس قدر دل میں خیال کرنے والا بھی مسلمان نہیں۔ سبحان اللہ یہ کس قدر پُر لطف اور پُر اثر کلام ہے۔ یہاں تو حد ہو گئی ہے۔ دلوں میں تو کئی طرح بُرے خیال گذرتے ہیں۔ مگر محبوب کی اُمت کو محبوب کے صدقے سب معاف ہیں۔ دیکھو حدیث بخاری ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ اللّٰہَ تَجَاوَزَ لِیْ عَنْ اُمَّتِیْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ اَوْ تَکَلَّمْ۔ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے میری اُمت سے وہ باتیں معاف فرما دی ہیں۔ جو ان کے دلوں میں بطور وسوسہ آئیں۔ جب تک وہ اُن پر عمل نہ کریں۔ یا زبان سے نہ نکالیں۔ جس مسلمان کے دل میں جو بُری بات گذرے وہ تو معاف ہے۔ اور حضور کے کسی حکم

کے خلاف اگر دل میں بھی خیال گذرا تو وہ معاف نہیں۔ چنانچہ ایک منافق اور یہودی میں جھگڑا ہو گیا۔ یہودی حق پر تھا۔ اور منافق جھوٹا۔ فیصلہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ یہودی کے حق میں فیصلہ ہو گیا۔ مگر منافق راضی نہ ہُوا۔ "صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس فیصلہ لے گئے۔ انہوں نے یہودی کے حق میں فیصلہ فرمایا۔ پھر بھی منافق راضی نہ ہُوا۔" فاروقِ اعظم کی بارگاہ میں پہنچے۔ یہودی نے جب عرض کیا۔ کہ اس مقدمہ کا فیصلہ حضور علیہ السلام فرما چکے۔ اور صدیقِ اکبر بھی۔ مگر یہ شخص راضی نہیں ہوتا۔ تو فاروق اعظم نے منافق کو فوراً قتل کر دیا۔ اور فرمایا۔ جو حضور علیہ السلام کے فیصلہ پر راضی نہ ہو۔ اُس کا فیصلہ یہ ہے۔ اسی دن سے آپ کا لقب فاروق ہُوا۔ یعنی حق اور باطل میں فرق فرمانے والے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یہ تو ان کا حال ہے۔ جو حضور کے فیصلہ میں چوُن وچرا کرے۔ اور منافقین جو حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علمِ غیب سے ہی منکر ہیں۔ ان کا کیا حال ہو گا۔ حالانکہ یہاں تو علمِ غیب کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ تمام عالم اور عالموں میں جو کچھ ہے۔ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر شئے کے مالک ہیں اور حضور کو اختیار ہے۔ کہ جسے بھی جو چیز عطا فرماویں۔ یا منع فرماویں۔ یہاں حضور کو کسی شئے کے علم ہونے یا نہ ہونے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

۵ اٰیت تحفہ میں زبور شریف سے منقول ہے۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اللہ عزّوجل نے اپنے محبوب علیہ السلام کی شان بیان فرمائی۔ اسکے آخر میں یہ ہے وَمَلَكَ الْاَرْضَ وَرِقَابَ الْاُمَمِ = یعنی احمد مالک ہُوا ساری زمین اور تمام اُمتوں کی گردنوں کا (صلے اللہ علیہ وسلم)

حدیث امام احمد و محمد بن ابی بکر بن المقدمی کہ اعشیٰ مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں اپنے بعض اقارب کی ایک فریاد لے کر حاضر ہوئے۔ اور اپنی منظوم عرضی مسامع قدسیہ پر عرض کی جس کی ابتدا اس مصرع سے تھی۔ یَا مَالِکَ النَّاسِ وَدَیَّانَ الْعَرَبِ۔ اے تمام آدمیوں کے مالک اور ائے عرب کے جزا وسزا دینے والے حضورِ اقدس صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سُن کر شکایت دفع فرمادی۔

امام ربانی احمد بن محمد خطیب قسطلانی۔ منح محمدیہ میں فرماتے ہیں:۔

الا بابی من کان ملکاً وسیداً　　　آدمُ بین الماءِ والطین واقفٌ

اذا رام امراً لا یکون خلافہ　　　ولیس لذالک الامر فی الکون صارفٌ

یعنی میرے باپ قربان ان پر جو بادشاہ سردار ہیں۔ اس وقت سے کہ آدم علیہ السلام ابھی آب وگل کے اندر ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہ جس بات کا ارادہ فرمادیں۔ اس کا خلاف نہیں ہوتا۔ تمام جہان میں کوئی ان کے حکم کا پھیرنے والا نہیں صلی اللہ علیہ وسلم

علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر کی شرح میں

ے

نبینا الآمرُ الناھی فلا احدٌ　　　ابر فی قول لا منہ ولا نعم یعنی

ہمارے نبی صاحب امر و نہی تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں) فرماتے ہیں:۔ معنے نبینا الآمر الخ انہ لا حاکم سواہ صلی اللہ علیہ وسلم فھو حاکم غیر محکوم۔ یعنی

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ حضور حاکم ہیں۔ حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں۔ نہ وہ کسی کے محکوم، (صلے اللہ علیہ وسلم)

تمام جہان میں جسے بھی جو چیز ملتی ہے۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے دربار سے

اور جسے بھی جو علم ملتا ہے۔ حضور کی سرکار سے صلے اللہ علیہ وسلم =
اللہ عزّ وجل فرماتا ہے۔ ؛

آیت ۸۹ وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَہٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَہُوْا
یعنی جو کچھ عطا فرمادے تم کو رسول، پس اُس کو لے لو۔ اور جو کچھ کہ منع کرے
تم کو اُس سے باز رہو۔۔

یہاں حضور کے ہر حکم کی فرمانبرداری اور ہر طرح کا علم ظاہر و علم غیب اور جس
بات کو حضور فرض فرماویں یا منع فرماویں۔ اور جس کو جو چیز عطا فرماویں۔ یا
منع فرماویں۔ حضور کی مرضی ہے۔ تمام مخلوقات کو ہر شئے حضور سے ملتی ہے۔
(صلے اللہ علیہ وسلم)

حدیث ۹۳ = وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ یُعْطِیْ = یعنی
سوا اس کے نہیں۔ کہ میں تقسیم فرماتا ہوں۔ اور اللہ عزّ وجل مجھے عطا
فرماتا ہے =

حدیث ۹۴ الراضی عن سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں (صلے اللہ علیہ وسلم)
لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَرْشَ کَتَبَ عَلَیْہِ بِقَلَمٍ نُوْرٍ طُوْلُ الْقَلَمِ
مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
بِہٖ اٰخُذُ وَاُعْطِیْ وَاُمَّتُہٗ اَفْضَلُ الْاُمَمِ وَاَفْضَلُھَا اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ =
یعنی جب اللہ تعالیٰ نے عرش بنایا۔ اس پر نور کے قلم سے جس کا طول مشرق
سے مغرب تک تھا۔ لکھا۔ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں محمدؐ اللہ کے
رسول ہیں۔ میں انہیں کے واسطے سے لوں گا۔ اور انہیں کے وسیلے سے دوں گا۔
ان کی اُمّت سب اُمتوں سے افضل ہے۔ اور ان کی اُمت میں سب سے افضل
ابو بکر صدیق ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)=

امروز پرنٹنگ پریس حسن پروانہ روڈ مُلتان

لہذا جس کی جو چیز اللہ عزوجل قبول فرماتا ہے۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے قبول فرماتا ہے۔ اور جس کو جو چیز اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے عطا فرماتا ہے۔ اور جس پر پر جو فرض فرماتا ہے۔ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے فرض فرماتا ہے۔

حدیث ۹۵ بخاری حضرت ابو موسےٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ کہ ایک دن محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب کرام میں تشریف فرما تھے۔

اذا جاء رجلٌ یسأل او طالب حاجۃ اقبل علینا بوجہہ فقال شفعوا فلتؤجروا ولیقض اللہ علےٰ لسان نبیہ ماشآء

یعنی۔ کہ اتنے میں ایک شخص سائل یا حاجتمند آیا۔ حضور سرورِ کائنات ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمانے لگے۔ اس شخص کی مجھ سے سفارش کرو۔ تم کو ثواب ہوگا۔ اور اللہ اپنے نبی کی زبان پر جو چاہتا ہے۔ پورا کرتا ہے۔ سبحان اللہ یہ کیا پُر لطف کلام ہے۔ اور کس قدر نرالی شان ہے۔ فرمایا کہ تم شفاعت کرو۔ ہمارے دربار میں سب کچھ ہے۔ ہم اس کو عطا فرمائینگے اور یہ کہ اللہ کا فرمان نبی کی زبان ہے۔

امام اجل ابنِ حجر مکی "جوہر منظم" میں فرماتے ہیں :۔

انہٗ صلے اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طوع یدیہ وتحت ارادتہ یعطی منھا من یشاءُ ویمنع من یشاء = یعنی

بے شک نبی علیہ السلام اللہ عزوجل کے وہ خلیفہ ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ

نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست وقدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیرِ حکم وارادہ واختیار کردئیے ہیں۔ کہ جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں۔ اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔

نیز امام قسطلانی مواہب الدنیہ میں فرماتے ہیں۔

هو صلى الله تعالى عليه وسلم خزانة السر وموضع نفوذ الامر فلا ينفذ امر الا منه ولا ينقل خير الا عنه صلى الله تعالى عليه وسلم = یعنی

نبی صلے اللہ علیہ وسلم خزانہ رازِ الٰہی وجائے نفاذ امر ہیں۔ کوئی حکم نافذ نہیں ہوتا۔ مگر حضور کے دربار سے۔ اور کوئی نعمت کسی کو نہیں ملتی مگر حضور کی سرکار سے۔ (صلے اللہ علیہ وسلم)

اور منکر کہتے ہیں۔ کہ جس کا نام محمد ہے۔ وہ کسی شئے کا مختار نہیں۔ یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز عطا نہیں فرمائی۔ اور ہم کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص غنی ہے۔ اُس کی فقیر کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے۔ اور محبت بھی اسقدر کہ سارے جہان میں اُس کا اُس سے زیادہ دوسرا کوئی محبوب نہ ہو تو۔ یہ معلوم ہے۔ کہ غنی دوست فقیر محبوب کو ہر وہ چیز دے گا۔ کہ جس پر غنی قدرت اور طاقت رکھتا ہو۔ جب یہ غنی ہے۔ تو اپنے محبوب کو بھی غنی کردیگا۔ اور اگر نہیں دے گا۔ تو اس کی یہی وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ غنی دوست کے پاس جو کچھ ہے۔ اس کے کم ہونے کا خطرہ ہے۔ کہ اگر اُس کو اِس قدر زیادہ دے دیا جائے۔ تو میرے پاس جو کچھ ہے۔ یہ بہت کم ہو جائے گا۔ جس سے میرا اپنا کام بھی نہ چل سکے گا۔ یا

لینے والا محبوب ناقابل ہے۔ کہ اگر اس کو اسقدر زیادہ دیا جائے تو وہ برداشت نہ کر سکے گا۔ اور بے جا خرچ کرے گا۔ یہاں تو دینے والا مالک رب العلمین ہے۔ کہ جس کی قدرت کا بیان عقلوں اور دماغوں سے وراء ہے۔ اس نے اپنے خزانۂ کرم سے سب کو عطا فرمایا۔ اور عطا فرما رہا ہے۔ اور اس کے خزانے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جس کو جس قدر دینا چاہے دے سکتا ہے۔ اس کے خزانے میں کسی قسم کی کمی اور زیادتی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور پھر لینے والا محبوب رحمت اللعلمین ہے۔ جو کامل مکمل پیارا محبوب جس میں کسی چیز کی کمی اور نقص کا ہونا ناممکن اور محال ہے۔

لہذا منکر بتائیں۔ کہ وہ کس پر نقص لگاتے ہیں۔ اللہ عزّ وجل پر کہ وہ دینے پر قادر نہیں۔ یا خزانے کے کم ہونے کا خطرہ ہے۔ یا لینے والے اس کے محبوب پر کہ وہ ناقابل ہے۔ کہ اس سے بے جا خرچ ہونے کا خطرہ ہے۔ یہاں تو دینے والا مالک قادر و کریم ہے۔ اور لینے والا محبوب رؤف الرحیم ہے۔ تو پھر کسی چیز کی کمی کیوں رہے۔

تعجّب ہے اُن منکروں پر جن کے دماغوں میں سڑا ہُوا بھوسہ بھرا ہُوا ہے۔ جہانِ دنیا کے خزانے تو جہانِ دنیا کے خزانے ہیں۔ اللہ عزّ وجل نے تو اپنے محبوب علیہ السلام کو آخرت کے خزانے بھی عطا فرمائے ہیں۔ جنت اور دوزخ کی کُنجیاں محبوب علیہ السلام کے سپرد فرما دئے ہیں۔ حضور جسے چاہیں جنت میں داخل فرمائیں اور جسے چاہیں دوزخ میں۔ حضور کی مرضی ہے۔ (صلے اللہ علیہ وسلم)

حدیث ۹۶ امام دارمی اپنی سنت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔ حضور مالکِ جنت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

انا اول الناس خروجا اذا بعثوا وانا قائدھم اذا وفدوا وانا خطیبھم اذا انصتوا وانا شفیعھم اذا حبسوا وانا مبشرھم اذا ییئسوا الکرامۃ والمفاتیح یومئذٍ بیدی ولواء الحمد یومئذٍ بیدی الحدیث۔ یعنی میں سب سے پہلے قبر سے باہر آوں گا۔ جب لوگ اُٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیشوا ہوں۔ جب وہ حاضرِ بارگاہ ہونگے۔ اور میں ان کا خطیب ہوں۔ جب وہ دم بخود ہوں گے۔ اور میں ان کا شفیع ہوں۔ اور جب وہ محبوس ہونگے۔ اور میں خوشخبری دینے والا ہوں، یعنی جب وہ نا اُمید ہوں گے۔ عزت اور کُنجیاں اس دن میرے ہاتھ ہیں۔ اور لواء الحمد اس دن میرے ہاتھ ہوگا۔ (صلے اللہ علیہ وسلم)

شیخ محقق مولانا عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہِ تعالیٰ علیہ مدارج شریف میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ حضور نے اس دن کو ظاہر فرمایا۔ کہ آپ مالکِ یوم الدین کے نائب ہوں گے۔ اور اُس روز حکومت اور ہر حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا۔ بحکمِ ربّ العالمین۔

حدیث ۹۷ بخاری شریف۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ اس میں شفاعتِ کبرا کا ذکر ہے۔ حدیث طویل ہے۔ اسلئے صرف یہاں ہم دو کلمے تحریر کرتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضور نے فرمایا:—

انا سید الناس یوم القیامۃ۔ یعنی میں روزِ قیامت تمام لوگوں کا سید ہوں۔

یہ کتنا پُر اثر کلام ہے۔ کہ حضور خود فرماتے ہیں۔ مُنکر مانیں یا نہ مانیں۔ میں تو قیامت کے دن بھی تمام جہان کا سید ہوں۔ اور دوسرے یہ کہ روزِ قیامت اللہ عزّوجل فرمائے گا:۔

یا محمّد ارفع رأسك سل تعطہٗ وشفع تشفع = یعنی اے محمد سر اُٹھا اور مانگ۔ جو مانگے گا دیا جائے گا۔ اور شفاعت کر جس کی شفاعت کرے گا۔ قبول کی جائے گی۔ (صلے اللہ علیہ وسلم)

حدیث ۹۸ صحیحین بخاری و مُسلم و نسائی۔۔۔۔ میں ہے:۔ کہ ام المؤمنین صدیقہ اپنے پیارے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں۔ مَا اَرٰی رَبَّكَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ هَوَاكَ = یعنی یارسول اللہ میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر حضور کی خواہش میں جلدی و شتابی کرتا ہوا = الحمدللہ یہ بھی بہت ہی پُر لطف کلام ہے۔

حدیث ۹۹ الحاکم و ابن عساکر عبادۃ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سیدِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ بیشک بالیقین میں روزِ قیامت تمام جہان کا سید ہوں۔ میرے ہاتھ میں لِواءُالحمد ہوگا۔ کوئی شخص ایسا نہ ہوگا۔ جو میرے نشان کے نیچے نہ ہو۔ کشائش کا انتظار کرتا ہُوا میں چلوں گا۔ اور لوگ میرے ساتھ ہوں گے۔ یہانتک کہ جنت کے دروازہ پر تشریف فرماکر دروازہ کھلواؤں گا۔ سوال ہوگا کون ہیں۔ میں فرماؤں گا محمّد صلے اللہ علیہ وسلم) کہا جائیگا مرحبا۔ محمد صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم = پھر جب میں اپنے رب عزّوجل کو دیکھوں گا۔ اس کے لئے سجدۂ شکر ادا کروں گا۔ اس پر کہا جائیگا۔

اِرفع رَأسَكَ وقل تطاع وشفع تشفع = یعنی اپنا سر اُٹھاؤ۔ اور

جو کہنا ہے کہو۔ کہ تمہاری اطاعت کی جائے گی۔ شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔ پس جو لوگ جل چکے تھے۔ وہ اللہ کی رحمت اور میری شفاعت سے دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔ یہاں اطاعت کے معنی ہیں ہر مراد محبوب کی فوراً موجود فرما دینا۔

حدیث نمبر ۱۰۰ بخاری و مسلم و ترمذی وغیرہ میں ہے۔ کہ فرماتے ہیں۔ محبوب (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) =

اِنَّ لِیْ اَسْمَآءً اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ وَاَنَا الْمَاحِیْ الَّذِیْ یَمْحُوا اللّٰہُ بِیَ الْکُفْرَ وَاَنَا الْحَاشِرُ وَالَّذِیْ یُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰی قَدَمِیْ

یعنی بے شک میرے متعدد نام ہیں۔ میں **محمد** ہوں۔ میں **احمد** ہوں میں **ماحی** یعنی کفر و شرک کا مٹانے والا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے کفر مٹاتا ہے۔ میں **حاشر** یعنی مخلوق کو حشر دینے والا ہوں۔ کہ میرے قدموں پر تمام لوگوں کا حشر ہوگا۔ (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔

اور یہ تو پہلے کئی بار احادیث سے ثابت کیا گیا ہے۔ کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، جنت اور دوزخ کی کنجیاں گویا ہر شے کی کنجیاں اللہ عزّوجل نے اپنے محبوب کو عطا فرمائے ہیں۔ منکر مانیں یا نہ مانیں۔ مالکِ دوجہاں محبوب صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۱ الحاکم، عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک کنیسہ یہود میں تشریف لے جا کر دعوتِ اسلام فرمائی۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ دوبارہ فرمائی۔ کوئی نہ بولا۔ حضور نے فرمایا:—

ابیتم فو اللہ لانا الحاشر وانا العاقب وانا النبی المصطفٰی

اَمنتم اوکنٖ بُکم = یعنی

تم نے نہ مانا تو سُن لو۔ خدا کی قسم بیشک میں ہی حشر دینے والا ہوں۔ میں ہی خاتم الانبیاء ہوں۔ میں نبی مصطفےٰ ہوں۔ چاہے تم مانو یا نہ مانو۔

جناب شاہ صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں لکھتے ہیں :—

تورایت کے سفر چہارم میں ہے :—

قَالَ اللہُ تعالیٰ لابرٰھِیم ان ھَاجَرَ تلدُ و یکون من ولدھا من یدہٗ فوق الجمیع وید الجمیع مبسُوطَۃٌ اِلیہِ بالخشوع = یعنی

فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابراھیم علیہ السلام سے۔ بیشک ہاجر کی اولاد ہوگی۔ اور اس کے بچوں میں وہ ہوگا۔ جس کا ہاتھ سب سے بالا ہے۔ اور سب کے ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ عاجزی اور گڑگڑاتے ہیں = وہ کون ؟

محمد رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم !

حدیث ۱۰۲ احمد و الطبرانی و ابنِ عساکر عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کرکے فرماتے ہیں :—

فجاءت اُمنا فذکرتْ یتمنا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم العیاتہ تخافین علیھم وانا ولیھُم فی الدنیا والاٰخرۃ = یعنی

میری ماں نے حاضر ہوکر حضور پناہِ بیکساں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سے ہماری یتیمی کی شکایت عرض کی۔ حضور مالکِ دوجہاں صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا ان پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے۔ حالانکہ میں ان کا ولی وکارساز ہوں۔ دُنیا و آخرت میں۔ (صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

آیت ۹۰ پارہ ۱۷ سورۃ النسآء۔

وَمَا أَرْسَلْنٰكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ۝ یعنی

ہم نے نہ بھیجا تمہیں مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے۔

اگر نورِ ایمان کی آنکھ سے دیکھا جائے تو اس ایک آیتِ پاک میں سب کچھ آگیا۔

تمام جہانوں میں ہر مخلوق پر حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قبضہ ثابت ہو گیا۔ جہانوں میں ایسی کوئی مخلوق نہیں۔ جو محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کے قبضۂ رحمت سے باہر ہو۔ تمام عالموں میں ہر مخلوق کو جب بھی جو چیز ملتی ہے۔ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار سے اور تمام عالموں میں جب بھی جس پر جو رحمت ہو ہے۔ محبوب صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سرکار سے۔ منکر مانیں۔ نہ مانیں۔ ہمارے مشکلکشا ہیں۔ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام = جو شخص اس کتاب سے فائدہ اُٹھائے۔ وہ میرے اور میرے فرزند غلام علی کے لئے (اس نے مجھے اس کتاب کے تحریر کرنے میں مدد دی ہے) اور تمام مسلمانوں کے لئے یہ دُعا کرے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے وہابیوں اور ہر شریر کے شر سے محفوظ رکھے۔ اپنی اور اپنے محبوب علیہ السلام کی سچی محبت اور رضامندی عطا فرمائے۔ آمین۔ وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہٖ سیدنا و مولانا محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین آمین

خادم العلماء (مولوی) رحیم بخش حنفی قادری کلاچوی